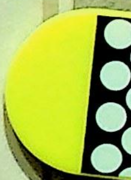
سوشلسٹ ریاست

لینن





سوشلسٹ ریاست

لینن



نو یگ پبلشرز

چاندنی چوک، دلّی

۱۹۷۷ء
نوُیگ پبلشرز، چاندنی چوک، دلّی
پرنٹرز
نٹ راج، آفسیٹ پریس، دلّی
قیمت : ۴ روپے

فہرست

دیباچہ

ریاست، اس کی حقیقت اور سماج کے ارتقا میں اس کے رول کا سوال نظریے اور عمل کا ایک انتہائی متنازعہ فیہ سوال ہے۔ ۶۰ سال پہلے قائم ہونے والی دنیا کی پہلی سوشلسٹ ریاست کی تاریخ نے نئے سماجی نظام کی برکتوں کا واضح ثبوت فراہم کر دیا ہے۔ سوشلزم کے افکار کی جاندار نوعیت عالمی سوشلسٹ نظام کے قیام کے ذریعہ پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ ایشیا اور افریقہ کے وہ متعدد ممالک جنھوں نے آزادی حاصل کر لی ہے ترقی کی سوشلسٹ شاہراہ اختیار کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ کوئی اتفاقی بات نہیں کہ ریاست کے سوال کو کمیونسٹ اور مزدور پارٹیوں کے سیاسی پروگرام میں نمایاں مقام دیا گیا ہے۔ لینن نے اسے وہ بنیادی سیاسی مسئلہ قرار دیا تھا جو "عہد حاضر کے سبھی سیاسی مسائل اور سیاسی بحثوں کا مرکزی نقطہ ہے"[1] اور آج بھی اس کی یہ حیثیت اپنی جگہ برقرار ہے۔

ابتدا سے ہی لینن نے روس میں ایک مارکسی پارٹی کے قیام کے لئے جدوجہد کی۔ ۹۶-۱۸۹۵ء میں جب وہ جیل میں تھے تو انھوں نے اس طرح کی پارٹی کے لئے پروگرام کا ایک مسودہ تیار کیا تھا جس میں انھوں نے بحث کی تھی کہ سرمایہ دار طبقے کے خلاف مزدور طبقے کی جدوجہد ان تمام ہی طبقوں کے خلاف جدوجہد ہے جو دوسروں کی محنت پر زندہ ہیں" اور "یہ اس وقت ختم ہو سکتی ہے جب سیاسی اقتدار مزدور طبقے کے ہاتھ میں آجائے، ساری زمین، اوزار، کارخانے، مشینیں اور کانیں، سوشلسٹ پیداوار کی تنظیم کاری کے لئے سارے سماج کو مل جائیں، جس کے تحت مزدوروں کے ہاتھوں جنم لینے والی ساری چیزوں اور پیداوار میں ہونے والی ساری اصلاحات کو لازمی طور پر خود محنت کش عوام کے مفاد میں استعمال ہونا چاہیے۔"[2]

---

[1] مجموعہ تصانیف، جلد ۲۸، صفحہ ۴۸۴ [2] مجموعہ تصانیف، جلد ۲ صفحات ۹۶-۹۵

لینن نے انقلاب میں مزدور طبقے کے حلیف، بورژوا جمہوری انقلاب کے ترقی پاکر ایک سوشلسٹ انقلاب میں ڈھل جانے اور پرولتاریہ نیز کسانوں کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹر شپ کے فروغ پاکر پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کا رُوپ لے لینے، پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کے نظام میں مزدور طبقہ کے ہراول کے طور پر پارٹی کے رول اور انقلابی عمل کے لئے انقلابی نظریے کی اہمیت سے متعلق سبھی مسائل کا تفصیل کے ساتھ نظری تجزیہ کیا۔

لینن نے کہا کہ کسانوں کے ساتھ اور سبھی محنت کش عوام کے ساتھ مزدور طبقے کی رہنمائی میں مزدور طبقے کا اتحاد پرولتاری ریاست کی بنیاد اور اس کا اعلیٰ ترین اصول ہے۔ یہ اتحاد اور اشتراک سامراج کے دور میں عمل میں آتا ہے اور اس وقت جب انقلاب کی سماجی بنیاد وسعت حاصل کرتی ہے۔

اس صدی کا آغاز ہوا تو روس میں تیزی کے ساتھ صنعتی ترقی ہوئی۔ روسی سامراج کی ایک مخصوص خصوصیت یہ تھی کہ ملک کی معیشت میں اجارہ دارانہ سرمایہ داری کے ساتھ ساتھ زرعی غلامی کے دور کی بھی کئی باقیات موجود تھیں۔ روسی بورژوا طبقے نے اسی لئے انقلاب دشمن رول ادا کیا جس نے انقلابی بحران کے پختگی اختیار کرنے کے دوران انقلابی پرولتاریہ کے خلاف اپنی لڑائی میں زارشاہی اور اس کے ریاستی اداروں کا سہارا لینا زیادہ مفید سمجھا۔ مزدور طبقے کی تحریک کے اُبھار سے خوفزدہ ہو کر روسی بورژوا طبقے نے یہ پسند نہیں کیا کہ ایک جمہوری انقلاب کامیاب ہو، زارشاہی ختم ہو اور جاگیردارانہ نظام کی باقیات کا بھی خاتمہ کیا جائے۔

روس کا مزدور طبقہ جو پچھلی صدی کی ۹ دیں دہائی کے نصف آخر میں ایک سماجی قوت کے طور پر سامنے آیا، ملک کی سیاسی زندگی میں کلیدی رول ادا کرنے لگا۔ جن اسباب نے یہ صورت حال پیدا کی تھی ان میں ایک اہم سبب بڑے پیمانے کی مشینی صنعت کی تیز رفتار ترقی بھی تھی جس کی وجہ سے صنعتی پرولتاریہ بڑے پیمانے پر مرکوز ہوتا جا رہا تھا۔

۱۹۰۱ء اور ۱۹۰۲ء تک روس میں ایک انقلابی صورت حال پیدا ہو گئی۔ ۱۹ ویں صدی

کے ابتدائی تین برسوں میں رونما ہونے والے صنعتی بحران نے عوام کی اس حالت کو جو پہلے ہی ناقابلِ برداشت ہو چکی تھی اور ابتر کر دیا۔ ہڑتالوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا جن میں سے کئی نے پورے پورے صنعتی مرکزوں کو ہلا کر رکھ دیا۔

اس صورت حال میں انقلاب میں پرولتاریہ کے حلیفوں کا مسئلہ خصوصی اہمیت اختیار کر گیا۔ مارکسزم کو اس وقت کے روس کے حالات پر خلاقانہ طور پر منطبق کرتے ہوئے لینن نے یہ ثابت کیا کہ پرولتاریہ اور محنت کش کسان طبقے کے درمیان ٹھوس اتحاد کی ضرورت ہے۔ انھوں نے استحصال کرنے والے حکمراں طبقوں کے خلاف جدوجہد میں کسانوں کے پرولتاریہ کا حلیف طبقہ ہونے کے سوال کو سوشلسٹ انقلاب سے متعلق تعلیمات کا ایک ترکیبی جزو قرار دیا۔

۱۹۰۵ء، ۱۹۰۷ء کے اوّلین روسی انقلاب کے تجربے کی بنیاد پر لینن نے اُبھرتے ہوئے جمہوری انقلاب میں ریاست کی حقیقت کے سوال کا ایک ہمہ گیر تجزیہ پیش کیا۔

اسے پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹرشپ کی ریاست ہونا تھا جو مکمل اور ثابت قدم جمہوریت کے قیام کی اور کسانوں کے حق میں زمین کی ایک انقلابی تقسیم نو عمل میں لانے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ لینن نے سمجھایا کہ جمہوری ڈکٹیٹرشپ پرولتاریہ اور کسان طبقے کے اس اقتدار کی نمائندگی کرتی ہے جسے پرولتاریہ کی سوشلسٹ ڈکٹیٹرشپ کے لئے زمین تیار کرنی ہے۔

لینن نے بار بار وضاحت کی ہے کہ سرمایہ داری کے تحت رونما ہونے والا بورژوا جمہوری انقلاب، بورژوا طبقے کے غلبے کو کمزور کرنے کے بجائے اور زیادہ مضبوط کرے گا جو آگے چل کر ایک خاص منزل پر محنت کش عوام سے انقلاب کی امکانی حد تک زیادہ سے زیادہ برکتیں چھین لینے کی کوشش کرے گا۔

جمہوری انقلاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے مطلب ہیں ملک میں زرعی غلامی کے نظام کی ساری باقیات کو ختم کرنا اور یہ بات دیہی علاقوں کے لئے فیصلہ کن اہمیت کی حامل ہوگی۔ ۱۹۰۵-۰۷ء کے انقلاب کے زمانے میں لینن کی متعدد تحریریں مطلق العنان حکومت کی جگہ جمہوری ری پبلک کے قیام

جیسے سوال سے متعلق تھیں جس سے اُن کا مقصد حکومت کی تبدیلی سے زیادہ مجموعی جمہوری تبدیلیاں تھیں، سیاسی بھی اور معاشی بھی۔

اپنی کتاب جمہوری انقلاب میں سوشل ڈیموکریسی کی دو حکمت عملی نیز عارضی انقلابی حکومت، سوشل ڈیموکریسی اور عارضی انقلابی حکومت اور پرولتاریہ اور کسان طبقے کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹرشپ نامی اپنے مضامین میں لینن نے انقلابی دور کی حکومت کے طور پر جمہوری انقلاب کی خاص محرک قوتوں پرولتاریہ اور کسان طبقے کے طبقاتی اشتراک کے ایک مظہر کے طور پر جمہوری ڈکٹیٹرشپ اور عارضی انقلابی حکومت کی طبقاتی ماہیئت کا مفصل مارکسی تجزیہ پیش کیا۔

لینن نے وضاحت کے ساتھ ظاہر کر دیا کہ عارضی انقلابی حکومت کی نگراں اور رہنما طاقت پرولتاریہ کی مارکسی پارٹی ہے جس نے دو ٹوک انداز میں حکومت کی جانب اپنے رویے کو اور حکومت میں شرکت سے متعلق اپنی شرائط کو پیش کر دیا تھا۔

اس مسئلے سے متعلق پارٹی کے خیالات تفصیل کے ساتھ عارضی انقلابی حکومت سے متعلق قرارداد میں پیش کئے گئے جو ۱۹۰۵ء میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی تیسری کانگریس میں منظور ہوئی۔ اس قرارداد میں دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی کہا گیا کہ لیبر پارٹی کے نمائندوں کے لئے عارضی انقلابی حکومت میں ٹھوس تاریخی حالات کے پیش نظر شرکت کرنا اصولی طور پر ممکن ہے۔ پھر اس شرکت کے مقصد کی واضح انداز میں نشان دہی کی گئی۔ قرارداد کے مطابق یہ مقصد تھا انقلابی برکتوں سے پرولتاریہ کو محروم کر دینے کی ساری انقلاب دشمن کوششوں کے خلاف اٹل جدوجہد کرنا۔

اس سے قبل ۱۹۰۳ء میں روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی[1] کی دوسری کانگریس نے ایک پارٹی پروگرام منظور کیا تھا جس میں پارٹی اور مزدور طبقے کی ماہیئت نیز سیاسی حکمت عملی اور چالوں کی وضاحت کی گئی تھی۔ اس پروگرام میں دو طرح کے مناصب پیش کئے گئے تھے۔

---

[1] مجموعہ تصانیف۔ جلد ۹، صفحہ ۱۰۰

فوری مناصب (کم سے کم پروگرام) زار شاہی مطلق العنانیت کا تختہ الٹنا، ایک جمہوری پبلک قائم کرنا، سیاسی آزادیاں حاصل کرنا اور زمینی ملکیت کو ختم کرنا جیسی باتوں پر مشتمل تھے اور مزدور طبقے نیز اس کی پارٹی کا آخری مقصد (زیادہ سے زیادہ پروگرام) یہ تھا کہ سوشلسٹ انقلاب لایا جائے اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ قائم کی جائے۔ ۱۹۰۵ء میں روس کے جمہوری انقلاب کا اور اس لئے پرولتاریہ اور کسان طبقے کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹر شپ کا خاص منصب کم سے کم پروگرام کو عمل میں لانا تھا۔

تخلیقی مارکسزم کے ایک سچے علم بردار کی حیثیت سے لینن نے پرولتاریہ اور کسان طبقے کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹر شپ کے ارتقار کا تجزیہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ ایک نئی طرح کی ریاست میں، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ میں اس کے تبدیل ہوجانے کی جدلیات پر بھی روشنی ڈالی۔ انھوں نے کہا "پرولتاریہ کو کسان طبقے کی عام جمعیت کو اپنے ساتھ ملا کر جمہوری انقلاب کو تکمیل کی منزل تک پہونچانا چاہئے تاکہ مطلق العنانیت کی طرف سے ہونے والی مزاحمت کو طاقت کے ذریعے کچل دیا جائے اور بورژوا طبقے کے ڈھلمل پن کو ناکارہ بنا دیا جائے۔ پرولتاریہ کو آبادی کے نیم پرولتاری عناصر کی جمعیت کو اپنے ساتھ ملا کر سوشلسٹ انقلاب لانا چاہئے تاکہ بورژوا طبقے کی طرف سے ہونے والی مزاحمت کو طاقت کے بل پر کچلا جا سکے اور کسانوں نیز پنتی بورژوا طبقے کے ڈھلمل پن کو ناکارہ بنایا جا سکے۔" پہلا روسی انقلاب ناکام رہا۔ اس مرحلے پر مزدوروں اور کسانوں کی تحریکیں مل کر ایک واحد دھارے کا روپ نہ لے سکیں۔

لیکن اس سب کے باوجود ۱۹۰۵ء اور ۱۹۰۷ء کے دوران پیش آنے والے واقعات نے روس کی بعد کی صورت حال پر بے پناہ اثر ڈالا۔ اس نے شہر اور دیہاتوں کے عام لوگوں کو، روسی سلطنت کی سبھی محکوم و مظلوم قوموں کو شعوری تخلیقی اقدامات پر ابھارا جس میں مجاہد مزدور طبقے کو ہراول کی حیثیت حاصل تھی۔

۱۹۱۷ء کے آغاز تک روس ایک نئے انقلاب کی دہلیز تک آ پہنچا تھا عوام الناس

کے انقلابی اقدامات کے نتیجہ میں زار شاہی مطلق العنانیت کا تختہ اُلٹ دیا گیا۔ روس کی سیاسی رفتار میں یہ ایک اہم پیش قدمی تھی۔ فتح اس لئے ہوئی کہ انقلاب کی قیادت مزدور طبقہ نے اپنالی تھی جو امن، روٹی اور آزادی کے لئے ایک عام جمہوری تحریک کا سربراہ بن چکا تھا جس میں لکھوکھا کسان اور فوجی شامل تھے۔ لینن کی قیادت میں بولشویک پارٹی مزدوروں اور کسانوں کے انقلابی اقدامات میں واقعی طور پر ان کی رہنما تھی۔ مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتیں (کونسلیں)، پیترو گراد میں اور پھر پورے ملک میں ایسے اداروں کی صورت میں قائم ہو گئیں جنھوں نے بغاوت کا اہتمام کیا اور اس کی رہنمائی کی نیز جو فتحمند مزدوروں اور کسانوں کے اقتدار کا ادارہ تھیں۔ لیکن جہاں بولشویک انقلابی عوام کی براہ راست قیادت کر رہے تھے وہاں منشویکوں (۲) اور سوشلسٹ انقلاب کاروں (۳) نے پیترو گراد سوویت میں قیادت پر قبضہ کر لیا۔ عوامی تحریک کی بے مثال وسعت سے گھبرا کر انھوں نے انقلابی جد و جہد سے پرولتاریہ کی توجہ ہٹانے، بڑھتی ہوئی تحریک کا رُخ پُرامن لبرل سیاست کی طرف موڑنے اور پرولتاریہ کی انقلابی قوتوں اور صلاحیتوں کو بورژوا طبقے کے مفادات کا تابع بنا دینے کی کوشش کی۔ اس نظریے کے پیش نظر کہ بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد اقتدار بورژوا طبقے کے ہاتھ میں ہونا چاہیے اور کافی طویل عرصے کے لئے ملک میں بورژوا پارلیمانی جمہوریہ کا وجود ضروری ہے، انھوں نے بورژوا طبقے سے سازباز کر لیا' جس کے نتیجے میں سوویتوں کے ساتھ ساتھ بورژوا طبقے اور زمینداروں کی ایک عارضی حکومت بھی مارچ ۱۹۱۷ء کو پیترو گراد میں قائم کر دی گئی۔ منشویکوں نے ریاستی اقتدار اس حکومت کے حوالے کر کے مزدوروں اور کسانوں کے مفادات سے غدّاری کی۔ انھوں نے سوویتوں کو عارضی حکومت کے کام پر نگرانی رکھنے والے ادارے قرار دیا اور اس طرح ملک میں دو عملی قائم ہو گئی۔

بولشویکوں کے سامنے سوویتوں کو سارے اقتدار کی منتقلی سے عہدہ برآ ہونے کا مسئلہ تھا۔ انھوں نے عوام کو ایک بورژوا حکومت کے طور پر عارضی حکومت کی طبقاتی ماہئیت

بتائی جو اپنی فطرت کی وجہ سے ہی اس قابل نہ تھی کہ عوام کو امن، زمین یا حقیقی آزادی فراہم کرسکے۔ انھوں نے اس کی سامراجی پالیسی کا پردہ فاش کیا اور پیٹی بورژوا پارٹیوں کی مصالحت پسندانہ حکمت عملی بے نقاب کی۔ بولشویکوں کی ساری سرگرمیوں کا مقصد محنت کش عوام کے مفادات کا تحفظ تھا۔

بورژوا جمہوری انقلاب کو ایک سوشلسٹ انقلاب میں بدلنے کے لئے لائحہ عمل کی تشکیل کرتے ہوئے لینن نے ریاستی اقتدار کی سیاسی شکل کی وضاحت کی۔ مارکس نے پیرس کیمون کے تجربے کی بنیاد پر ریاستی اقتدار کی ایک نئی شکل کی بات کی تھی جو "پیرس کیمون کے طرز کی" ریاست تھی۔ لینن نے ۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے روسی بورژوا جمہوری انقلابوں کے تجربے کی روشنی میں سوویتوں کی ری پبلک دریافت کی جو پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی سیاسی شکل تھی۔

"پارلیمانی جمہوریہ نہیں کیونکہ مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں سے پارلیمانی ری پبلک کی طرف واپسی ترقی معکوس کی علامت ہوگی، بلکہ مزدوروں زرعی مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی ری پبلک، پورے ملک میں اوپر سے لے کر نیچے تک"[1] انھوں نے لکھا تھا۔

لینن فروری کے انقلاب کو سوشلسٹ انقلاب کی فتح کی طرف لے جانے والا پہلا قدم سمجھتے تھے۔

ریاست کے مارکسی نظریے کو فروغ دینے اور اکتوبر انقلاب کے بعد جب ایک سوشلسٹ ریاست کی تعمیر کا مسئلہ مزدور طبقے اور اس کی پارٹی کے سامنے تھا، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی ایک نظری بنیاد تشکیل دینے پر لینن نے خصوصی توجہ دی۔

لینن کی تصانیف ریاست اور انقلاب (۱۹۱۷ء) سوویت حکومت کے فوری مناصب (۱۹۱۸ء) پرولتاری انقلاب، اور غدار کاؤتسکی (۱۹۱۸ء) روسی کمیونسٹ پارٹی (بولشویک) کا مسودۂ پروگرام (۱۹۱۹ء) بورژوا جمہوریت اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے بارے میں رپورٹ اور تھیس (۱۹۱۹ء) "بائیں بازو" کا کمیونزم

---

[1] مجموعہ تصانیف، جلد ۲۴، صفحہ ۲۳

ایک بچکانہ بیماری (۱۹۲۰ء) نیز دوسری تصانیف نے ریاست اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ سے متعلق مارکسی تعلیمات کے تخلیقی ارتقا میں زبردست رول ادا کیا ہے۔ ان میں لینن نے سوشلسٹ ریاست کے سارے بنیادی اصولوں کی توضیح کی اور یہ ثابت کیا کہ محنت کش عوام کے لئے اپنے آپ کو اس سرمایہ دارانہ سماج سے آزاد کرانے کا جس میں بورژوا طبقے کے ہاتھوں وہ غلامی اور استحصال کا شکار رہیں ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ۔ لینن نے لکھا تھا کہ "جو بھی یہ بات سمجھنے میں ناکام رہا ہے کہ کسی بھی انقلابی طبقہ کی فتح کے لئے ڈکٹیٹر شپ ضروری ہے، اس کے پاس انقلابوں کی تاریخ کی کوئی سمجھ نہیں ہے یا پھر وہ اس میدان میں کچھ بھی جاننا نہیں چاہتا"۔[1]

سیاسی اقتدار پر مزدور طبقے کی گرفت کے ساتھ سماجی زندگی کے سبھی میدانوں میں انقلابی تبدیلیوں کا محض آغاز ہوتا ہے۔ مزدور طبقے کے ہاتھ میں ریاستی اقتدار استحصال کرنے والے ان طبقوں کی مزاحمت کو جنھیں اقتدار سے محروم کر دیا گیا ہے، کچلنے کے لئے نسبتاً اعلیٰ قسم کے سماجی رشتوں کے قیام کے لئے اور معاشی و تہذیبی ترقی کو آگے بڑھانے کے لئے خاص حربہ بن جاتا ہے۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ والی ریاست کی ماہیت کو صرف اسی وقت سمجھا جا سکتا ہے جب اسے متعلقہ سماج کے معاشی نظام اور اس کے مادّی اور سماجی حالات کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے۔ یہ ریاست پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان ہونے والی شدید طبقاتی جدوجہد کے دوران وجود میں آئی۔ آج یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور محض مارکسی لیننی تھیوری کے ذریعہ ہی نہیں بلکہ سوویت یونین اور دوسرے تمام سوشلسٹ ملکوں کے زبردست تجربے کے ذریعے بھی کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ معاشی میدان نیز سماجی زندگی کے سبھی میدانوں میں تبدیلیاں لانے کے لئے، سوشلزم اور کمیونزم کی تعمیر کے عظیم نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے پہلی اور اہم ترین سیاسی شرط ہے۔

پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کی ایک شکل ہونے کے ناطے سوویتوں کے سامنے جو مناصب تھے وہ بنیادی طور پر بورژوا ریاست کے مناصب سے مختلف تھے۔ سوویتوں کا فرض تھا

---

[1] مجموعہ تصانیف، جلد ۳۱، صفحہ ۳۴۰

کہ وہ سوشلسٹ املاک کا تحفظ کریں اور ان میں اضافہ کریں، استحصال اور استحصال کرنے والے طبقوں کو ختم کریں، بے روزگاری دور کریں اور محنت کش عوام کے سیاسی اور سماجی حقوق کی ضمانت دیں۔

اس سے قبل ۱۹۱۶ء میں لینن نے سامراج کے دور میں قوموں کی آزادی کی جدوجہد کے کردار اور اس کی امتیازی خصوصیات کا تجزیہ کرتے ہوئے پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کی شکلوں کی رنگارنگی کے بارے میں انتہائی اہم نظریہ پیش کیا تھا۔ اکتوبر انقلاب بالخصوص دوسری عالمی جنگ کے بعد آزادی کی بین الاقوامی تحریک کے ہاتھوں پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کی ایک نئی شکل عوامی جمہوریوں کی صورت میں سامنے آئی اور اس طرح لینن کی بات پایۂ ثبوت کو پہنچی۔

سوویت یونین میں سوشلزم اور کمیونزم کی تعمیر کے تجربہ نے دکھا دیا ہے کہ پرولتاری ریاست اپنے ارتقاء کے دوران دو خاص مرحلوں سے گذرتی ہے، پہلا مرحلہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کا مرحلہ ہے اور دوسرا سارے عوام کی ریاست کا مرحلہ۔

لینن نے بتایا تھا کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ سرمایہ داری سے کمیونسٹ سماج کے پہلے دور یعنی سوشلزم کی طرف تبدیلی کے لئے ضروری ہے۔ اور اس سلسلے میں لینن نے اس حقیقت کو بنیاد بنایا تھا کہ پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کے دور میں معاندانہ سماجی تضادات موجود رہتے ہیں۔ اس نئی پرولتاری ریاست کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ "سرمایہ داری سے کمیونزم میں عبور کے دوران میں استبداد کی ضرورت باقی رہتی ہے، لیکن اب یہ استبداد استحصال کرنے والی اقلیت پر استحصال کا شکار ہونے والی اکثریت کا استبداد بن جاتا ہے[1]۔"

استحصال کرنے والے طبقوں کی مزاحمت کو کچلنے کے بعد پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ دوسرے اندرونی کام انجام دیتی ہے جن میں معاشی تنظیم کارانہ اور تہذیبی و تعلیمی کاموں

---

[1] مجموعہ تصانیف، جلد ۲۵، صفحہ ۴۶۸

کو خاص مقام حاصل ہے۔

اپنی تصنیف سوویت حکومت کے فوری مناصب میں لینن نے ان مناصب کی وضاحت کی جو اس طرح ہیں: اکاؤنٹنگ کی تنظیم، پیداوار اور تقسیم پر سخت ترین کنٹرول کا قیام اور محنت کے نظم وضبط کو مضبوط بنانا۔" بولشویک پارٹی میں شامل ہم لوگوں نے روس کا دل جیت لیا ہے۔ ہم نے روس کو امیروں سے غریبوں کے لئے اور استحصال کرنے والوں سے محنت کش عوام کے لئے جیت لیا ہے۔ اب ہمیں روس میں حکومت کا کاروبار سنبھالنا چاہئے[1]"۔

سوشلزم اور کمیونزم کی تعمیر خود رو واقعات کا نہیں بلکہ مزدور طبقے اور سارے محنت کش عوام کی شعوری اور بامقصد سرگرمی کا نتیجہ ہے۔ سوشلسٹ ریاست کی تعمیر کی رہنمائی کرنا اور صحیح رہنمائی کرنا کمیونسٹ پارٹی کا فرض ہے کیوں کہ پارٹی سماجی ترقی کے قوانین کا علم رکھتی ہے۔ اپنی صفوں میں مزدور طبقے اور سارے محنت کش عوام کے انتہائی ترقی یافتہ نمائندوں کو متحد کرتی ہے، عوام الناس سے گہرا رشتہ رکھتی ہے اور ان کے اعتماد کی حامل ہے۔

لینن نے ثابت کیا کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ ریاست اور عوامی تنظیموں: محنت کش عوام کے نمائندوں کی سوویتیں اور ان کے انتظامی اور عاملہ ادارے، کمیونسٹ پارٹی، ٹریڈ یونینیں، نوجوان کمیونسٹ لیگ، پنچائتیں نیز دوسری عوامی تنظیموں کا ایک نظام ہے جن کی مدد سے پرولتاریہ سوشلزم کی تعمیر کرتا ہے۔

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے معاشی اور تنظیمی مناصب میں جو چیزیں شامل ہیں وہ اس طرح ہیں: پیداوار کے بنیادی وسائل پر سوشلسٹ ملکیت کا قیام، ملک کی صنعت بندی، زراعت کی سوشلسٹ خطوط پر بتدریج تبدیلی، پیداواری قوتوں اور محنت کی قوت پیداوار کی ترقی کو فروغ دینا، انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کا خاتمہ، نظریہ اور کلچر کے میدان

---

[1] مجموعۂ تصانیف، جلد ۲۷، صفحہ ۲۴۲

میں ایک سوشلسٹ انقلاب کی تکمیل، سائنس اور ٹکنولوجی کا فروغ اور عوام کی بڑھتی ہوئی مادّی اور تہذیبی ضروریات کی ہمہ گیر طور پر تکمیل۔

ریاست کے انتظام و انصرام میں عام لوگوں کو شریک کرنے کے سوال پر لینن نے کہا کہ اس کام کے لئے عوام الناس کی تیاری کی سطح کا نیز محنت کش عوام کے ہر طبقے اور گروہ کی امتیازی خصوصیات اور صلاحیتوں کا حقیقت پسندی کے ساتھ اندازہ لگانا ضروری ہے۔ چیزوں کی پیداوار اور تقسیم کے کام کی نگرانی کے لئے وہ عوام کی وسیع ترین جمعیت کو سرگرم بنانا چاہتے تھے۔ لینن نے ریاستی اور عوامی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لئے جواں سال محنت کش عوام کی حوصلہ افزائی پر خصوصی توجہ دی "ہماری پارٹی مستقبل کی پارٹی ہے اور مستقبل نوجوانوں کے ہاتھ ہوتا ہے۔ ہماری پارٹی اختراع کرنے والوں کی پارٹی ہے اور یہ نوجوان ہی ہیں جو انتہائی جوش و خروش کے ساتھ اختراع کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ ہماری پارٹی وہ ہے جو فرسودگی کے خلاف جاں نثارانہ جدوجہد میں مشغول ہے اور یہ نوجوان ہی ہیں جو ہر حال میں جاں نثارانہ جدوجہد کے لئے آگے آتے ہیں"[1] اور لینن کی پارٹی کی رہنمائی میں سوشلسٹ انقلاب کی برکتوں کے تحفظ کی جدوجہد میں نوجوان ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔

سوویت ریاست کی مزید ترقی لینن کے خیال میں سوشلسٹ جمہوریت میں مسلسل اصلاح اور تکمیل کے ایک عمل سے عبارت تھی۔ ریاست اور انقلاب میں لینن نے لکھا ہے کہ مارکس اور اینگلس کے نزدیک جمہوریت اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ ایک ہی طرح کی چیزیں تھیں اور وہ انھیں جدلیاتی اتحاد کے طور پر دیکھتے تھے۔ پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کی بنیاد پر سوویتیں اکثریت کے لئے، محنت کش عوام کے لئے انقلاب کو یقینی بناتی ہیں اور اسی بنیاد پر اسے مزید ترقی دیتی ہیں مارکس اور اینگلس کی طرح لینن بھی پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ اور جمہوریت کو سماج کے ارتقار کے مخصوص ادوار میں ضروری سمجھتے تھے۔

سوشلزم کی فتح کے ساتھ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ اپنا تاریخی مشن پورا کر لیتی ہے اور

---

[1] مجموعۂ تصانیف جلد ۱۱، صفحہ ۳۵۴

جہاں تک اندرونی مناصب کا سوال ہے غیر ضروری بن جاتی ہے، دوسری طرف کمیونزم کی حتمی فتح کے ساتھ جمہوریت بھی فنا ہو جائے گی۔

سوشلزم کی تعمیر کے اوّلین دن سے ہی کمیونسٹ پارٹی کو ٹریڈ یونینوں کی مدد اور حمایت مسلسل حاصل رہی۔ ریاستی انتظامیہ میں ان کے رول اور معاشی و تنظیمی کاموں کی انجام دہی میں ان کے حصے کا ذکر کرتے ہوئے لینن نے لکھا کہ ٹریڈ یونینیں ایک "..... بہت ہی اہم پرولتاری ادارہ ہیں جن کے ذریعہ سے پارٹی طبقے اور عوام الناس سے گہرے طور پر جڑی ہوئی ہے۔ اور جن کے واسطے سے پارٹی کی قیادت کے تحت طبقاتی ڈکٹیٹرشپ عمل میں لائی جاتی ہے"[1]

لینن نے پرولتاری ریاست کی خارجہ پالیسی کی بھی وضاحت کی۔ اس میدان میں جو مناصب مقرر کئے گئے وہ تھے ملک کا دفاع، امن اور مختلف سماجی نظاموں کی حامل ریاستوں کے درمیان پُرامن بقائے باہم کی جدوجہد، نیز مزدور طبقے کی تحریکوں اور قومی آزادی کی تحریک کی ہمہ گیر حمایت، عالمی سوشلسٹ نظام کے ظہور میں آنے کے بعد پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کی ریاست ایک نئے تاریخی منصب سے دوچار ہوئی۔ یہ ہے سوشلسٹ ملکوں کے ساتھ سیاسی، معاشی، تہذیبی، سائنسی، ٹکنیکل اور دوسرے روابط کو فروغ دینے اور سوشلسٹ برادری کی معاشی توانائی اور دفاعی صلاحیت کو مضبوط بنانے کا منصب۔

سوویت یونین میں سوشلزم کی فتح اور سارے محنت کش عوام کو پیداوار کے سوشلسٹ رشتوں کی بنیاد پر مجتمع کرنے کے ساتھ ایک نئی سماجی اکائی وجود میں آئی ہے، یہ ہیں سوویت عوام۔ سوشلزم کی فتح کے ساتھ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی ریاست، سارے عوام کی سیاسی تنظیم بن جاتی ہے جس میں مزدور طبقہ رہنمایانہ رول ادا کرتا ہے۔

"سارے عوام کی ریاست" کی اصطلاح سوشلسٹ ریاست کے سارے سماجی گروہوں کے درمیان معاشی بنیاد کی وحدت اور مفادات کی یکسانیت کی علامت ہے۔ اس طرح ریاست ایک طبقے کے دوسرے طبقے کے ہاتھوں کچلے جانے کا ایک حربہ نہیں رہ

---

[1] مجموعۂ تصانیف، جلد ۳۱، صفحہ ۴۸

جاتی بلکہ سماج کی سماجی معاشی وحدت کی علامت بن جاتی ہے۔

"ریاست، سارے عوام کی ایک تنظیم کے طور پر اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک کمیونزم کو مکمل فتح حاصل نہیں ہو جاتی"۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے پروگرام میں کہا گیا ہے"۔ عوام کی مرضی کا اظہار کرتے ہوئے اسے چاہئے کہ وہ کمیونزم کی مادی اور ٹکنکی بنیاد کی تعمیر کا کام منظم کرے، اور سوشلسٹ رشتوں کی کمیونسٹ رشتوں میں تبدیلی کا اہتمام کرے، کام کے پیمانوں اور کھپت کے پیمانوں پر کنٹرول قائم کرے، عوام کی خوش حالی کو بڑھاوا دے، سوویت شہریوں کے حقوق اور آزادیوں کا، سوشلسٹ امن و امان اور سوشلسٹ املاک کا تحفظ کرے، عوام میں شعوری نظم وضبط اور محنت کی طرف ایک کمیونسٹ رویہ پیدا کرے، ملک کے دفاع اور اس کی سلامتی کی ضمانت دے، سوشلسٹ ملکوں کے ساتھ برادرانہ تعاون کو فروغ دے، عالمی امن کی علم برداری کرے اور سبھی ملکوں کے ساتھ معمول کے مطابق تعلقات برقرار رکھے[1]"۔

اس کتاب میں وہ سب کچھ جمع کر دیا گیا ہے جو لینن نے سوشلزم کے تحت ریاست کی تنظیم اور کارکردگی سے متعلق بنیادی سوالات کے بارے میں کہا یا لکھا تھا۔ اس سے پتہ چلے گا کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ اور اس کے ریاستی اقتدار کی شکل کے طور پر سوویتوں سے متعلق ان کی تعلیمات نے کس طرح مارکسزم میں تحریف کرنے والوں اور اصلاح پسندوں کے ساتھ شدید بحث ومباحثے کے ذریعہ فروغ پایا۔ مواد کا خاصا بڑا حصہ سوشلزم کی تعمیر کی تنظیم کاری سے اس کے حکومت کو جمہوری رنگ دینے، ریاستی امور کی انجام دہی میں عوام الناس کو شریک کرنے نیز قومیتوں کا مسئلہ حل کرنے جیسے پہلوؤں سے متعلق ہے۔

مواد تاریخی اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے اور تاریخیں نئے کلینڈر کے مطابق درج کی گئی ہیں۔

---

[1] سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کا پروگرام، ماسکو ۱۹۶۱ء صفحہ ۹۲

ایک مضمون سے:

"پرولتاریہ اور کسان طبقے کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹر شپ"

..... اگر ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ مطلق العنانیت سے رعائتیں حاصل کرنا نہیں بلکہ حقیقتاً اس کا تختہ الٹ دینا ہے تو ہمیں زار شاہی حکومت کی جگہ ایک عارضی انقلابی حکومت قائم کرنے کے لئے کام کرنا چاہیے جو ایک طرف صحیح معنوں میں عام، براہ راست اور مساوی اور خفیہ رائے شماری کے ذریعہ ایک آئین ساز اسمبلی عمل میں لائے گی اور دوسری طرف اس پوزیشن میں ہوگی کہ انتخابات کے دوران حقیقی اور مکمل آزادی کو یقینی بنا سکے۔ اس طرح یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے لئے اس طرح کی ایک عارضی انقلابی حکومت میں شریک ہونا صحیح ہوگا یا نہیں۔ یہ سوال سب سے پہلے ہماری پارٹی کے موقع پرست عناصر کے نمائندوں بالخصوص مارتینوف[٭] نے ۹ رجنوری[٭] سے پہلے اٹھایا تھا..... مارتینوف نے سوشل ڈیموکریٹ عناصر کے تصوّرات کو مسخ کرنے کی کوشش کی۔ اس نے انھیں یہ کہہ کر ڈرا دیا کہ انقلاب کی تنظیم اور عوامی مسلح بغاوت کی قیادت پارٹی کے اپنا لینے کے کام میں اگر ہمیں کامیابی حاصل ہوئی تو ہمیں عارضی انقلابی حکومت میں شامل ہونا پڑے گا۔ اس میں شرکت کے معنی ہوں گے "اقتدار پر قبضہ" جو ناقابلِ قبول ہے۔

..... ہم سے کہا جا رہا ہے کہ عارضی حکومت میں شرکت کے ذریعے اقتدار سوشل ڈیموکریسی کے ہاتھ میں ہوگا، لیکن پرولتاریہ کی پارٹی ہونے کے ناطے، سوشل ڈیموکریسی اقتدار اس وقت تک اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتی جب تک وہ ہمارے زیادہ سے زیادہ پروگرام کو عمل میں لانے کی کوشش نہ کرے یعنی سوشلسٹ انقلاب لانے کی کوشش نہ کرے۔ اس طرح کا کام اپنا کر موجودہ حالات میں پارٹی ناگزیر طور پر ناکام رہے گی، اپنا وقار کھو دے گی اور رجعت پسندوں کے ہاتھ کا کھلونا بن کر رہ جائے گی، اسی لئے عارضی انقلابی حکومت میں سوشل ڈیموکریٹوں کی شرکت ناقابلِ قبول ہے۔ یہ دلیل ایک غلط فہمی پر مبنی ہے اور جمہوری انقلاب کو سوشلسٹ انقلاب کے ساتھ، جمہوریہ کے

کے قیام کی جدوجہد کو (اور اس میں ہمارا کم سے کم پروگرام پورا کا پورا شامل ہے) سوشلزم کے لئے جدوجہد کے ساتھ گڈمڈ کر دیتی ہے، اگر سوشل ڈیموکریسی نے سوشلسٹ انقلاب کو اپنا فوری مقصد بنانا چاہا تو یقینی طور پر وہ خود کو ہدف ملامت بنا لے گی...... اسی وجہ سے سوشل ڈیموکریسی نے روس کے متوقع انقلاب کی بورژوا نوعیت پر مسلسل زور دیا ہے اور جمہوری کم سے کم پروگرام اور سوشلسٹ زیادہ سے زیادہ پروگرام کے درمیان ایک واضح خط امتیاز پر اصرار کیا ہے.... یہ واقعات کی رفتار ہے جو جمہوری انقلاب میں پتی بورژوا طبقے اور کسانوں سے تعلق رکھنے والے لاتعداد حلیفوں کو ناگزیر طور پر ہمارے ساتھ لائے گی جن کی حقیقی ضروریات کا تقاضا ہوگا کہ ہمارے کم سے کم پروگرام کو عملی رُوپ دیا جائے اور اس لئے زیادہ سے زیادہ پروگرام کی طرف تیز قدموں سے بڑھنے کی کوشش یکسر مہمل ہوگی......

..... سوشل ڈیموکریٹ عناصر سیاسی آزادی کے لئے جدوجہد سے اس لئے کتراتے ہیں کہ یہ بورژوا سیاسی آزادی ہے۔ سوشل ڈیموکریٹ بورژوا انظام کی اس "اجازت دہی" کو تاریخ کے نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ جب فیورباخ[٦] سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ بوخنر، ووگٹ اور موليسچاٹ[٧] کی مادیت کو قابلِ قبول سمجھتا ہے تو اس نے جواب دیا تھا۔ جہاں تک پچھلی منزل کا سوال ہے میں مادیت پسندوں سے پوری طرح متفق ہوں، مگر اگلی منزل پر نہیں، یہ قطعی صحیح ہے اور سوشل ڈیموکریٹ اسی حد تک بورژوا انظام کو قابل قبول سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ بورژوا جمہوریہ کو صرف اسی لئے "قابلِ قبول" سمجھتے ہیں کہ وہ طبقاتی حکومت کی آخری شکل ہے.....

ہم یہ قطعی نہیں کہتے کہ انقلابی عارضی حکومت میں ہماری شرکت سے سوشل ڈیموکریسی کو کوئی خطرہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ جدوجہد کی کوئی بھی شکل، کوئی بھی سیاسی صورت حال نہ ایسی ہے اور نہ ہو سکتی ہے جو خطرات سے یکسر پاک ہو.......

..... سوشل ڈیموکریٹ اگر ایک لمحے کے لئے بھی پرولتاریہ اور پتی بورژوازی کے طبقاتی امتیاز کو بھول جائیں، اگر وہ دانش ور طبقے کی کسی بھی ناقابلِ اعتماد پتی بورژوا پارٹی کے ساتھ غلط وقت پر اور غیر منافع بخش اتحاد قائم کریں، اگر سوشل ڈیموکریٹ ایک لمحے کے لئے بھی

خود اپنے آزادانہ مقاصد اور پرولتاریہ میں طبقاتی شعور کو فروغ دینے کے کام کو زبردست
اہمیت دینے اور اُن کی آزادانہ سیاسی تنظیم قائم کرنے کی ضرورت کو (سبھی سیاسی حالات
اور کیفیات میں، سبھی سیاسی بحرانوں اور طوفانوں میں) نظر انداز کر دیں تو عارضی انقلابی
حکومت میں شرکت بے انتہا خطرناک ثابت ہوگی۔ لیکن یہ تو وہ حالات ہیں جن میں ہمارا
کوئی بھی سیاسی قدم اتنا ہی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے .....

جی نہیں، سوشل ڈیموکریسی کے لئے جو سیاسی خطرہ ہے اس کی جڑیں وہاں نہیں جہاں
نئے اسکرا والے تلاش کر رہے ہیں۔ ہمیں جس چیز سے خوف زدہ ہونا چاہئے وہ پرولتاریہ اور
کسان طبقے کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹر شپ کا تصور نہیں ہے بلکہ چھچھلگوپن اور بے حسی کا وہ
جذبہ ہے جس نے پرولتاریہ کی پارٹی پر اس طرح کا پست ہمتی پیدا کرنے والا اثر ڈالا ہے اور
طرح طرح کی ..... کھیوریوں ..... کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ مثال کے لئے اسکرا کی حالیہ
کوشش لیجئے جس میں عارضی انقلابی حکومت اور پرولتاریہ نیز کسان طبقے کی انقلابی جمہوری
ڈکٹیٹر شپ کے درمیان امتیاز قائم کیا گیا ہے۔ کیا یہ ایک بے جان قسم کی کٹھ ملائیت کی
مثال نہیں؟ جو لوگ اس طرح کے فرق کو جنم دیتے ہیں ان میں یہ صلاحیت تو ضرور ہے کہ
خوبصورت الفاظ کو ایک جگہ اکٹھا کر دیں لیکن فکر کی صلاحیت سے قطعی محروم ہیں۔ دراصل
ان دونوں تصورات میں قانونی شکل اور طبقاتی جوہر کا رشتہ ہے۔" عارضی انقلابی حکومت
کی بات کرنے کے معنی ہیں صورت حال کے آئینی اور قانونی پہلو پر زور دینا، اس بات پر زور
دینا کہ حکومت نے قانون سے نہیں، انقلاب سے جنم لیا ہے اور یہ ایک عارضی حکومت ہے جسے مستقبل
آئین ساز اسمبلی قائم کرنا ہے۔ لیکن شکل کچھ بھی ہو، منبع کچھ بھی ہو، حالات کچھ بھی ہوں، ایک بات بہر حال
واضح ہے اور وہ یہ کہ عارضی حکومت کو ہر حال میں مخصوص طبقوں کی حمایت حاصل ہونی چاہئے۔ اور اگر یہ
معمولی سی سچائی یاد رہے تو محسوس کیا جا سکتا ہے کہ عارضی انقلابی حکومت پرولتاریہ اور کسان طبقے کی
انقلابی ڈکٹیٹر شپ کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتی۔

اپریل ۱۹۰۵ء　　　ولادیمیر لینن، مجموعہ تصانیف، جلد ۸، صفحات ۲۹۳-۲۹۴، ۲۰۷، ۳۰۰-۳۰۲

ایک کتاب سے :

"جمہوری انقلاب میں سوشل ڈیموکریسی کے دو طریقۂ کار"

۱۰۔ "انقلابی کمیون" اور پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹر شپ

...... روس میں اقتدار برقرار رکھنے کے امکان کا تعین خود روس میں سماجی طاقتوں کی ساخت کے مطابق، اس جمہوری انقلاب کے حالات کے مطابق ہونا چاہیئے جو اس وقت ہمارے ملک میں عمل میں آرہا ہے.....

.... اگر ہم ری پبلک اور جمہوریت کے لئے اپنی لڑائی میں پرولتاریہ کے علاوہ کسانوں پر بھی بھروسہ نہ کرسکیں تو "اقتدار برقرار رکھنے کی توقع" بے سود ہوگی۔ لیکن اگر یہ بے سود نہیں ہے، اگر زارشاہی پر "انقلاب کی فیصلہ کن فتح" ایسا امکان پیدا کرتی ہے تو ہمیں اسے واضح کرنا چاہیئے۔ اس کو حقیقت میں بدلنے کے لئے سرگرمی سے اپیل کرنی چاہیئے اور یوروپ میں انقلاب لانے کی ضرورت کے پیش نظر ہی نہیں، بلکہ وہاں انقلاب لے جانے کے مقصد کے تحت بھی اس کے لئے عملی نعرے دینے چاہیئیں۔ پچھلگو قسم کے سوشل ڈیموکریٹ" روسی انقلاب کی محدود تاریخی گنجائش" کی جو بات کرتے ہیں وہ محض ایک پردہ ہے جس میں وہ اس جمہوری انقلاب کے مقاصد اور اس میں پرولتاریہ کے رہنماؤں کے بارے میں

اپنی محدود سمجھ کو چھپانا چاہتے ہیں۔

"پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹر شپ کے نعرے کے خلاف ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ ڈکٹیٹر شپ "واحد مرضی" کا تصور پیش کرتی ہے مگر پرولتاریہ اور پتی بورژوا کی واحد مرضی نہیں ہو سکتی۔ یہ اعتراض نامعقول ہے کیونکہ اس کی بنیاد "واحد مرضی" جیسی اصطلاح کی ایک مجرد "مابعدالطبیعیاتی" تشریح پر ہے۔ ممکن ہے کہ ایک صورت میں واحد مرضی ہو اور دوسری صورت میں نہ ہو۔ سوشلزم کے سوالوں پر اور سوشلزم کے لئے جدوجہد میں اتفاق نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جمہوریت کے سوالوں پر اور ری پبلک کے لئے جدوجہد میں بھی مرضی کی وحدت نہ ہو۔ اس کو بھولنا جمہوری انقلاب اور سوشلسٹ انقلاب کے درمیان منطقی اور تاریخی فرق کو بھولنے کے مترادف ہوگا۔ اس کو بھولنا جمہوری انقلاب کے کل قومی کردار کو بھولنے کے مترادف ہوگا۔ یعنی یہ کہ اگر یہ انقلاب "ساری قوم" کا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹھیک اس حد تک "مرضی کی وحدت" ہے جہاں تک یہ انقلاب سارے عوام کی ضرورتوں اور تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ جمہوریت کے حدود کے باہر پرولتاریہ اور کسان بورژوازی کے درمیان واحد مرضی کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ ان کے درمیان تاریخی جدوجہد ناگزیر ہے لیکن ایک جمہوری ری پبلک میں ہی یہ جدوجہد سوشلزم کے لئے عوام کی سب سے گہری اور سب سے وسیع جدوجہد ہوگی۔ دنیا کی تمام باتوں کی طرح پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹر شپ بھی اپنا ماضی اور مستقبل رکھتی ہے۔ مطلق العنانی، زرعی غلامی، بادشاہت اور خصوصی حقوق اس کا ماضی ہیں، اور اس ماضی کے خلاف جدوجہد میں پرولتاریہ اور کسانوں کی "واحد مرضی" ممکن ہے کیونکہ یہاں مفادات ایک جیسے ہیں۔

اسی طرح نجی ملکیت کے خلاف جدوجہد، مالک کے خلاف اُجرتی مزدور کی جدوجہد، سوشلزم کے لئے جدوجہد اس کا مستقبل ہے اور یہاں مرضی کی وحدت ناممکن ہے۔ یہاں ہمارے سامنے جو راستہ ہے وہ مطلق العنانیت سے ری پبلک تک نہیں، بلکہ پتی بورژوا جمہوری ری پبلک سے سوشلزم تک لے جاتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ حقیقی تاریخی حالات میں ماضی کے عناصر مستقبل کے عناصر کے ساتھ گڈمڈ ہوجاتے ہیں، دو راستے ایک دوسرے سے ہوکر گذرتے ہیں۔ اُجرتی محنت اور نجی ملکیت کے خلاف اس کی جدوجہد مطلق العنانیت میں بھی ہوتی ہے اور یہی نہیں زرعی غلامی میں بھی۔ لیکن یہ ہمیں ارتقار کی خاص منزلوں کے درمیان منطقی اور تاریخی طور سے تمیز کرنے سے کسی طرح نہیں روکتی۔ ہم سب بورژوا انقلاب اور سوشلسٹ انقلاب کا تقابل کرتے ہیں۔ ہم سب اس بات کی قطعی ضرورت پر اصرار کرتے ہیں کہ ان کے درمیان تمیز کی جائے۔ تاہم کیا اس سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ تاریخی ارتقار کے دوران دو انقلابوں کے الگ الگ اور منفرد عناصر ایک دوسرے میں گڈمڈ ہوجاتے ہیں؟ کیا یورپ میں جمہوری انقلابوں کا دور متعدد سوشلسٹ تحریکوں اور سوشلسٹ تبدیلیوں کی کوششوں سے واقف نہیں؟ اور کیا یورپ میں مستقبل کے سوشلسٹ انقلاب کو وہ بہت کچھ پورا کرنا نہیں ہے جو جمہوریت کے میدان میں ابھی تک پورا نہیں کیا جاسکا ہے؟.....

وقت آئے گا جب روسی مطلق العنانیت کے خلاف جدوجہد ختم ہوجائے گی اور روس میں جمہوری انقلاب کا دور گذر جائے گا۔ اس وقت پرولتاریہ اور کسانوں کی "مرضی کی وحدت" اور جمہوری ڈکٹیٹرشپ وغیرہ کی بات کرنا بھی مضحکہ خیز ہوگا۔ جب وہ وقت آئے گا تب ہم براہ راست پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے نپٹ لیں گے اور اس کا ذکر زیادہ تفصیل سے کریں گے۔ فی الحال ترقی یافتہ طبقے کی پارٹی اس کے سوا اور کچھ نہیں کرسکتی کہ زارشاہی پر جمہوری انقلاب کی فیصلہ کن فتح کے لئے انتہائی جوش کے ساتھ کام کرے اور فیصلہ کن فتح کا پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹرشپ کے سوا اور کوئی مطلب نہیں.....

۱۲۔ اگر بورژوازی اس سے گریز کرے گی تو کیا جمہوری انقلاب کمزور ہوجائے گا؟

..... انقلاب کے خلاف مطلق العنانیت، شاہی دربار، پولیس، نوکرشاہی، فوج

اور مٹھی بھر امرا صف آرا ہیں ۔ عوام کا غصہ جتنا بڑھتا جاتا ہے فوجیں اتنی ہی ناقابل اعتبار ہوتی جاتی ہیں اور نوکر شاہی اتنی ہی زیادہ ڈانواں ڈول ہوتی جاتی ہے۔ مزید براں اب بورژوازی مجموعی طور پر انقلاب کے حق میں ہے، جوش کے ساتھ آزادی کے متعلق تقریریں کرتی ہے اور اکثر عوام کی طرف سے اور حتیٰ کہ انقلاب کے حق میں بولتی ہے۔ لیکن ہم سب مارکس وادی تھیوری سے اور اپنے ہر روز اور ہر گھنٹے کے مشاہدے سے جانتے ہیں کہ انقلاب کی حمایت میں . . . بورژوازی متلون ہے۔ بورژوازی جمعیت کے لحاظ سے لازمی طور پر انقلاب دشمنی کی طرف، مطلق العنانی کی طرف، انقلاب اور عوام کے خلاف ڈھلک جائے گی جتنی جلدی اس کے تنگ خود غرضانہ مقاصد پورے ہوتے ہیں....

اب عوام یعنی پرولتاریہ اور کسان باقی رہ جاتے ہیں ۔ اکیلے پرولتاریہ میں یہ صلاحیت ہے کہ اس پر مستقل مزاجی کے ساتھ آخر تک جانے کے سلسلے میں بھروسہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ جمہوری انقلاب سے آگے جاتا ہے ۔ اسی لئے پرولتاریہ ری پبلک کے لئے صف اول میں برسرپیکار نظر آتا ہے اور بورژوازی کے پیچھے ہٹ جانے کے امکان پر نظر رکھنے کے احمقانہ اور نامعقول مشوروں کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیتا ہے ۔ کسانوں میں نیم پرولتاری اور پیٹی بورژوا عناصر کی بڑی تعداد ہے ۔ اسی لئے کسان بھی تذبذب میں مبتلا رہتے ہیں اور پرولتاریہ مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ سختی کے ساتھ اپنی طبقاتی پارٹی میں متحد ہو لیکن کسانوں کا تذبذب بورژوازی کے تذبذب سے بنیادی طور پر مختلف ہے ۔ کیونکہ فی الحال کسان نجی ملکیت کو برقرار رکھنے میں اتنی دلچسپی نہیں رکھتے جتنی جاگیروں کی ضبطی میں جو نجی ملکیت کی خاص صورتوں میں سے ایک ہے ۔ اس طرح سوشلسٹ بنے بغیر اور پیٹی بورژوا ہوتے ہوئے بھی کسان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ وہ جمہوری انقلاب کے پوری طرح اور قطعی طور پر حامی بن سکیں ۔ کسان لازمی طور پر ایسے ہو جائیں گے بشرطیکہ انقلاب کا وہ دھارا جو انھیں روشنی دیتا ہے بورژوازی کی غداری اور پرولتاریہ کی شکست کی وجہ سے قبل از وقت کٹ نہ جائے ۔ اس صورت حال میں کسان ناگزیر طور پر انقلاب اور ری پبلک کی حمایت کریں گے

کیونکہ ایک مکمل طور پر فتح یاب انقلاب ہی زرعی اصلاحات کے میدان میں انھیں ھر چیز فراہم کرسکتا ہے۔ ھر وہ چیز جو کسان چاہتے ہیں، جس کا خواب دیکھتے ہیں اور جس کی انھیں حقیقتاً ضرورت ہے..... تاکہ وہ نیم زرعی غلامی کی دلدل سے، غلامی اور مظالم کی تاریکی سے نکل سکیں، تاکہ وہ اپنی زندگی کے حالات بہتر بنا سکیں اور اس حد تک بہتر بنا سکیں جتنا انھیں تبادلہ کی پیداوار کے نظام میں بنلئے جاسکتے ہیں۔

مزید برآں یہ محض بنیادی زرعی اصلاحات کا امکان ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے کسان انقلاب سے منسلک ہیں بلکہ ان کے عام اور مستقل مفادات کا بھی یہی تقاضا ہے.... کسان جتنے زیادہ روشن خیال ہوں گے (اور جاپان کے خلاف جنگ کے وقت سے وہ اتنی تیزی کے ساتھ روشن خیالی کی طرف بڑھ رہے ہیں کہ جس کا گمان بھی ایسے بہت سارے لوگوں کو نہیں ہوسکتا جو روشن خیالی کو اسکول کے پیمانے سے ناپتے ہیں) اتنی ہی مستقل مزاجی اور عزم کے ساتھ وہ مکمل جمہوری انقلاب کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے کیونکہ بورژوازی کے برخلاف کسانوں کو عوام کی برتری سے کوئی خوف نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس ان کو اس سے فائدہ پہنچے گا......

.... ایک طبقے کی حیثیت سے بورژوازی قدرتی اور ناگزیر طور پر لبرل شاہ پرستوں کی پارٹی کے سائے میں آنے کا رجحان رکھتی ہے جب کہ کسان جماعتی طور پر انقلابی اور ری پبلکن پارٹی کا ساتھ دینے کا رجحان رکھتے ہیں .... بورژوازی یہ صلاحیت نہیں رکھتی کہ وہ جمہوری انقلاب کو تکمیل تک پہنچائے جبکہ کسان اس کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ہمیں اس کام میں ان کو مدد دینے کے لئے ہر کوشش کرنی چاہئے۔

..... استقلال کے ساتھ انجام تک پہنچنے کے لئے ہمارے جمہوری انقلاب کو ایسی طاقتوں پر بھروسہ کرنا ہوگا جو بورژوازی کی ناگزیر متلون مزاجی کو مفلوج کرسکیں.....

پرولتاریہ کو کسانوں کی اکثریت کے ساتھ متحد ھو کر جمھوری انقلاب کو تکمیل تک پہنچانا چاھئے تاکہ طاقت کے ذریعہ مطلق العنانیت کی مزاحمت کو کچلا جاسکے اور بورژوازی کی متلون مزاجی کو مفلوج کیا جاسکے۔ پرولتاریہ کو آبادی کے نیم پرولتاری عناصر کی اکثریت کے ساتھ

متحد ہو کر سوشلسٹ انقلاب کی تکمیل کرنی چاہئے تاکہ طاقت کے ذریعہ بورژوازی کی مزاحمت کو کچلا جا سکے اور کسانوں اور پتی بورژوازی کی متلون مزاجی کو مفلوج کیا جا سکے.....

حرفِ آخر

۲۔ کامریڈ مارتینوف پھر سوال کو "گہرائی" عطا کرتے ہیں

.... اوپری ڈھانچہ کا جوڑ جوڑ چٹخ رہا ہے، وہ دباؤ سے جھک رہا ہے اور زیادہ کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ انتہائی مختلف طبقوں اور گروہوں کے نمائندوں کے ذریعے عوام کو اپنی کوششوں سے اپنے لئے ایک نیا اوپری ڈھانچہ بنانا چاہئے۔ ارتقار کی ایک خاص منزل پر پرانے اوپری ڈھانچہ کا ناکارہ پن سب پر واضح ہو جاتا ہے، انقلاب کو سبھی لوگ تسلیم کر لیتے ہیں۔ اب کام یہ بتانا رہ جاتا ہے کہ کون سے طبقوں کو نیا اوپری ڈھانچہ بنانا چاہئے اور کس طرح بنانا چاہئے۔ اگر اس کی وضاحت نہیں کی جاتی تو موجودہ حالت میں انقلاب کا نعرہ کھوکھلا اور بے معنی ہو جاتا ہے .... اگر اس کی وضاحت نہیں کی جاتی تو ترقی یافتہ طبقے کے ترقی یافتہ جمہوری فریضوں کی بات بیکار رہے۔ "پرولتاریہ اور کسانوں کی جمہوری ڈکٹیٹرشپ" کا نعرہ یہ وضاحت فراہم کرتا ہے۔ یہ نعرہ ان طبقوں کی وضاحت کرتا ہے جن پر نئے اوپری ڈھانچے کے "معمار" بھروسہ کر سکتے ہیں اور انھیں بھروسہ کرنا چاہئے، نئے بالائی ڈھانچے کے کردار (سوشلسٹ ڈکٹیٹرشپ سے الگ ایک "جمہوری" ڈکٹیٹرشپ) کی وضاحت کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ اسے کس طرح تعمیر کیا جاتا ہے (ڈکٹیٹرشپ یعنی تشدد آمیز مزاحمت کو طاقت سے کچل دینا اور عوام کے انقلابی طبقات کو مسلح کرنا) اب جو بھی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹرشپ کے اس نعرے کو، ایک انقلابی فوج، ایک انقلابی حکومت اور کسانوں کی انقلابی کمیٹیوں کے نعرے کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے وہ یا تو انقلاب کے فریضوں کو سمجھنے میں یکسر ناکام ہے موجودہ

صورت حال کے تحت پیدا ہونے والے نئے اور بلند تر فریضوں کی وضاحت کی صلاحیت نہیں رکھتا یا پھر عوام کو دھوکہ دے رہا ہے، انقلاب سے غدّاری کر رہا ہے اور "انقلاب" کے نعرے کو غلط طور پر استعمال کر رہا ہے۔

.... موجودہ انقلاب کی مکمل فتح جمہوری انقلاب کی تکمیل اور ایک سوشلسٹ انقلاب کے لئے فیصلہ کن جد وجہد کے آغاز کی علامت ہوگی۔ کسانوں کے موجودہ مطالبات کی تکمیل، رجعت پرستی کی مکمل تباہی اور ایک جمہوری ری پبلک کا حصول بورژوازی اور یہی نہیں پتی بورژوازی کی بھی انقلاب پسندی کی آخری حد اور سوشلزم کے لئے پرولتاریہ کی حقیقی جد وجہد کا نقطۂ آغاز ہوگا۔....

جون جولائی ۱۹۰۵ء — ولادیمیر لینن، مجموعہ تصانیف، جلد ۹

فروری ۱۹۰۵ء — صفحات ۸۳-۸۶، ۹۹-۱۱۰ اور ۱۲۸-۱۳۰

ایک مضمون سے:

"کمیون کی یاد میں"[۱]

.... کمیون خود بخود وجود میں آیا، کسی نے بھی ایک منظم انداز میں اس کے لئے زمین نہیں ہموار کی۔ جرمنی کے ساتھ ناکام جنگ، محاصرے کے دوران کی صعوبتیں، پرولتاریہ کی بے روزگاری اور نچلے متوسط طبقوں کی تباہی، اعلیٰ طبقوں کے خلاف اور حکمرانوں کے خلاف جنھوں نے خود کو پوری طرح نااہل ثابت کر دیا تھا عوام کا غم و غصہ، مزدور طبقے میں عام بے چینی جو اپنے حالات سے نامطمئن تھا اور ایک مختلف سماجی نظام کے لئے سرگرم کار تھا، قومی اسمبلی[۱۱] کی رجعت پرستانہ ترکیب جس کی وجہ سے جمہوریہ کے مستقبل کے بارے میں شکوک پیدا ہو گئے تھے، جیسے سبھی اسباب نے نیز دوسرے عناصر نے مشترکہ طور پر پیرس کی آبادی کو ۱۸ مارچ کو اس انقلاب پر ابھارا جس نے قطعی غیر متوقع طور پر قومی گارڈ کو، مزدور طبقے کو اور رہتی بورژوازی کو جس نے اس کی حمایت کی تھی اقتدار کی باگ ڈور تھما دی۔

یہ ایک ایسا واقعہ تھا جس کی مثال تاریخ میں نہ تھی۔ اس وقت تک اقتدار عام طور پر زمینداروں اور سرمایہ داروں کے ہاتھ میں رہا تھا یعنی ان کے قابل اعتماد ایجنٹوں کے ہاتھ میں جو نام نہاد حکومت کی تشکیل کرتے تھے۔ ۱۸ مارچ کے انقلاب کے بعد جب مسٹر تھیئر[۱۲] کی حکومت اپنی فوجوں، پولیس اور سرکاری افسروں کو ساتھ لے کر پیرس سے بھاگ گئی تو عوام صورت حال کے مالک بن گئے اور اقتدار پرولتاریہ کے ہاتھ آ گیا، لیکن جدید سماج میں معاشی طور پر سرمایہ کا غلام بن جانے والا پرولتاریہ اس وقت تک سیاسی طور پر غلبہ نہیں حاصل کر سکتا جب تک وہ اس زنجیر کو نہ توڑ دے جس نے اسے سرمائے کے ساتھ باندھ رکھا ہے۔ اسی لئے کمیون کی تحریک مجبور تھی کہ وہ سوشلسٹ رجحان اپنائے یعنی

بورژوازی کا اقتدار، سرمائے کا اقتدار ختم کرنے اور موجودہ سماجی نظام کی اصل بنیادوں کو ختم کرنے کی کوشش کرے ....

کم سے کم دو ایسی شرطیں ہیں جو ایک فتحمند سماجی انقلاب کے لئے ضروری ہیں، یہ ہیں انتہائی ترقی یافتہ پیداواری قوتیں اور ایک پرولتاریہ جو اس کے لئے پوری طرح تیار ہو لیکن ۱۸۷۱ء میں یہ دونوں ہی شرطیں موجود نہ تھیں۔ فرانس میں سرمایہ داری اس وقت تک کچھ زیادہ ترقی نہ کر سکی تھی اور اس وقت تک فرانس مجموعی طور پر ایک ٹپی بورژوا ملک تھا (دستکار، کسان، دکاندار وغیرہ) دوسری طرف مزدوروں کی کوئی پارٹی نہ تھی۔ مزدور طبقہ جدوجہد کے طویل تجربے سے نہیں گذرا تھا اور تیار نہ تھا، یہی نہیں زیادہ تر نہ تو اپنے مناصب کا واضح شعور رکھتا تھا اور نہ ہی اُن کی تکمیل کے طریقوں سے واقف تھا۔ پرولتاریہ کے پاس نہ تو کوئی سنجیدہ سیاسی تنظیم تھی نہ ہی مضبوط ٹریڈ یونینیں اور کوآپریٹیو سوسائٹیاں .....

لیکن کمیون کے پاس خاص کمی وقت کی تھی، صورت حال کا جائزہ لینے اور اپنے پروگرام کی تکمیل کا سلسلہ شروع کرنے کے لئے موقع کی کمی تھی۔ ابھی اسے کام کرنے کا موقع ملا بھی نہ تھا کہ حکومت نے ورسیلز میں قدم جما لینے اور ساری بورژوازی کی مدد حاصل کرنے کے بعد پیرس کے خلاف معاندانہ کارروائیاں شروع کر دیں۔ کمیون کو بنیادی طور پر اپنے دفاع پر توجہ دینی پڑی۔ آخری وقت تک یعنی ۲۱ر تا ۲۸ر مئی تک اُسے وقت نہ مل سکا کہ کسی اور چیز کے بارے میں سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جا سکتا۔

تاہم ان ناسازگار حالات کے باوجود اور اپنے وجود کی مختصر سی مدت کے باوجود کمیون نے چند ایسے اقدامات لینے میں کامیابی حاصل کر لی جو اس کی حقیقی اہمیت اور مقاصد کو خاصی حد تک واضح کر دیتے ہیں۔ کمیون نے مستقل فوج کو برطرف کر دیا جو حکمراں طبقوں کے ہاتھوں میں ایک اندھا ہتھیار تھی اور سارے عوام کو مسلح کر دیا۔ اس نے کلیسا کو ریاست سے الگ کر دیا، مذہبی اداروں کو ریاست کی مالی امداد بند کر دی (یعنی مذہبی رہنماؤں کی تنخواہوں کا ریاست کی طرف سے دیا جانا)، عام تعلیم کو یکسر سیکولر بنا دیا

اور اس طرح پادری کے لبادے میں ملبوس پولیس پر کاری ضرب لگائی۔ خالص سماجی میدان میں کمیون کچھ زیادہ نہ کر سکا، پھر بھی جو کچھ کر سکا اس سے ایک عوامی مزدور حکومت کے طور پر اس کا کردار پوری طرح سامنے آجاتا ہے۔ بیکریوں میں رات کا کام قطعی بند کر دیا گیا، جرمانوں کا نظام جو ایک طرح سے مزدوروں کی قانونی لوٹ کی علامت تھا ختم کر دیا گیا، اور آخر میں وہ مشہور فرمان جاری ہوا جس کے تحت ان سارے کارخانوں اور کارگاہوں کو مزدوروں کی انجمنوں کے حوالے کر دیا گیا جن کے مالکوں نے انھیں چھوڑ دیا تھا یا بند کر دیا تھا اور پیداوار شروع کر دی گئی۔ اور پھر کمیون نے ایک طرح ایک سچی جمہوری پرولتاری حکومت کے طور پر اپنے کردار پر زور دینے کے لئے یہ اعلان کر دیا کہ انتظامیہ اور حکومت کے سارے افسروں کی چاہے ان کا درجہ کچھ بھی ہو، تنخواہوں کو ایک مزدور کی عام اجرت سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے اور کسی بھی صورت میں ۶ ہزار فرانک سالانہ (۲ سو روبل ماہوار سے بھی کم) سے آگے نہیں جانا چاہئے۔

ان سارے اقدامات سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ کمیون پرانی دنیا کے لئے جو عوام کو محکوم بنانے اور ان کا استحصال کرنے پر مبنی تھی ایک مہلک حربہ تھا اور اسی لئے بورژوا سماج اس وقت تک چین سے نہ بیٹھا جب تک پرولتاریہ کا سرخ پرچم پیرس کے 'ہوٹل دی ویل' پر لہراتا رہا، اور پھر جب حکومت کی منظم افواج کو انقلاب کی معمولی طور پر منظم افواج پر بالادستی حاصل کرنے میں کامیابی ملی تو بونا پارٹسٹ جنرلوں نے جو جرمنی سے شکست کھا چکے تھے اور جن کی شہ زوری شکست خوردہ ہم وطنوں کے مقابلے میں ہی سامنے آتی تھی، فرانس کے رینکیمپ اور ملرو زا کو میلیسکی[۱۳] جیسے لوگوں نے قتل عام کا وہ ڈرامہ پیش کیا جو پیرس نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ درندہ صفت فوج نے تقریباً ۳۰ ہزار پیرس والوں کو گولی مار دی اور تقریباً ۴۵ ہزار لوگوں کو گرفتار کر لیا جن میں سے خاصی بڑی تعداد کو بعد میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا یا ملک بدر کر دیا گیا۔ پیرس مجموعی طور پر ایک لاکھ کے قریب اپنے بہترین فرزندوں سے محروم ہو گیا جن میں بعض ہر شعبے کے بہترین کارکن بھی شامل تھے۔

بورژوازی مطمئن ہو گئی۔ پیرس کے پرولتاریہ کو خاک و خون میں ملانے کے بعد خونخوار بونے تھقیئر نے جوان کا رہنما تھا اعلان کیا کہ "اب ہم نے سوشلزم کو طویل عرصے کے لئے ختم کر دیا ہے"۔ لیکن ان بورژوا کوؤں کی کائیں کائیں بیکار گئی۔ کمیون کے کچلے جانے کے ۶ سال سے بھی کم عرصہ بعد جب اس میں حصہ لینے والے کئی لوگ جیل اور جلاوطنی کی اذیت میں مبتلا تھے، فرانس میں مزدور طبقے کی ایک نئی تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک نئی سوشلسٹ نسل نے جو اپنے مورثوں کے تجربے کی دولت سے مالا مال تھی اور ان کی شکست سے جس نے حوصلہ نہیں ہارا تھا، کمیون کے لئے لڑنے والوں کے ہاتھ سے گر جانے والا جھنڈا اٹھا لیا اور جرأت اور اعتماد کے ساتھ اسے لے کر آگے بڑھی۔ اس جد و جہد میں اُن کا نعرہ تھا، "سماجی انقلاب زندہ باد، کمیون پائندہ باد!"

اپریل ۱۹۱۱ء — ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف جلد ۱۷

صفحات۔ ۱۳۹-۱۴۳۔

ایک مضمون سے :

"یورپ کی ریاستہائے متحدہ کے نعرے کے بارے میں" [۱۴۱]

.....ناہموار معاشی اور سیاسی ارتقاء سرمایہ دارانہ نظام کا ایک مطلق قانون ہے۔ اسی لئے سوشلزم کی فتح اوّل اوّل کئی اور یہی نہیں کسی ایک سرمایہ دار ملک میں بھی ممکن ہے۔ سرمایہ داروں کی جائداد ضبط کرنے اور خود اپنی سوشلسٹ پیداوار کی تنظیم کرنے کے بعد اس ملک کا فتح مند پرولتاریہ باقی ماندہ دنیا کے خلاف، سرمایہ دار دنیا کے خلاف اٹھ کھڑا ہوگا، دوسرے ملکوں کے مظلوم طبقوں کو اپنے ساتھ لائے گا، ان ملکوں میں سرمایہ داروں کے خلاف بغاوتیں کرائے گا اور ضرورت پڑی تو استحصال کرنے والے طبقوں اور اُن کی ریاستوں کے خلاف مسلح افواج کا بھی استعمال کرے گا۔ جس سماج میں پرولتاریہ بورژوازی کا تختہ الٹنے میں کامیاب ہوگا، اسکی سیاسی شکل ایک جمہوری ری پبلک کی ہوگی جو اس قوم یا قوموں کے پرولتاریہ کی طاقت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائے گی، ان ریاستوں کے خلاف جدوجہد میں جہاں سوشلزم نہیں آسکا ہے، مظلوم طبقے یعنی پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے بغیر طبقات کا خاتمہ ناممکن ہے۔ سوشلزم میں قوموں کی آزادانہ یونین پس ماندہ ریاستوں کے خلاف سوشلسٹ جمہوریوں کی کم وبیش طویل اور صبر آزما جدوجہد کے بغیر ناممکن ہے۔

انہی اسباب کی بنا پر اور روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی کانفرنس

میں اور اس کانفرنس کے بعد نیز باہری ملکوں میں پھیلے ہوئے گروہوں کے بار بار بحث مباحثے کے بعد مرکزی ترجمان[1] کے ایڈیٹروں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یورپ کے لئے ایک ریاستہائے متحدہ کا نعرہ ایک غلط نعرہ ہے۔

اگست ۱۹۱۵ء

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۱۔
صفحات ۳۴۲-۳۴۳

(۱) اخبار سوشل ڈیموکریٹ

ایک مضمون سے:

"سوشلسٹ انقلاب اور قوموں کا حق خودارادیت"

(تھیسز)

۱۔ سامراج، سوشلزم اور مظلوم و محکوم قوموں کی آزادی

سامراج سرمایہ داری کے ارتقار کی بلند ترین منزل ہے۔ سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملکوں میں سرمایہ قومی ریاستوں کی سرحدوں سے باہر نکل گیا ہے۔ اس نے مقابلہ بازی کی جگہ اجارہ داری قائم کرلی ہے اور سوشلزم کے حصول کے لئے ساری معروضی شرطیں پیدا کردی ہیں۔ اسی لئے مغربی یورپ میں اور ریاستہائے متحدہ میں سرمایہ دار حکومتوں کا تختہ الٹنے اور بورژوازی کی املاک ضبط کرنے کے لئے پرولتاریہ کی انقلابی جدوجہد وقت کا تقاضا بن گئی ہے۔ بہت بڑے پیمانے پر طبقاتی معاندت کو تیز تر کرکے، عوام کے حالات کو ابتر بناکر معاشی لحاظ سے بھی۔ ٹرسٹوں اور گراں بازاری کے ذریعے اور سیاسی لحاظ سے بھی۔ عسکریت پسندی کا فروغ ہتابڑ توڑ جنگوں، زیادہ طاقتور رجعت پسندی، قومی جبر و تشدد اور نوآبادیاتی لوٹ مار میں شدت اور وسعت کے ذریعے سامراج عوام کو اس جدوجہد میں جھونک رہا ہے۔ فتح یاب سوشلزم کو چاہئے کہ وہ لازمی طور پر مکمل جمہوریت قائم کرے اور اس کے بعد قوموں کی مکمل مساوات کی صرف داغ بیل نہ ڈالے بلکہ مظلوم و محکوم قوموں کے حق خودارادیت کو یعنی آزاد سیاسی علیحدگی کے حق کو عملی روپ دے .....

۲۔ سوشلسٹ انقلاب اور جمہوریت کے لئے جدوجہد

سوشلسٹ انقلاب ایک واحد قدم نہیں، یہ کسی ایک محاذ پر کوئی ایک جنگ نہیں، بلکہ شدید طبقاتی ٹکراؤ کا ایک پورا دور ہے، سبھی محاذوں پر لڑائیوں کا ایک پورا سلسلہ ہے یعنی معاشیات اور سیاسیات کے سبھی سوالوں پر ایسی لڑائیاں جو بورژوازی کی املاک کی ضبطی کے ساتھ ہی ختم ہو سکتی ہیں۔ یہ سمجھنا بنیادی غلطی ہوگا کہ جمہوریت کے لئے جدوجہد پرولتاریہ کو سوشلسٹ انقلاب کے راستے سے بھٹکا سکتی ہے، دھندلا سکتی ہے یا اس پر پردہ ڈال سکتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اس کے برخلاف جس طرح ایسا فتح یاب سوشلزم ممکن نہیں ہے جس میں مکمل جمہوریت کا بول بالا نہ ہو، اسی طرح پرولتاریہ اس وقت تک بورژوازی پر فتح حاصل کرنے کی تیاری نہیں کر سکتا جب تک وہ جمہوریت کی خاطر ہمہ جہت، مسلسل اور انقلابی جدوجہد نہ کرے ....

۳۔ حق خود ارادیت کی اہمیّت اور فیڈریشن سے اس کا تعلق

..... سوشلزم کا مقصد چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بنی نوع انسان کے بٹوارے اور مختلف شکلوں میں قوموں کی الگ الگ خانہ بندیوں کو ختم کرنا ہی نہیں، انھیں ایک دوسرے سے قریب تر لانا ہی نہیں بلکہ ان کو شیر و شکر کر دینا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ایک طرف تو عام لوگوں کو نام نہاد "قومی تہذیبی خود اختیاری" کے تصور کی .... رجعت پسندانہ نوعیت بتائیں اور دوسری طرف صاف صاف اور دو ٹوک انداز میں، محض عمومی طور پر نہیں، مبہم انداز میں نہیں، سوشلزم کے قائم ہونے تک اسے "اٹھا رکھنے" کی بات کر کے نہیں بلکہ سیاسی پروگرام مرتب کر کے مظلوم و محکوم قوموں کی آزادی کا مطالبہ کریں۔ ایک

ایسا سیاسی پروگرام جو ظالم و جابر قوموں کے سوشلسٹوں کی ریاکاری اور بزدلی کو
بھی خاص طور پر نظر میں رکھے۔ جس طرح بنی نوع انسان مظلوم و محکوم طبقے کی ڈکٹیٹرشپ
کے عبوری دور سے گذر کر ہی طبقوں کا خاتمہ کرسکتی ہے، ٹھیک اسی طرح پوری دنیائے
انسانیت قوموں کے شیر و شکر ہو جانے کی ناگزیر منزل تک تمام مظلوم و محکوم قوموں کی
مکمل آزادی کے عبوری دور سے گذر کر ہی پہنچ سکتی ہے.....

۸۔ مستقبل قریب میں پرولتاریہ کے ٹھوس فرائض

مستقبل قریب میں سوشلسٹ انقلاب کا آغاز ہو سکتا ہے۔ اس صورت حال میں
پرولتاریہ کے سامنے اقتدار پر قبضہ کرنے، بینکوں کو ضبط کرنے اور دوسرے ڈکٹیٹرانہ
اقدامات عمل میں لانے کا فوری فریضہ ہوگا۔ اس صورت حال میں بورژوازی اور بالخصوص
فیبین[16] اور کاؤتسکی کے ماننے والوں جیسے دانش ور محدود جمہوری مقاصد تک انقلاب
کو محدود کر کے اس میں پھوٹ ڈالنے اور روڑے اٹکانے کی کوشش کریں گے ۔ جب
پرولتاریوں نے بورژوا اقتدار کی بنیادوں پر دھاوا بولنا شروع کر دیا ہے تو ایسی
صورت میں تمام خالص جمہوری قسم کے مطالبات ایک لحاظ سے انقلاب کی راہ میں رکاوٹ
ثابت ہوں گے۔ اس وقت تمام محکوم و مظلوم قوموں کی آزادی کا اعلان کرنے اور اسے
عملی روپ دینے (یعنی حق خود ارادیت) کی ضرورت سوشلسٹ انقلاب کے لئے اتنی
اہم اور فوری ہوگی جتنی بورژوا جمہوری انقلاب کی فتح کے لئے ۱۸۴۸ء میں جرمنی
یا ۱۹۰۵ء میں روس میں تھی۔......

جنوری، فروری ۱۹۱۶ء

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۲۔ صفحات ۱۴۳۔ ۱۴۴،
۱۴۶۔ ۱۴۷، ۱۵۳۔

از

"دُور دراز سے خطؔ"

پانچواں خط

انقلابی پرولتاری ریاست کی تعمیر سے متعلق فریضے۔

پچھلے خطوط میں روس کے انقلابی پرولتاریہ کے فوری فریضوں کا تعین اس طرح کیا گیا تھا (۱) انقلاب کے اگلے مرحلے یا دوسرے انقلاب کے لئے انتہائی یقینی راستہ تلاش کرنا جسے (۲) ہر حال میں زمینداروں اور سرمایہ داروں کی حکومت سے سیاسی اقتدار چھین کر..... مزدوروں اور غریب ترین کسانوں کی ایک حکومت کے حوالے کرنا چاہئے (۳) مؤخر الذکر حکومت کو مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے طرز پر منظم کیا جانا چاہئے یعنی (۴) اسے ہر حال میں پرانی ریاستی مشین کو، فوج، پولیس کی جماعت اور نوکر شاہی (افسروں کی من مانی) کو تباہ کرنا اور پوری طرح ختم کر دینا چاہئے جو ساری بورژوا ریاستوں میں پائی جاتی ہے اور اس کی جگہ (۵) نہ صرف ایک عوامی تنظیم بلکہ سارے مسلح عوام کی ایک ہمہ گیر تنظیم قائم کرنی چاہئے (۶) محض ایسی ہی حکومت جس کی طبقاتی ماہیت ایسی ہو..... اور جس میں حکومت کے ایسے ادارے ہوں..... اس قابل ہو گی کہ آج کے انتہائی دشوار اور قطعی فوری خاص مقصد کی کامیابی کے ساتھ تکمیل کر سکے یعنی امن حاصل کر سکے، سامراجی امن نہیں، سرمایہ داروں اور ان کی حکومتوں کے پاس لوٹ کے مال کے بٹوارے سے متعلق سامراجی طاقتوں کے درمیان ہونے والی لین دین نہیں بلکہ ایک صحیح معنوں میں جمہوری اور پائدار امن، جسے متعدد ملکوں میں

پرولتاری انقلاب لائے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔(۷) روس میں پرولتاریہ کی فتح اسی صورت میں مستقبل قریب میں حاصل کی جا سکتی ہے جب اولین اقدامات سے ہی مزدوروں کو زمینی جاگیروں کی ضبطی کے لئے لڑنے والے کسانوں کی وسیع اکثریت کی حمایت حاصل ہو۔..... (۸) اس طرح کے کسانوں کے انقلاب کے سلسلے میں اور اس کی بنیاد پر پرولتاریہ کسانوں کے غریب ترین حصے کی مدد سے بنیادی پیداواروں کی تیاری اور تقسیم پر کنٹرول کی طرف "عام محنت" کے رواج وغیرہ وغیرہ کی طرف مزید اقدامات کر سکتا ہے اور اسے کرنا چاہئے۔ جنگ (۹) کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورت حال میں جو جنگ کے بعد کی مدت میں کئی لحاظ سے اور زیادہ سنگین ہو جائے گی یہ اقدامات ضروری بن گئے ہیں، قطعی ناگزیر بن گئے ہیں۔ یہ اقدام کلی طور پر اور ترقی یافتہ شکل میں سوشلزم کی طرف عبور کے لئے راستہ ہموار کریں گے، اس سوشلزم کی طرف جو روس میں براہ راست اور اور بیک جنبش قلم عبوری اقدامات کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا لیکن اس طرح کے عبوری اقدامات کے نتیجہ میں قطعی قابلِ حصول بھی ہے اور فوری طور پر ضروری بھی (۱۰) اس سلسلے میں دیہی علاقوں میں مزدوروں کے نمائندوں کی خاص سوویتوں کی یعنی دوسرے کسان نمائندوں کی سوویتوں سے الگ زرعی اجرتی مزدوروں کی سوویتوں کی فوری تنظیم کا فریضہ اولین حیثیت حاصل کر لیتا ہے اور انتہائی فوری نوعیت کا فریضہ بن جاتا ہے ...

اپریل ۱۹۱۷ء

ولادیمیر لینن، مجموعہ تصانیف
جلد ۲۳، صفحات ۳۴۰-۳۴۱

ایک مضمون سے :

"موجودہ انقلاب میں پرولتاریہ کے فرائض" ۱۹۱۷ء

.... عوام الناس کو یہ سمجھا دینے کی ہر ممکن کوشش کی جانی چاہئے کہ مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتیں انقلابی حکومت کی واحد امکانی شکل ہیں اور اس لئے ہمارا فرض یہ ہے کہ جب تک یہ حکومت بورژوازی کے زیرِ اثر جھکتی رہے، ہم اُن کی حکمت عملی کی غلطیوں کی ایک سنجیدہ باقاعدہ اور مستقل وضاحت کرتے رہیں۔ ایسی وضاحت جو عوام کی عملی ضروریات کے مطابق خاص طور پر اپنائی گئی ہو۔

جب تک ہم اقلیت میں ہیں ہمیں غلطیوں پر تنقید کرنے اور ان کا پردہ فاش کرنے کا کام جاری رکھنا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کو سارا ریاستی اقتدار منتقل کئے جانے کی ضرورت کا پرچار کرتے رہنا ہے تاکہ عوام تجربے کے ذریعے اپنی غلطیوں کو دُور کر سکیں۔

۵۔ پارلیمانی جمہوریہ نہیں کیونکہ مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کی جگہ پارلیمانی جمہوریہ کی طرف واپسی پیچھے ہٹنے کے برابر ہوگی بلکہ مزدوروں، زرعی مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی جمہوریہ پورے ملک میں، اوپر سے لے کر نیچے تک۔

پولیس، فوج اور نوکرشاہی کی برطرفی۔(۱)

سبھی سرکاری افسروں کو جو سب کے سب چُنے جائیں گے اور کسی وقت بھی اپنی جگہ سے ہٹائے جا سکیں گے، کی تنخواہوں کو ایک لائق مزدور کی اجرت سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے۔

۶۔ زرعی پروگرام میں زرعی مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کی طرف سارے زور کا منتقل ہو جانا۔

جاگیروں سے متعلق ساری زمینوں کی ضبطی۔

ملک کی ساری زمین کا قومی ملکیت بنایا جانا۔ زرعی مزدوروں اور کسانوں

---

(۱) یعنی مستقل فوج کی جگہ سارے عوام کا مسلح کیا جانا

کے نمائندوں کی مقامی سوویتوں کے ذریعے زمین کی تقسیم۔ غریب کسانوں کے نمائندوں کی علیٰحدہ سوویتوں کا قیام۔ ساری بڑی جاگیروں پر (ایک سو سے ۳ سو دسیاتنین تک کے سائز کی، مقامی نیز دوسرے حالات کے پیش نظر اور مقامی اداروں کے فیصلے کے تحت) ایک نمونے کے فارم کا قیام جو زرعی مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کے کنٹرول میں ہوں گے اور عوام کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔

۷۔ ملک کے سارے بینکوں کو فوری طور پر ملا کر ایک واحد قومی بینک کی تشکیل اور مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کا اس پر کنٹرول۔

۸۔ سوشلزم کا "رواج" ہمارا فوری مقصد نہیں بلکہ صرف سماجی پیداوار کی تقسیم کو فوری طور پر مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کے کنٹرول میں لانا ہے۔

۹۔ پارٹی کے فریضے:

ا۔ ایک پارٹی کانگریس کا فوری انعقاد

ب۔ ہمارے پارٹی پروگرام میں تبدیلی خاص طور سے

۱۔ سامراج اور سامراجی جنگ کے سوال پر

۲۔ ریاست کی طرف ہمارے رویے اور "کمیون طرز کی ریاست"[1] سے متعلق ہمارے مطالبے کے سوال پر۔

۳۔ ہمارے فرسودہ ہو جانے والے کم سے کم پروگرام میں ترمیم کے سوال پر۔

ج۔ پارٹی کا نام بدلنا[2]۔

۱۰۔ ایک نئی انٹرنیشنل کا قیام

---

(۱) یعنی اس طرح کی ریاست جس کا اوّلین نمونہ پیرس کمیون تھا۔

(۲) "سوشل ڈیموکریسی" کے بجائے جس کے سرکاری رہنماؤں نے ساری دنیا میں سوشلزم سے غداری کی ہے اور بورژوازی کے ساتھ مل گئے ہیں ("دفاع پرست" اور "ڈھلمل" کاؤتسکی کے حامی) ہمیں خود کو کمیونسٹ پارٹی کہلانا چاہیے۔

ہمیں ایک انقلابی انٹرنیشنل کے قیام کے سلسلے میں پہل کرنی چاہیے، ایک ایسی انٹرنیشنل کے قیام کے سلسلے میں جو سماجی شاؤنیت پرستوں اور "سنٹر" کے خلاف ہو گی[1]۔

اپریل ۱۹۱۷ء

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۴۔ صفحات ۲۳-۲۴

---

(۱) سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں "سنٹر" سے مراد وہ رجحان ہے جو شاؤنیت پرستوں (یعنی "دفاع پرستوں") اور بین الاقوامیت پسندوں کے درمیان گھومتا ہے جیسے جرمنی میں کاؤتسکی وغیرہ، فرانس میں لانگو وغیرہ، روس میں چیخیدزے اینڈ کمپنی، اٹلی میں توراتی وغیرہ اور برطانیہ میں میکڈونالڈ وغیرہ وغیرہ

ایک مضمون سے:

"دہرا اقتدار"

ہر انقلاب کا بنیادی سوال ہے ریاستی اقتدار۔ جب تک یہ سوال نہ سمجھ لیا جائے اس وقت تک انقلاب کی رہنمائی تو دور کی چیز ہے اس میں شعوری شرکت بھی ممکن نہیں۔

ہمارے انقلاب کی انتہائی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ہاتھوں دوہرا اقتدار قائم ہوا ہے۔ اس حقیقت کی تفہیم کو اوّلین اور اہم ترین مقام دیا جانا چاہیے، جب تک یہ تفہیم حاصل نہیں ہوتی ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ہمیں بہر حال یہ جاننا چاہیے کہ پرانے "فارمولوں" میں مثلاً بولشوازم کے فارمولوں میں کس طرح اضافہ اور ترمیم کی جائے کیونکہ جہاں ایک طرف وہ مجموعی طور پر صحیح ثابت ہوئے ہیں ان کی ٹھوس عمل آوری کا نتیجہ مختلف شکل میں سامنے آیا ھے۔ پہلے دہرے اقتدار کے بارے میں نہ کسی نے سوچا تھا اور نہ ہی کوئی سوچ سکتا تھا۔

یہ دہرا اقتدار ہے کیا؟ عارضی حکومت کے شانہ بہ شانہ جو بورژوازی کی حکومت ہے ایک اور حکومت قائم ہوگئی ہے جو اب تک کمزور اور اپنے ابتدائی دور میں ہے، پھر بھی بلاشک وشبہ ایک ایسی حکومت ہے جو موجود بھی ہے اور بڑھ بھی رہی ہے یعنی مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتیں۔

اس دوسری حکومت کی طبقاتی ماہیت کیا ہے؟ یہ پرولتاریہ اور کسانوں (فوجی وردی میں ملبوس) پر مشتمل ہے۔ اس حکومت کی سیاسی نوعیت کیا ہے؟ یہ ایک انقلابی ڈکٹیٹر شپ ہے یعنی ایک ایسا اقتدار جو براہ راست انقلابی قبضے پر، نچلی سطح کے عوام کی براہ راست پہل قدمی پر مبنی ہے، ایک مرکزیت کے حامل ریاستی اقتدار کے منظور کردہ کسی قانون پر نہیں۔ یہ اس سے قطعی مختلف قسم کا اقتدار ہے

جو اس عام قسم کی پارلیمانی بورژوا جمہوری ری پبلک میں عام طور پر پایا جاتا ہے جس کا یورپ اور امریکہ کے ترقی یافتہ ملکوں میں آج بھی رواج ہے۔ اس صورت حال کو اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے، اکثر اس پر ضروری توجہ نہیں دی جاتی لیکن اصل معاملہ یہی ہے۔ یہ اقتدار اسی قسم کا ہے جیسا ۱۸۷۱ء کا پیرس کمیون تھا۔ اس قسم کے اقتدار کی بنیادی خصوصیات اس طرح ہیں: ۱۔ اقتدار کا سرچشمہ کوئی ایسا قانون نہیں جس پر پہلے پارلیمنٹ میں بحث ہوئی ہو یا جسے منظور کیا گیا ہو، بلکہ نچلی سطح کے لوگوں کی اپنے مقامی علاقوں میں براہ راست پہل کا نتیجہ ہے یا عصر حاضر کی اصطلاح میں براہِ راست "قبضے" کا نتیجہ ہے۔ ۲۔ پولیس اور فوج کی جگہ جو ایسے ادارے ہیں جنھیں عوام سے دور لے جا کر عوام کے خلاف کھڑا کر دیا گیا ہے، سارے عوام کو براہ راست مسلح کرنے کا عمل، اس طرح کے اقتدار کے تحت ریاست میں امن و امان مسلح مزدور اور کسان بذات خود برقرار رکھتے ہیں۔ ۳۔ افسر شاہی، نوکر شاہی کو یا تو اسی طرح خود عوام کی براہ راست حکمرانی سے بدل دیا گیا ہے یا پھر کم سے کم خاص کنٹرول میں لایا گیا ہے۔ یہی نہیں کہ اب وہ چنے ہوئے افسر بن گئے ہیں بلکہ عوام کے اولین مطالبے پر واپس بھی بلائے جا سکتے ہیں۔ انھیں معمولی ایجنٹ بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ ایک رعایت یافتہ گروہ کے بجائے جو ایسے "عہدوں" پر فائز تھے جن کے لئے اعلیٰ، بورژوا پیمانے کا معاوضہ پا رہے تھے، وہ خدمات کے ایک مخصوص دستے کے کارکن بن گئے ہیں جس کا معاوضہ ایک لائق مزدور کی عام تنخواہ سے زیادہ نہیں۔

اپریل ۱۹۱۷ء
ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۴۔ صفحات ۳۸۔ ۳۹

ایک مضمون سے :

"ہمارے انقلاب میں پرولتاریہ کے فرائض"

ہمارے انقلاب سے وجود میں آئی ہوئی ایک نئی طرح کی ریاست

۱۱۔ مزدوروں، فوجیوں، کسانوں کے اور دوسروں کے نمائندوں کی سوویتوں کو سمجھا نہیں جا سکا، محض اس حد تک نہیں کہ اُن کی طبقاتی اہمیت، روسی انقلاب میں ان کا رول اکثریت کے ذہن میں صاف نہیں۔ انھیں اس لحاظ سے بھی نہیں سمجھا جا سکا ہے کہ وہ ایک نئی شکل یا یوں کہا جائے کہ ایک نئے طرز کی ریاست ہیں۔

بورژوا ریاست کی سب سے زیادہ مکمل اور سب سے زیادہ ترقی یافتہ قسم ہے پارلیمانی جمہوری ری پبلک ، اقتدار پارلیمنٹ کے ہاتھ میں ہوتا ہے، ریاستی مشین انتظامیہ کے آلات اور ادارے روایتی قسم کے ہوتے ہیں یعنی مستقل فوج، پولیس اور نوکرشاہی جو عملی طور پر ناقابلِ تبدیل ہوتی ہے، رعائتوں کی حامل ہوتی ہے اور عوام سے بالاتر ہوتی ہے۔

لیکن ۱۹ ویں صدی کے اواخر سے انقلابی ادوار کے ہاتھوں جمہوری ریاست کی ایک اعلیٰ تر شکل سامنے آئی ہے جو بعض لحاظ سے بقول اینگلس ریاست نہیں رہ جاتی، "اس اصطلاح کے عام مفہوم میں ریاست ہے ہی نہیں"۔ یہ پیرس کیمون کے قسم کی ریاست ہے۔۔۔۔ ریاست کی یہی قسم ہے جسے روسی انقلاب نے ۱۹۰۵ء میں اور ۱۹۱۷ء میں قائم کرنا شروع کیا۔۔۔۔

عام طور پر ہم سے کہا جاتا ہے کہ روسی عوام ابھی کمیون کے "رواج" کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ وہی دلیل ہے جو زرعی غلاموں کے آقاؤں نے اس وقت دی تھی جب یہ دعویٰ کیا تھا کہ کسان آزادی کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کمیون یعنی سوویتیں کسی ایسی اصلاح کو نہ "رائج" کر رہی ہیں، نہ "رائج کرنے" کا ارادہ رکھتی ہیں اور نہ ہی انھیں ایسا کرنا چاہئے جو معاشی حقیقت کی صورت میں بھی اور عوام کی غالب ترین اکثریت کے ذہنوں میں بھی پختگی حاصل نہ کر چکی ہو۔ جنگ کے ہاتھوں پیدا شدہ معاشی تباہی اور بحران جتنی گہرائی حاصل کرتا جاتا ہے انتہائی مکمل سیاسی صورت کی ضرورت اتنی ہی فوری بنتی جاتی ہے جو ان گہرے زخموں کو مندمل کرنے میں مدد گار بنے گی جو جنگ کے ہاتھوں انسانیت کو لگے ہیں۔ روسی عوام کے پاس تنظیمی تجربہ جتنا کم ہے اتنی ہی شدت کے ساتھ ہمیں خود عوام کے ذریعہ تنظیمی ترقی کی طرف بڑھنا چاہئے، اور صرف بورژوا سیاست دانوں اور "معزز" افسروں پر یہ کام نہیں چھوڑنا چاہئے.....

۱۲۔ پولیس کی جگہ عوامی ملیشیا کا قیام ایک ایسی اصلاح ہے جو انقلاب کی پوری تاریخ کی دین ہے اور جسے اب روس کے لگ بھگ سبھی حصوں میں نافذ کیا جا رہا ہے۔ ہمیں عوام کو سمجھانا چاہئے کہ عام قسم کے تقریباً سبھی بورژوا انقلابوں میں یہ اصلاح ہمیشہ شعلہ مستعجل بنی رہی ہے اور یہ کہ بورژوازی نے اور حد یہ ہے کہ سب سے زیادہ جمہوریت پرست اور ری پبلک کی قائل بورژوازی نے بھی پرانی زارشاہی قسم کی پولیس قائم کی ہے، ایسی پولیس جو عوام سے الگ تھلگ رکھی گئی جس کی کمان بورژوازی کے ہاتھ میں تھی اور جو ہر طریقے پر عوام کو کچلنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

پولیس کی بحالی کو روکنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ایک عوامی ملیشیا بنائی جائے اور اسے فوج (مستقل فوج کی جگہ سارے عوام کو مسلح کیا جانا ہے) سے جوڑ دیا جائے۔ اس ملیشیا میں کسی امتیاز کے بغیر دونوں صنفوں سے تعلق رکھنے والے ۱۵ سال سے ۶۵ سال تک کی عمر کے سبھی شہریوں کو جگہ دی جائے اور عمر کی ان حدوں کو جن کی تجویز پیش

کی گئی ہے، نوبالغوں اور بوڑھوں دونوں کی شرکت کا اشارہ سمجھا جائے۔ سرمایہ داروں کو مجبور کیا جانا چاہیئے کہ وہ اپنے ان مزدوروں اور ملازموں وغیرہ کو ان دنوں کا معاوضہ دیں جو ملیشیا سے وابستہ ہو کر انھوں نے عوامی خدمت میں گذارے ہیں۔ جب تک عورتوں کو نہ صرف عام سیاسی زندگی میں بلکہ روزانہ کی اور ہمہ گیر عوامی خدمت میں بھی آزادانہ حصہ لینے کا موقع نہیں ملتا اس وقت تک سوشلزم تو دور کی بات ہے مکمل اور پائیدار جمہوریت کی بھی بات کرنا بیسود ہے اور بیمار اور بے گھر بچوں کی دیکھ بھال نیز خوراک کا معائنہ وغیرہ جیسے "پولیس" کے کاموں کو اطمینان بخش انداز میں اس وقت تک انجام دیا ہی نہیں جا سکتا جب تک عورتیں بھی مردوں کے برابر نہ آجائیں اور نام کے لئے نہیں بلکہ حقیقتاً۔

انقلاب کو مستحکم بنانے، اس کا تحفظ کرنے اور اسے فروغ دینے کے لئے پرولتاریہ کو جو مناصب عوام کے سامنے پیش کرنے چاہئیں، وہ ہیں پولیس کے محکمے کی بحالی کی روک تھام اور عوامی ملیشیا قائم کرنے کے لئے سارے عوام کی تنظیمی قوت کی مدد حاصل کرنا۔

زرعی اور قومی پروگرام

۱۳۔۔۔۔۔ ہمیں مطالبہ کرنا چاہیئے کہ ساری زمین قومی ملکیت بنائی جائے یعنی ریاست میں شامل ساری زمین مرکزی ریاستی اقتدار کی ملکیت بنا دی جائے اس اقتدار کو چاہیئے کہ دوبارہ آبادکاری کے آراضی فنڈ کے سائز وغیرہ کا تعین کرے جنگلات کے تحفظ کے لئے، زمین کے سدھار وغیرہ کے لئے قانون بنائے اور زمین کے مالک یعنی ریاست اور لگان دار یعنی کاشت کار کے درمیان حائل ہونے کی کسی بھی شخص کو ہرگز اجازت نہ دے (زمین کو بعد میں لگان پر دے دینے کو غیر قانونی بنا دے) لیکن زمین کے تصفیئے کے مسئلے کو، زمین کی ملکیت اور لگان پر دیئے جانے کی مدت وغیرہ سے متعلق مقامی قواعد وضوابط کے تعین کے سوال کو کسی بھی حالت میں

نوکرشاہی پر اور افسروں پر نہیں چھوڑا جانا چاہیئے بلکہ پوری طرح اور خالصتاً یہ معاملہ کسان نمائندوں کی خطہ جاتی اور مقامی سوویتوں کے ہاتھ میں دے دیا جانا چاہیئے۔

اناج کی پیداوار کی ٹکنک کو بہتر بنانے اور عوامی کنٹرول کے تحت ایک بڑے پیمانے پر معقول انداز میں کاشت کے کام کو فروغ دینے کے لئے ہمیں کسان کمیٹیوں کے اندر رہ کر اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ ہر ضبط شدہ جاگیر کو ایک بڑے نمونے کے فارم میں تبدیل کر دیں جس پر زرعی مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کا کنٹرول ہو.....

۱۴۔ جہاں تک قومی سوال کا تعلق ہے پرولتاریہ کی پارٹی کو ان تمام قوموں اور قومیتوں کے لئے جو زارشاہی کے جبر و تشدد کا شکار تھیں اور جنھیں زبردستی ریاست میں شامل کر لیا گیا تھا یا طاقت کے بل پر یعنی قبضے کے ذریعے ریاست کی سرحدوں کے اندر رہنے پر مجبور کر دیا گیا تھا، روس سے الگ ہونے کی مکمل آزادی کا اعلان کرنا چاہیئے اور فوری طور پر عملی روپ دیا جانا چاہیئے۔

قبضے کو ختم کئے جانے سے متعلق ایسے سارے بیانات، اعلانات اور مظاہر جن کے ساتھ علیحدگی کے حق کی عملی طور پر تکمیل کا انتظام نہ ہو عوام کو بورژوازی کی طرح دھوکہ دینے کی کوشش یا پتی بورژوازی کی طرح پاکیزہ خواہش کے علاوہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

پرولتاری پارٹی اس بات کی کوشش کرتی ہے کہ وہ حتی الامکان بڑی سے بڑی ریاست قائم کرے کیونکہ یہ بات محنت کش عوام کے حق میں ہے، یہ قوموں کو ایک دوسرے سے قریب تر لانے کی اور اُن کی یکجہتی کو مزید مضبوط بنانے کی کوشش کرتی ہے لیکن وہ چاہتی ہے کہ یہ مقصد تشدد کے ذریعے نہیں، بلکہ تمام قوموں کے مزدوروں اور محنت کش عوام کے ایک آزاد اور برادرانہ اتحاد کے ذریعے ہی کلی طور پر عمل میں آئے۔

روسی جمہوریہ جتنی جمہوریت پسند ہوگی اور وہ خود کو مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی شکل میں جتنی کامیابی کے ساتھ منظم کرے گی، تمام قوموں کے محنت کش عوام کے لئے اس طرح کی جمہوریہ کی طرف رضاکارانہ کشش کی طاقت بھی اتنی ہی زیادہ

بھرپور ہو گی۔

علیحدہ ہونے کی مکمل آزادی، وسیع ترین مقامی (اور قومی) خود اختیاری اور قومی اقلیتوں کے حقوق کی واضح ضمانتیں۔ یہ ہے انقلابی پرولتاریہ کا پروگرام۔

اپریل ۱۹۱۷ء

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف جلد ۲۴
صفحات ۶۷ - ۷۳۔

ایک کتاب سے :

"ریاست اور انقلاب"

باب اوّل

طبقاتی سماج اور ریاست

..... ریاست طبقاتی تضادات کے نا قابلِ مصالحت ہونے کی پیداوار اور مظہر ہے۔ ریاست وہاں، اس وقت اور اس حد تک وجود میں آتی ہے، جہاں، جب اور جس حد تک طبقاتی تضاد معروضی طور پر ناقابلِ مصالحت بن جاتے ہیں۔ اور اسی لئے ریاست کا وجود یہ ثابت کرتا ہے کہ طبقاتی تضادات ناقابلِ مصالحت ہیں۔

اسی انتہائی اہم اور بنیادی نکتے پر ہی مارکسزم کی توڑ مروڑ شروع ہوتی ہے جس کی دو خاص لائنیں ہیں۔

ایک طرف بورژوا اور خاص طور سے پتی بورژوا نظریہ داں، مسلّمہ تاریخی واقعات کے دباؤ کے تحت یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے کہ ریاست کا وجود صرف وہاں ہوتا ہے جہاں طبقاتی تضادات اور طبقاتی جدوجہد ہوتی ہے، اس طرح مارکس کی "تصحیح" کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ ریاست طبقات کے درمیان مصالحت کا ادارہ ہے۔ مارکس کے مطابق کہ اگر طبقات میں مصالحت ہونا ممکن ہوتا تو نہ تو ریاست وجود میں آسکتی تھی اور نہ ہی خود کو برقرار رکھ سکتی تھی۔ پتی بورژوا اور حاشیہ بردار پروفیسر اور مبلغ جو کچھ کہتے ہیں اور جس کے ساتھ ساتھ مارکس کے کافی اور خیر خواہانہ حوالے بھی دیئے جاتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاست طبقات میں مصالحت کراتی ہے۔ مارکس کے نزدیک ریاست طبقاتی تسلط کا ادارہ ہے، ایک طبقے کا دوسرے طبقے کو دبانے کا آلہ یہ "نظم و نسق" کا قیام ہے جو طبقات کے درمیان تصادم کو

معتدل بنا کر اس دباؤ کو قانونی اور مستقل بناتا ہے۔ بہر حال پیٹی بورژوا سیاست دانوں کی رائے میں نظم و نسق کا مطلب ایک طبقے کا دوسرے طبقے کو دبانا نہیں بلکہ طبقات کی مصالحت ہی ہے۔ تصادم کو معتدل بنانے کا مطلب طبقات کی مصالحت ہے، نہ کہ دباؤ کے شکار طبقات کو ظالموں کا تختہ الٹنے کی جدوجہد کے خاص ذرائع اور طریقوں سے محروم کرنا۔

مثلاً جب ۱۹۱۷ء کے انقلاب میں ریاست کی اہمیت اور رول کا سوال پورے روز کے ساتھ ایسے عملی سوال کی حیثیت سے اٹھا جس کا تقاضا فوری اقدام تھا اور مزید براں اقدام بڑے پیمانے پر، تو تمام سوشلسٹ انقلابی اور منشویک ایک دم اور پوری طرح اس پیٹی بورژوا نظریے پر اتر آئے کہ "ریاست" طبقات میں "مصالحت" کراتی ہے۔ ان دونوں پارٹیوں کے سیاستدانوں کی بے شمار قرار دادیں اور مضامین اس پیٹی بورژوا اور تنگ نظر مصالحتی نظریے سے بالکل تر بتر ہیں۔ ریاست کسی خاص طبقے کے تسلّط کا ادارہ ہے جس کی مصالحت اس کی ضد (اس کے مخالف طبقے) سے نہیں کرائی جا سکتی۔ یہ بات ایسی ہے جس کو پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ کبھی نہیں سمجھ سکیں گے۔ ریاست کی طرف ان کا رویہ اس واقعہ کا ایک بہت ہی نمایاں مظہر ہے کہ ہمارے سوشلسٹ انقلابی اور منشویک بالکل سوشلسٹ نہیں ہیں (یہ ایسا نکتہ ہے جس کو ہم بولشویکوں نے ہمیشہ ثابت کیا ہے)، بلکہ پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ ہیں جو تقریباً سوشلسٹوں کا طرز بیان اختیار کرتے ہیں۔

دوسری طرف مارکس ازم کی "کاؤتسکی والی" توڑ مروڑ زیادہ باریک ہے۔ "نظریاتی طور پر" اس سے انکار نہیں کیا جاتا کہ ریاست طبقاتی تسلط کا ادارہ ہے یا طبقاتی تضادات ناقابلِ مصالحت ہیں۔ لیکن مندرجہ ذیل بات کو نظر انداز کیا جاتا ہے یا دھندلکے میں ڈالا جاتا ہے: اگر ریاست طبقاتی تضادات کی غیر مصالحت کا نتیجہ ہے، اگر یہ ایسی طاقت ہے جو اپنے کو سماج سے بالاتر رکھتی ہے اور "سماج سے زیادہ سے زیادہ بیگانہ ہوتی جاتی ہے" تو یہ بات صاف ہے کہ مظلوم طبقے کی آزادی نہ صرف بغیر تشدّد آمیز انقلاب کے ناممکن ہے بلکہ ریاستی اقتدار کی اس مشینری کو تباہ کئے بغیر بھی ناممکن ہے جس کو حکمراں طبقے نے بنایا تھا اور جو اس بیگانگی کا مجسمہ ہے۔ جیسا کہ ہم بعد کو دیکھیں گے۔ مارکس نے یہ نظریاتی طور پر

صریحی نتیجہ انقلاب کے فریضوں کے ٹھوس تاریخی تجزیے کی بنا پر پوری صحت کے ساتھ اخذ کیا اور اسی نتیجہ کو ہی، جیسا کہ ہم آگے چل کر تفصیل سے دکھائیں گے، کاؤتسکی نے "فراموش" اور مسخ کیا......

دوسرا باب

ریاست اور انقلاب ۵۱-۱۸۴۸ء کا تجربہ

۱۔ انقلاب سے پہلے

.... بورژوا تسلّط کا تختہ صرف پرولتاریہ الٹ سکتا ہے، وہ مخصوص طبقہ جس کے وجود کے معاشی حالات اس کو اس فریضے کے لئے تیار کرتے ہیں اور اس کی تکمیل کے لئے امکان اور طاقت فراہم کرتے ہیں۔ جب کہ بورژوازی کسانوں اور تمام پٹی بورژوا گروہوں کو توڑتی پھوڑتی اور منتشر کرتی ہے تو وہ پرولتاریہ کو متحد مستحکم اور منظم کرتی ہے۔ صرف پرولتاریہ ہی اس معاشی رول کی وجہ سے جو وہ بڑے پیمانے کی پیداوار میں ادا کرتا ہے اس بات کی صلاحیت رکھتا ہے کہ ان تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کا لیڈر رہے جن کا بورژوازی، اکثر پرولتاریہ سے کم نہیں بلکہ زیادہ استحصال کرتی ہے، دباتی اور کچلتی ہے لیکن وہ اپنی نجات کے لئے کسی خود مختارانہ جدوجہد کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

طبقاتی جدوجہد کا نظریہ جس کو مارکس نے ریاست اور سوشلسٹ انقلاب کے سوال کے لئے استعمال کیا ہے لازمی طور پر پرولتاریہ کے سیاسی تسلّط، اس کی ڈکٹیٹرشپ کو تسلیم کرنے کی طرف لے جاتا ہے یعنی اس اقتدار کو جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو اور جس کی پشت پناہ براہ راست عوام کی مسلح طاقت ہو۔ بورژوازی کا تختہ صرف اسی طرح الٹا جا سکتا ہے کہ پرولتاریہ حکمراں طبقہ ہو جائے جو بورژوازی کی ناگزیر اور سخت مزاحمت کو کچلنے اور تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کو نئے معاشی نظام کے لئے منظم کرنے کی

صلاحیت رکھتا ہے۔

پرولتاریہ کو ریاستی اقتدار کی ضرورت ہے، طاقت کی ایک مرکوز تنظیم کی، تشدد کی تنظیم کی تاکہ وہ استحصال کرنے والوں کی مزاحمت کچلے اور سوشلسٹ معیشت کی "تنظیم" کے کام میں آبادی کی زبردست اکثریت کی ۔۔ کسانوں، پیٹی بورژوازی اور نیم پرولتاریہ کی رہنمائی بھی کر سکے۔

مزدوروں کی پارٹی کی تربیت کے ذریعہ مارکس ازم پرولتاریہ کے ہراول دستے کی تربیت کرتا ہے جو اقتدار سنبھالنے اور سارے عوام کو سوشلزم کی طرف لے جانے، نئے نظام کی رہنمائی اور تنظیم کرنے، بورژوازی کے بغیر اور بورژوازی کے خلاف اپنی سماجی زندگی کی تنظیم کے کام میں تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کا معلم، رہنما اور لیڈر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے برعکس آج کل جس موقع پرستی کا راج ہے وہ مزدوروں کی پارٹی کو اس طرح تربیت دیتی ہے کہ وہ مزدوروں کے ان نمائندوں کی پارٹی بن جاتی ہے جو عوام سے کٹے ہوئے ہیں اور زیادہ اچھی تنخواہ پاتے ہیں، جو سرمایہ دارانہ نظام میں اچھی طرح "نباہ کرتے ہیں" اور اپنے اوّلین پیدائشی حق کو روٹی کے ایک سوکھے ٹکڑے کے لئے بیچتے ہیں یعنی بورژوازی کے خلاف عوام کے انقلابی لیڈروں کی حیثیت سے اپنے رول سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔

مارکس کا یہ نظریہ کہ "ریاست حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظم پرولتاریہ ہے" "تاریخ میں پرولتاریہ کے انقلابی رول کے بارے میں ان کی ساری تعلیم سے اٹوٹ طور پر منسلک ہے۔ اس رول کی تکمیل پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ، پرولتاریہ کا سیاسی تسلّط ہے۔

لیکن اگر پرولتاریہ کو ریاست کی ضرورت بورژوازی کے خلاف تشدد کی خاص تنظیم کی حیثیت سے ہے تو اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کیا ایسی تنظیم کی تخلیق کا تصور پہلے سے اس ریاستی مشینری کو ختم اور برباد کئے بغیر کیا جا سکتا ہے جس کو بورژوازی نے اپنے لئے تخلیق کیا تھا۔ کمیونسٹ مینی فیسٹو براہ راست اس نتیجہ کی طرف لے جاتا ہے اور ۱۸۴۸ء - ۱۸۵۱ء کے انقلاب کے تجربے کے نتائج اخذ کرتے ہوئے مارکس اسی نتیجہ

کا ذکر کرتے ہیں۔

۲۔ انقلاب کے نتائج

ریاست کے بارے میں ہماری دلچسپی کے موضوع سے متعلق مارکس نے ۱۸۵۱ء۔ ۱۸۴۸ء کے انقلاب سے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ مندرجہ ذیل بحث میں دئے گئے ہیں جو "لوئی بونا پارٹ کا اٹھارھواں برومیئر" نامی کتاب سے لی گئی ہے۔

"..... انقلاب کے خلاف اپنی جدوجہد میں پارلیمانی ریپبلک اس بات پر مجبور ہوئی کہ وہ جبر و تشدد کے اقدامات کے ساتھ سرکاری اقتدار کے وسائل اور مرکزیت کو مضبوط بنائے۔ سارے انقلابوں نے اس مشینری کو توڑنے کے بجائے اس کو مکمل بنایا۔" "ان پارٹیوں نے جنھوں نے ایک دوسرے کو ہٹا کر تسلّط کے لئے جدوجہد کی، اس زبردست ریاستی ڈھانچہ پر قبضہ کو اپنی فتح کا خاص مال غنیمت سمجھا......"

اس لاجواب بحث میں مارکس ازم نے بمقابلہ کمیونسٹ مینی فیسٹو ایک زبردست قدم آگے بڑھایا۔ موخر الذکر میں ریاست کے سوال کو اس وقت تک بہت ہی مجرد طریقے پر انتہائی عام مفہوم اور الفاظ میں پیش کیا گیا تھا۔ مندرجہ بالا اقتباس میں اس سوال کو انتہائی ٹھوس طریقے پر لیا گیا ہے اور نتیجہ بہت ہی ٹھیک، واضح اور عملی طور پر صریحی ہے کہ سارے پچھلے انقلابوں نے ریاستی مشینری کو مکمل بنایا جب کہ اس کو توڑنا پاش پاش کرنا چاہئے تھا۔

یہ نتیجہ ریاست کے مارکسی نظریے میں خاص اور بنیادی نکتہ ہے اور ٹھیک اسی بنیادی نکتہ کو حکمران سرکاری سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں نے نہ صرف بالکل فراموش کیا بلکہ دراصل دوسری انٹرنیشنل کے سب سے ممتاز نظریہ داں کارل کاؤتسکی نے اس کو مسخ کیا.....

سارے بورژوا انقلابوں کے دوران جو یورپ نے جاگیردارانہ نظام کے زوال کے وقت سے بڑی تعداد میں دیکھے ہیں اس نوکرشاہی اور فوجی مشینری کا ارتقار، تکمیل اور مضبوطی ہوئی ہے۔ خصوصاً بڑی حد تک اس مشینری کے ذریعہ ہی بورژوازی ہی بڑی

بورژوازی کی طرف کھینچتی ہے اور اس کی ماتحت بن جاتی ہے جو کسانوں، چھوٹے کاریگروں اور تاجروں وغیرہ کے اوپری حصّوں کو نسبتاً آرام دہ، پُرسکون اور معزز جگہیں دے کر ان کو عام لوگوں سے بلند کرتی ہے۔ روس میں ۲۷ فروری ۱۹۱۷ء کے بعد چھ مہینوں میں جو کچھ ہوا اس کو لیجئے.... کسی نے واقعی سنجیدہ اصلاحات کرنے کے بارے میں سوچا ہی نہیں۔ آئین ساز اسمبلی[۲۲] کے انعقاد تک" ان کو ملتوی کرنے اور آئین ساز اسمبلی کے انعقاد کو رفتہ رفتہ جنگ کے بعد تک ملتوی رکھنے کی ہر کوشش کی گئی۔ لیکن لوٹ کی تقسیم میں" وزیروں، نائب وزیروں اور گورنر جنرلوں وغیرہ کی گدیاں سنبھالنے میں کوئی تاخیر نہیں کی گئی، اور کسی آئین ساز اسمبلی کا انتظار نہیں کیا گیا! حکومت کی تشکیل میں جو تال میل کا کھیل کھیلا گیا ہے اس کا مافیہ "لوٹ" کی اس تقسیم اور تقسیم نو کا اظہار ہے جو اوپر اور نیچے، سارے ملک میں، مرکزی اور مقامی انتظام کے ہر شعبے میں ہو رہی ہے۔ ۲۷ فروری سے ۲۷ اگست ۱۹۱۷ء تک کے چھ مہینوں کے نتائج، معروضی نتائج بلاشبہ یہ ہیں: اصلاحات کا التوا، سرکاری ملازمتوں کی تقسیم....

.... واقعات کی یہ روش انقلاب کو مجبور کرتی ہے کہ وہ ریاستی اقتدار کے خلاف "تباہی کی اپنی تمام طاقتوں کو مرکوز کر دے" اور اپنے سامنے یہ فریضہ رکھے کہ وہ ریاستی مشینری کو بہتر نہیں بنائے گا بلکہ اس کو توڑے گا اور تباہ کرے گا....

آئیے ہم انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے ابتدائی دور میں ترقی یافتہ ملکوں کی تاریخ پر ایک عام نظر ڈالیں۔ ہم دیکھیں گے کہ یہی عمل زیادہ سست رفتار سے، زیادہ مختلف شکلوں میں اور زیادہ وسیع میدان میں جاری رہا۔ ایک طرف "پارلیمانی اقتدار" کی ترتیب ری پبلکن ملکوں (فرانس، امریکہ، سوئٹزرلینڈ میں) اور شاہی ملکوں (برطانیہ، ایک حد تک جرمنی میں، اٹلی اور اسکینڈینیویائی ملکوں وغیرہ میں) دونوں میں کی جا رہی تھی، دوسری طرف مختلف بورژوا اور پیٹی بورژوا پارٹیوں میں جو ملازمتوں کی "لوٹ" کی تقسیم اور تقسیم نو کرتی تھیں، اقتدار کی جدوجہد بورژوا انتظام کی بنیادوں میں تبدیلی کئے بغیر چلتی رہی اور آخر میں "انتظامی

اقتدار" کی اس کی نوکرشاہی اور فوجی مشینری کی تکمیل اور مضبوطی کی جارہی تھی۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ خصوصیات عام طور پر سرمایہ دار ملکوں کے سارے جدیدترین ارتقار میں مشترک ہیں۔ تین برسوں (۵۱ - ۱۸۴۸ء) میں فرانس نے تیز رفتار، شدید، مرکوز صورت میں ارتقار کے ان ہی عوامل کا اظہار کیا ہے جو ساری سرمایہ دار دنیا کی خصوصیت ہیں۔

خاص طور سے سامراج نے جو بینک والے سرمایہ کا دور، اجارے دارانہ سرمایہ داری سے بڑھ کر ریاستی اجارہ دارانہ سرمایہ داری بننے کا دور ہے "ریاستی مشینری" کی غیر معمولی مضبوطی اور پرولتاریہ کے خلاف جبر و تشدد کے اقدامات کو زیادہ شدید بنانے کے تعلق سے شاہی اور انتہائی آزاد ریپبلکن ملکوں دونوں میں نوکرشاہی اور فوجی مشینری میں بے مثال اضافے کا اظہار کیا ہے۔

عالمی تاریخ اس وقت بلاشبہ ۱۸۵۲ء کی بہ نسبت بے نظیر بڑے پیمانے پر ریاستی مشینری کی "تباہی" کے لئے پرولتاری انقلاب کی "تمام طاقتوں کو مرکوز" کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔

پرولتاریہ اس کی جگہ پر کیا لائے گا اس کے بارے میں پیرس کمیون نے بہت ہی سبق آموز مواد فراہم کیا ہے۔

۳۔ مارکس نے ۱۸۵۲ء میں اس سوال کو کیسے پیش کیا؟

.... یہ اکثر کہا اور لکھا جاتا ہے کہ مارکس کے نظریے کا خاص نکتہ طبقاتی جدوجہد ہے لیکن یہ غلط ہے اور اس غلطی کا نتیجہ اکثر مارکس ازم کی موقع پرست توڑ مروڑ اور بورژوازی کے لئے قابل قبول جذبے میں اس کا روپ بدلنا ہوتا ہے۔ کیونکہ طبقاتی جدوجہد کے نظریہ کی تخلیق مارکس نے نہیں کی ہے بلکہ مارکس سے پہلے بورژوازی نے کی اور اگر عام طور پر کہا جائے تو یہ بورژوازی کے لئے قابل قبول ہے جو لوگ صرف طبقاتی جدوجہد کو تسلیم کرتے ہیں وہ ہنوز مارکس وادی نہیں ہیں، ممکن ہے کہ وہ ابھی بورژوا خیالات اور بورژوا سیاست کے حدود سے باہر نہیں نکلے ہیں۔ مارکس ازم کو طبقاتی جدوجہد کے نظریہ تک محدود کرنا، مارکس ازم کو کاٹنا پیٹنا اس کو مسخ کرنا اور اس کو اس حد تک گرانا ہے کہ وہ بورژوازی کے

لئے قابلِ قبول بن جائے۔ مارکس وادی صرف وہی ہے جو طبقاتی جدوجہد کے اعتراف کو پھیلا کر پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے اعتراف تک لے جاتا ہے۔ اسی میں مارکس وادی اور معمولی پیتی (اور بڑے) بورژوا کے درمیان بہت گہرا فرق ہے۔ یہی وہ کسوٹی ہے جس پر مارکس ازم کی حقیقی مفاہمت اور ادراک کو پرکھنا چاہیئے اور یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ جب یوروپ کی تاریخ نے مزدور طبقے کو عملی طور پر اس سوال سے دوچار کیا تو نہ صرف سب موقع پرست اور اصلاح پرست بلکہ سب کاؤتسکی والے بھی (اصلاح پرستی اور مارکس ازم کے درمیان مذبذب لوگ)، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی تردید کرنے والے افسوسناک تنگ نظر لوگ اور پیتی بورژوا ڈیموکریٹ ثابت ہوئے ....

.... مارکس کے ریاست کے نظریے پر ان ہی لوگوں نے قدرت حاصل کی جو یہ سمجھتے ہیں کہ واحد طبقے کی ڈکٹیٹر شپ نہ صرف عام طور پر ہر طبقاتی سماج کے لئے ضروری ہے، نہ صرف پرولتاریہ کے لئے جس نے بورژوازی کا تختہ الٹ دیا ہے بلکہ اس پورے تاریخی دور کے لئے بھی ضروری ہے، جو سرمایہ دار نظام کو "غیر طبقاتی سماج" سے، کمیونزم سے الگ کرتا ہے۔ بورژوا ریاستوں کی صورتیں بہت ہی مختلف ہیں لیکن ان کا مافیہ ایک ہی ہے۔ یہ تمام ریاستیں، ان کی صورت چاہے جو ہو آخری تجزیہ میں ناگزیر طور پر بورژوازی کی ڈکٹیٹر شپ ہیں۔ سرمایہ داری سے کمیونزم تک عبور، بے شک، بڑے افراط کے ساتھ نوع بنوع سیاسی صورتیں پیش کرے گا لیکن مافیہ لازمی طور پر ایک ہی ہوگا پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ۔

تیسرا باب

ریاست اور انقلاب

۱۸۷۱ء کے پیرس کمیون کا تجربہ۔ مارکس کا تجزیہ

۱۔ کمیون والوں کی ہیروازم کس بات میں ہے؟

.... ۱۸۷۱ء میں یورپ میں، براعظم کے کسی بھی ملک میں پرولتاریہ عوام کی

اکثریت پر مشتمل نہ تھا۔ حقیقی طور پر اکثریت کو اپنی تحریک میں کھینچ لانے والا "عوامی انقلاب" اُسی وقت ایسا بن سکتا ہے جب وہ پرولتاریہ اور کسانوں دونوں کو اپنے میں سمیٹ لے۔ اس وقت ان دو طبقوں پر "عوام" مشتمل تھے۔ یہ دونوں طبقات اس بات سے متحد ہو گئے ہیں کہ "نوکرشاہی اور فوجی ریاستی مشینری" ان پر جبر و تشدّد کرتی، کچلتی ہے اور ان کو لوٹتی کھسوٹتی ہے۔ اس مشینری کو پاش پاش کرنا، اس کو توڑنا "عوام" کے واقعی مفاد میں ہے، ان کی اکثریت کے، مزدوروں اور زیادہ تر کسانوں کے مفاد میں ہے۔ یہی غریب ترین کسان اور پرولتاریہ کے آزاد اتحاد کی "ابتدائی شرط" ہے، جب کہ ایسے اتحاد کے بغیر جمہوریت ناپائدار اور سوشلسٹ تشکیل نو ناممکن ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ پیرس کمیون ایسے اتحاد کے لئے راستہ بنا رہا تھا.....

۲۔ توڑی ہوئی ریاستی مشینری کی جگہ کیا چیز لائی جائے؟

.... سرمایہ دارانہ نظام سے سوشلزم تک عبور "ابتدائی" جمہوریت کی طرف کچھ "مراجعت" کئے بغیر ناممکن ہے (کیونکہ اس کے سوا پھر آبادی کی اکثریت اور اس کے بعد ساری آبادی کیسے ریاستی فرائض کی تکمیل میں حصہ لے سکتی ؟) اور دوسرے سرمایہ دار نظام اور سرمایہ دار کلچر پر مبنی "ابتدائی جمہوریت" وہی ابتدائی جمہوریت نہیں ہے جو ماقبل تاریخ یا ماقبل سرمایہ داری کے زمانوں میں تھی۔ سرمایہ دار کلچر نے بڑے پیمانے کی پیداوار، فیکٹریوں، ریلوے لائنوں، ڈاک اور ٹیلی فون وغیرہ کی تخلیق کی ہے، اور اس بنیاد پر پرانے "ریاستی اقتدار" کے زیادہ تر فرائض اتنے سادہ ہو گئے ہیں اور ان کو اس حد تک رجسٹری ریکارڈ کرنے اور جانچ کرنے کے انتہائی سادہ کاموں تک پہنچایا جاسکتا ہے کہ ہر خواندہ آدمی ان کو کر سکے، وہ بہت آسانی سے معمولی "مزدوروں کی اُجرت" پر کئے جاسکیں اور ان فرائض کو مخصوص رعایتوں کے ہر شائبہ سے عاری کیا جاسکتا ہے (اور کرنا چاہئے)

بلا استثنا تمام افسران کا انتخاب اور کسی وقت بھی ان کو واپس بلانے کا اختیار

ان کی تنخواہوں کو معمولی "مزدوروں کی اجرت" تک گھٹانا۔ یہ سادہ اور "بدیہی" جمہوری اقدامات
مزدوروں اور کسانوں کی اکثریت کے مفادات کو مکمل طور سے متحد کرتے ہوئے ایسے پل کا کام بھی
کرتے ہیں جو سرمایہ دار نظام سے سوشلزم کو جاتا ہے۔ ان اقدامات کا تعلق ریاستی، سماج کی
خالص سیاسی تنظیم نو سے ہے لیکن ظاہر ہے کہ وہ اپنے مکمل معنی اور اہمیت صرف "غاصبوں کی جائداد
ضبط" کرنے کے سلسلے میں اختیار کرتے ہیں جبکہ اس پر عمل کیا جارہا ہو یعنی ذرائع پیداوار کی
سرمایہ دارانہ نجی ملکیت کی سماجی ملکیت کی تبدیلی کے سلسلے میں۔

مارکس نے لکھا "کمیون نے اخراجات کی دو سب سے بڑی وجہوں — فوج اور افسر
شاہی کو ختم کرکے تمام بورژوا انقلابوں کے نعرے یعنی سستی حکومت کو حقیقت بنا دیا۔"
کسانوں میں سے پیٹی بورژوازی کے دوسرے پرتوں میں سے بھی، ایک بہت ہی حقیر اقلیت بورژوا
معنی میں "چوٹی تک بلند ہوتی ہے"، "آگے بڑھتی ہے" یعنی خوش حال لوگوں میں، بورژوا میں یا
محفوظ اور مخصوص رعائتیں رکھنے والے افسروں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ہر سرمایہ دار ملک میں
جہاں کسان ہیں (اور ایسے سرمایہ دار ملکوں کی اکثریت ہے) ان کی وسیع اکثریت پر حکومت
جبر و تشدد کرتی ہے اور وہ حکومت کا تختہ الٹنے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ اس کی تکمیل صرف پرولتاریہ
ہی کر سکتا ہے اور اس کو کرتے ہوئے پرولتاریہ ساتھ ہی ریاست کی سوشلسٹ تنظیم نو کی طرف
قدم اٹھاتا ہے۔

۳۔ پارلیمانیت کا خاتمہ

.... ہم یوٹوپیائی نہیں ہیں۔ ہم اس کے "خواب" نہیں دیکھتے کہ کس طرح "فوراً" ہر
طرح کے انتظامی ادارے سے، ہر طرح کی ماتحتی سے بچا جائے۔ یہ انارکسٹ خواب جن کی
بنیاد پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کے فرائض کی نافہمی پر ہے، مارکس ازم کے لئے بالکل اجنبی ہیں اور
درحقیقت صرف سوشلسٹ انقلاب کو اس وقت تک التوا میں ڈالنے کا کام کرتے ہیں جب
لوگ دوسری طرح کے ہو جائیں گے۔ نہیں، ہم سوشلسٹ انقلاب ایسے لوگوں کے ساتھ چاہتے

ہیں جیسے وہ اب ہیں جو بلا ماتحتی بلا کنٹرول کے نہیں رہ سکتے ....

لیکن یہ ماتحتی تمام استحصال کے شکار اور محنت کش لوگوں کے مسلح ہراول یعنی پرولتاریہ کی ہونی چاہیے۔ ریاستی افسروں کی خاص "افسری" کی جگہ سادہ عوامل کو لانے کی ابتدا، فوراً کی جاسکتی ہے اور کرنا چاہیئے، ایسے عوامل جو اس وقت بھی پوری طرح عام شہری کی قابلیت کی سطح کے ہیں اور پوری طرح "مزدوروں کی اُجرت" پر کئے جاسکتے ہیں۔

ہم مزدوروں کو خود اپنے تجربے پر بھروسہ کر کے، سخت آہنی ڈسپلن قائم کر کے جس کی پشت پناہی مسلح مزدوروں کا ریاستی اقتدار کرتا ہو، بڑے پیمانے کی پیداوار اس سے منظم کرنا چاہیئے جو سرمایہ دار نظام قائم کر چکے ہیں۔ ہمیں ریاستی افسروں کا رول گھٹا کر محض ہمارے احکام پورا کرنے والوں کا، جواب دہ، قابلِ تبدیلی، معتدل اُجرت والے "نگرانوں اور محاسبوں" کا رول رکھنا چاہیئے (ضرور، ہر طرح ہر قسم اور ہر درجے کے ماہرین تکنیک کی مدد سے)۔ یہ ہے ھمارا پرولتاری فریضہ، یہی ہے وہ بات جس سے ہم پرولتاری انقلاب کی تکمیل کے لئے ابتدا کر سکتے ہیں اور کرنا چاہیئے۔ ایسی ابتدا بڑے پیمانے کی پیداوار کی بنیاد پر خود بخود رفتہ رفتہ ہر قسم کی افسر شاہی کے "مٹنے" کی طرف، رفتہ رفتہ ایسے نظام کی تخلیق کی طرف لے جائے گی، بلا وادین والے نظام نظام جس کی اُجرت کی غلامی سے کوئی مشابہت نہ ہوگی نظام جس کے تحت نگرانی اور حساب کے عوامل زیادہ سیدھے سادے ہو جائیں گے جن کو ہر ایک باری باری کرے گا اور پھر وہ عادت بن جائیں گے اور آخر میں وہ لوگوں کے مخصوص پرت کے مخصوص عوامل کی حیثیت سے ختم ہو جائیں گے۔ ....

پانچواں باب

ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی معاشی بنیاد

۲۔ سرمایہ داری سے کمیونزم میں عبور کا مسئلہ

.... شروع میں سوال اس طرح پیش کیا گیا تھا: نجات حاصل کرنے کی غرض سے

پرولتاریہ کا فرض ہے کہ وہ بورژوازی کا تختہ الٹ دے، سیاسی اقتدار اپنے ہاتھ میں لے اور اپنی انقلابی ڈکٹیٹر شپ قائم کرے۔

اب سوال ذرا مختلف طریقے سے پیش کیا جاتا ہے: سرمایہ دارانہ سماج جو کمیونزم کی طرف بڑھتا جا رہا ہے اس کا کمیونسٹ سماج میں تبدیل ہو جانا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک ایک "سیاسی عبوری دور" نہ گذار جائے اور اس دور میں ریاست کی حیثیت صرف پرولتاریہ کی انقلابی ڈکٹیٹر شپ ہوگی۔

تو پھر اس ڈکٹیٹر شپ کا جمہوریت سے کیا رشتہ ہے؟.....

سرمایہ دارانہ سماج میں، بشرطیکہ وہ نہایت موافق حالات میں پروان چڑھا ہو، جمہوری ری پبلک میں کم و بیش ایک مکمل جمہوریت موجود ہوتی ہے۔ مگر اس جمہوریت پر ہمیشہ تنگ بندشیں لگی ہوتی ہیں جو سرمایہ دارانہ استحصال کی طرف سے لگائی جاتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اصل میں وہ ہمیشہ اقلیت کی جمہوریت بن جاتی ہے۔ وہ صرف ان طبقوں کے لئے جمہوریت رہ جاتی ہے جو صاحب حیثیت ہوں جن کے پاس دولت ہو....

ایک حقیر سی اقلیت کے لئے جمہوریت، دولت مندوں کے لئے جمہوریت، یہ ہے اصل میں سرمایہ دارانہ سماج کی جمہوریت۔ اگر ہم سرمایہ دارانہ جمہوریت کی مشینری کو ذرا قریب سے دیکھیں تو ہمیں ہر جگہ اور حق انتخاب.... کی "چھوٹی موٹی" نام نہاد چھوٹی موٹی تفصیلات تک میں، نمائندہ اداروں کی بناوٹ میں ...... جلسے جلوس کے حق میں جو واقعی رکاوٹیں کھڑی ہیں، ان میں اور روزانہ اخباروں کی خاص سرمایہ دارانہ تنظیم میں، غرض ہر مقام پر، ہر طرف جمہوریت کے اوپر بندھن کے بندھن لگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ پابندیاں، یہ بندھن، یہ شرطیں اور استثنا، یہ رکاوٹیں جو غریب لوگوں پر عائد ہیں، بظاہر معمولی نظر آتی ہیں، خاص کر اس شخص کی آنکھوں کو جسے غریبی اور حاجت مندی کا پتہ کبھی نہیں تھا اور جس کا کبھی کچلے ہوئے طبقوں سے ان کی عام زندگی میں کوئی قریبی واسطہ نہیں رہا تھا (اور بورژوازی کے نقیبوں اور سیاست دانوں کا ننانوے فی صد نہیں تو کم از کم

(حصہ ضرور اسی قسم کے لوگوں میں آتا ہے) لیکن اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہ پابندیاں غریب آدمیوں کو سیاست اور جمہوریت میں عملی شرکت کرنے سے محروم کر دیتی ہیں انھیں اس سے نکال پھینکتی ہیں۔

مارکس نے کمیون کے تجربے کی تشریح پیش کرتے ہوئے یہ کہا کہ دبے کچلے لوگوں کو چند سال میں ایک بار یہ فیصلہ کرنے کا موقع دیا جاتا ہے کہ دبانے کچلنے والے طبقے کے کون سے نمائندے وہ اپنے لئے چنیں جو پارلیمنٹ میں اُن کی نمائندگی بھی کریں اور انھیں آئندہ کئی سال تک کچلتے بھی رہیں۔ اس طرح مارکس نے سرمایہ دارانہ جمہوریت کا لب لباب نہایت عمدہ طریقہ سے پیش کر دیا۔

لیکن اس سرمایہ دارانہ جمہوریت سے — جو لازمی طور پر بہت تنگ ظرف ہے اور چپکے چپکے ایک طرف غریبوں کو ڈھکیلتی رہتی ہے اور اس لئے جڑ بنیاد سے مکروفریب میں بھری ہوئی ہے۔ آگے کا قدم سادگی کے ساتھ سیدھا سادہ، اور بغیر کسی رکاوٹ کے "زیادہ سے زیادہ جمہوریت کی جانب" نہیں اٹھتا ہے، جیسا کہ لبرل پروفیسر اور پیٹی بورژوا موقع پرست ہمیں یقین دلانا چاہتے ہیں۔ جی نہیں، آگے کی جانب ترقی، یعنی کمیونزم کی طرف بڑھنے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ ہے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے ہو کر گذرنا، کیونکہ سرمایہ دارانہ استحصال کرنے والوں کی طرف سے جو مزاحمت کی جاتی ہے اس کا نہ تو کوئی اور توڑ ہے، نہ کسی دوسری صورت سے یہ ممکن ہے ....

۴۔ کمیونسٹ سماج کا اعلیٰ مرحلہ

.... ریاست کا پوری طرح سے مٹنا اس وقت ممکن ہو جائے گا جب سماج یہ اصول اختیار کرلے: "ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق"، یعنی اس وقت جب کہ لوگ باہمی معاملات کے بنیادی اصولوں کی پابندی کرنے کے اتنے عادی ہو چکے ہوں اور ان کی محنت اس قدر پیداواری ہو چکی ہو کہ وہ

خوشی سے اپنی قابلیت کے مطابق کام کرنے لگیں .....
کمیونزم کا "اعلیٰ" مرحلہ آنے تک سوشلسٹوں کا مطالبہ یہ ہے کہ سماج کی طرف سے اور ریاست کی طرف سے محنت کے پیمانوں پر اور سامان استعمال کے پیمانوں پر سخت سے سخت کنٹرول رہنا چاہئے، لیکن اس کنٹرول کی ابتدا ایوں ہو کہ سرمایہ داروں کو بیدخل کیا جائے، اور اختیارات کا استعمال دفتر شاہی ریاست کے ہاتھ میں نہ ہو بلکہ مسلح مزدوروں کی ریاست کے ہاتھ میں ہو۔

بورژوا نظریہ ساز.... اس کی حمایت کا دم اس طرح بھرتے ہیں کہ آج کی سیاست کے جو سب سے اہم اور دہکتے ہوئے سوال ہیں ان کی جگہ بہت دور مستقبل کے اختلافی خیالات اور مباحثوں کو لے آتے ہیں۔ مثلاً آج کے اہم سوال یہ ہیں کہ سرمایہ داروں کو بیدخل کیا جائے اور تمام باشندوں کو ایک بہت بڑے "سنڈی کیٹ" یعنی خود ریاست کا ملازم اور کارکن بنا دیا جائے اور اس سنڈی کیٹ کی تمام کارگزاریوں کو ایک واقعی جمہوری ریاست کے ماتحت کر دیا جائے، جو مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی ریاست ہو.....

.... اور اب یہاں سوشلزم اور کمیونزم کے درمیان علمی فرق کا سوال آتا ہے.....
سوشلزم اور کمیونزم کا علمی فرق بہت صاف ہے جسے عام طور سے سوشلزم کہا جاتا ہے، یہ وہی ہے جس کو مارکس نے کمیونسٹ سماج کے "پہلے" نیچے کے مرحلے سے تعبیر کیا تھا جہاں تک کہ ذرائع پیداوار کے عام مشترکہ ملکیت ہو جانے کا تعلق ہے، لفظ "کمیونزم" بھی اس پر صادق آسکتا ہے، اگر ہم یہ نہ بھول جائیں کہ اس حد میں پہنچ کر مکمل کمیونزم قائم نہیں ہوتا ہے۔ مارکس کی تشریحات کی زبردست اہمیت یہ ہے کہ یہاں بھی وہ برابر مادی جدلیات سے کام لیتے رہے ہیں، ارتقار کے نظریے کو صادق کرتے آئے ہیں اور کمیونزم کو ایک ایسی چیز بتایا ہے جو سرمایہ داری میں سے اُبھر کر آتی ہے۔ لفظوں کی خالی خولی موشگافی کرنے کے بجائے (سوشلزم کیا ہے اور کمیونزم کیا ہے ؟) فضول کے بحث مباحثے کے بجائے مارکس نے

تجزیہ کیا ہے کہ وہ کون سے حالات ہیں جنھیں کمیونزم کی اقتصادی پختگی کی منزلیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

پہلے مرحلے یا پہلی منزل میں کمیونزم اقتصادی طور سے پوری طرح پختہ نہیں ہو سکتا اور سرمایہ داری کی روایات سے، اس کے اثرات سے مکمل طور پر پاک نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے یہ دلچسپ تصویر سامنے آتی ہے کہ کمیونزم کے پہلے مرحلے میں "بورژوا حق کی تنگ سرحدیں" قائم رہتی ہیں۔ لازمی بات ہے کہ جہاں تک استعمال کی چیزوں کی تقسیم کا تعلق ہے بورژوا حق قائم رہنے کا مطلب یہ ہے کہ بورژوا ریاست بھی قائم رہے کیونکہ حق کا وجود ہی نہ ہوگا جو حق کے معیاروں کو زندگی میں نافذ کرنے اور ان کی پابندی کرانے کا اختیار رکھتا ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ کمیونزم میں کچھ عرصہ تک نہ صرف بورژوا حق باقی رہتا ہے بلکہ بورژوا طبقے کے بغیر بورژوا ریاست بھی برقرار رہتی ہے۔

ممکن ہے کہ یہ بات بظاہر قول محال معلوم ہوتی ہو یا محض جدلیات کا گورکھ دھندا، جس کا طعنہ مارکس ازم کو ایسے لوگوں کی طرف سے اکثر دیا جاتا ہے جنھوں نے کبھی اس نظریہ کی غیر معمولی گہرائی کو سمجھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

لیکن حقیقت پوچھئے تو نئے میں پرانے کا باقی رہ جانا روزمرہ کی بات ہے اور زندگی میں ہر قدم پر اس کا سامنا ہوتا ہے۔ قدرت کے کارخانے میں بھی اور سماج میں بھی۔ مارکس نے یوں ہی یک طرفہ طور سے کمیونزم میں "بورژوا" حق کا لفظ نہیں رکھ دیا ہے، بلکہ یہ جتایا ہے کہ اقتصادی اور سیاسی حیثیت سے یہ صورت اس سماج میں لازمی ہے جو سرمایہ داری کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔

مزدور طبقہ جب اپنی نجات کے لئے سرمایہ داروں سے جدوجہد کر رہا ہو تو جمہوریت کی اس کے نزدیک بہت زبردست اہمیت ہے۔ تاہم جمہوریت ایسی سرحد ہرگز نہیں ہے جس سے آگے قدم نہ رکھنا چاہئے، یہ صرف ایک منزل ہے اس راہ پر جو جاگیرداری سے سرمایہ داری کو گئی ہے اور سرمایہ داری سے کمیونزم کو۔

جمہوریت کے معنی ہیں مساوات۔ پرولتاری طبقہ جو مساوات کی جدوجہد کر رہا ہے اس کی اور مساوات کے نعرے کی کیا زبردست اہمیت ہے، یہ بات صاف ہو جائے گی اگر ہم صحیح طریقے سے اسے بیان کریں کہ مساوات اور اس کے نعرے کا مطلب ہے طبقوں کا خاتمہ۔ لیکن جمہوریت کے معنی تو صرف ظاہری یا رسمی مساوات کے ہیں۔ پیداوار کے ذرائع کی ملکیت کے معاملے میں سماج کے تمام لوگوں کا حق جیسے ہی برابر ہو جائے گا، یعنی محنت میں اور محنت کے معاوضہ میں جوں ہی مساوات قائم ہو جائے گی تو لازمی بات ہے کہ انسانیت کے سامنے اگلا قدم اٹھانے کا مسئلہ درپیش ہوگا اور ظاہری مساوات سے اصلی مساوات کا سوال آئے گا۔ یوں سمجھئے کہ اس اصول پر عمل درآمد ہوگا کہ "ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق" کن کن منزلوں سے ہو کر کن عملی تدبیروں کے ذریعہ انسانیت اس مقصود اعلیٰ کو پہنچے گی، نہ تو ہمیں یہ معلوم ہے، نہ معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ جان لینا کہ عام بورژوا تصور انتہائی جھوٹے بھرا ہوا ہے گویا سوشلزم کسی مردہ اور باسی چیز کا نام ہے جو سدا کے لئے ایک مقررہ صورت ہے حالانکہ حقیقت میں صرف سوشلزم کے تحت تیز رفتار، اصلی اور صحیح معنی میں عوامی ہلچل شروع ہوتی ہے جس میں شروع میں آبادی کی اکثریت آتی ہے اور پھر ساری کی ساری آبادی شریک ہو جاتی ہے اور سماجی اور ذاتی زندگی کے سارے شعبے اس کے ساتھ حرکت میں آجاتے ہیں۔

جمہوریت ریاست کی کئی مختلف شکلوں میں سے ایک شکل ہے۔ چنانچہ ہر قسم کی ریاست کی طرح جمہوریت میں بھی ایک طرف تو لوگوں کے خلاف باقاعدہ اور باضابطہ تشدد کیا جاتا ہے اور دوسری طرف ظاہری یا رسمی طور سے وہ شہریوں کی برابری کا دم بھرتی ہے اور کہتی ہے کہ تمام لوگوں کو برابر کا حق ہے کہ وہ ریاست کی بناوٹ اور اسے چلانے کے متعلق فیصلہ کریں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہوتے ہوتے جمہوریت کے ارتقا کی ایک منزل ایسی آتی ہے جب شروع میں وہ اس طبقے کو ایک ساتھ کھڑا کر دیتی ہے

جو سرمایہ داری کے خلاف انقلابی جنگ کرتا ہے، یعنی پرولتاری طبقہ، اور اسے اس کا موقع دیتی ہے کہ بورژوا بلکہ رمی پبلکن بورژوا سرکاری بندوبست، باقاعدہ فوج، پولیس اور دفتری مشینری کے ٹکڑے ٹکڑے کردے۔ اس کے پرخچے اڑا دے اور روئے زمین سے صاف کردے اور اس کی جگہ اپنے لئے زیادہ جمہوری سرکاری بندوبست قائم کرے، مگر یہاں یہ اُس وقت بھی ریاستی مشینری ہوگی جو مسلح مزدوروں کی صورت میں آئے گی اور مسلح مزدوروں کی جمعیت بڑھتے بڑھتے ملیشیا کی شکل اختیار کرلے گی جس میں تمام آبادی شریک ہوگی۔

یہاں پہنچ کر "مقدار کو الٹی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔" اس درجے کی جمہوریت درحقیقت بورژوا سماج کی حدوں سے آگے نکل جاتی ہے اور اس کی اشتراکی تعمیر نو کی شروعات بن جاتی ہے۔ اگر سچ مچ سبھی لوگ ریاست کا انتظام چلانے میں شریک ہوجائیں تو سرمایہ داری اپنا شکنجہ قائم نہیں رکھ سکتی۔ اور سرمایہ داری کا آگے بڑھنا خود ہی رفتہ رفتہ اس نوبت کو پہنچتا ہے جس سے وہ حالات پیدا ہوجاتے ہیں کہ واقعی "سبھی" لوگ ریاست کا انتظام چلانے میں شریک ہونے کا موقع پاسکیں۔ ان حالات میں سے بعض یہ ہیں: عام تعلیم، جو کئی نہایت ترقی یافتہ سرمایہ دارانہ ملکوں میں اب بھی رائج ہو چکی ہے، پھر لاکھوں کروڑوں مزدوروں کا بڑے بڑے، بھاری، پیچیدہ اور سماجی بنائے ڈاک تار کے محکموں میں، ریلوے میں، زبردست کارخانوں میں، بڑے پیمانے کے کاروبار، تجارت اور بینکوں وغیرہ میں "سیکھنا اور ڈسپلن کا اختیار کرنا۔"

ان اقتصادی حالات کے پیدا ہونے سے یہ عین ممکن ہوگیا کہ سرمایہ داروں اور ان کی دفترشاہی کا تختہ الٹتے ہی آج کے آج میں پیداوار اور تقسیم کے سارے انتظام کا کنٹرول، محنت اور پیداوار کے حسابات رکھنے کے کام کی ساری ذمہ داری مسلح مزدور اپنے ہاتھوں میں لے لیں، اور پوری مسلح آبادی یہ انتظام سنبھال لے، کنٹرول اور حسابات کے سوالات کو سائنسی تربیت یافتہ انجینئروں اور ماہرین زراعت وغیرہ کے

اسٹاف کے مسئلے سے گڈمڈ نہ کرنا چاہیئے۔ یہ ماہرین، بھلے آدمی آج سرمایہ داروں کا منشا پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں، کل مسلح مزدوروں کے منشا کی پابندی یہ لوگ اور بھی خوبی سے کرینگے حسابات رکھنا (اکاؤنٹنگ) اور کنٹرول، یہ ہے وہ اصل چیز جو کمیونسٹ سماج کے پہلے مرحلے میں سہولت سے کام چلانے اور اسے ٹھیک طرح چالو رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ تمام باشندے ریاست کے تنخواہ یافتہ ملازم بن جاتے ہیں۔۔۔۔ تمام شہری ایک کُل قومی ریاستی "سنڈیکیٹ" کے ملازم اور مزدور ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔

جب لوگوں کی اکثریت آزادی کے ساتھ ہر جگہ اس قسم کا حساب کتاب رکھنے لگتی ہے اور سرمایہ داروں (جو اب مالک نہیں ملازم بن چکے ہوتے ہیں) اور دانش ور اشرافیہ پر جو بعد میں بھی سرمایہ دارانہ عادتوں پر قائم رہتے ہیں، اس طرح کا کنٹرول قائم کرنے لگتی ہے تو پھر یہ کنٹرول سب کے لئے واقعتاً عام اور عوامی ہو جاتا ہے، اس سے بچ کر نکلنے کی کوئی صورت نہیں رہتی اور نہ اس سے "کسی کو مفر ہوتا ہے"۔۔۔۔

مگر "فیکٹری" کا یہ ڈسپلن جو سرمایہ داروں کو شکست دینے اور استحصال کرنے والوں کا تختہ الٹنے کے بعد پرولتاریہ پورے سماج پر عائد کرے گا، ہرگز ہمارا آدرش نہیں ہے اور نہ ہی ہماری منزل مقصود ہے۔ یہ بس مجبوری کا ایک قدم ہے اس غرض سے کہ سماج کے بدن سے وہ نجاست اور غلاظت اچھی طرح خارج کر دی جائے وہ گندگی اور رکیکنگی دور کر دی جائے جو سرمایہ دارانہ استحصال کا نتیجہ ہے، اور آگے قدم بڑھایا جاسکے۔

جس وقت سے سماج کے سبھی لوگ اور سبھی نہ سہی تو ان کی ایک بڑی اکثریت ریاست کے کام خود چلانا سیکھ لے گی، اس کی ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لے گی۔۔۔۔۔ اسی وقت سے کسی قسم کی حکومت کی ضرورت قطعی طور پر ختم ہونے لگے گی۔ جمہوریت جتنی مکمل ہوتی جائے گی وہ وقت اتنا ہی قریب آتا جائے گا جب اس کی ضرورت ہی نہ رہے۔ مسلح مزدوروں پر مشتمل "ریاست" جتنی جمہوری ہوتی جائے گی اور "صحیح معنوں میں ریاست رہے گی ہی نہیں" اتنی ہی تیزی سے ریاست کی ہر شکل مٹنی شروع ہو جائے گی۔

کیونکہ جب سبھی لوگ سماجی پیداوار کا کام چلانا سیکھ جائیں گے، جب وہ اپنے طور پر حساب کتاب رکھنے لگیں گے اور کام چوروں، امیرزادوں، مال غبن کرنے والوں اور اسی طرح کے دوسرے "سرمایہ داری کی روایات کے محافظوں" پر نگرانی اور کنٹرول کرنے لگیں گے تو اس وقت اس عام حساب فہمی اور کنٹرول سے بچ کر نکل جانا بے انتہا مشکل اور بے حد اتفاقی واقعہ ہو جائے گا..... کہ انسان کے سماجی معاملات کے جو بنیادی سیدھے سادے اصول ہیں ان کی پابندی کرنے کی ضرورت لوگوں کی عادت بن جائے گی۔

تب وہ شاہراہ سامنے ہوگی جس پر کمیونسٹ سماج کا پہلا مرحلہ طے کر کے اس کے اعلیٰ تر مرحلے کی طرف بڑھا جا سکے اور اسی کے ساتھ ریاست قطعی طور پر مٹ جائے۔

اگست ستمبر ۱۹۱۷ء

ولادیمیر لینن۔ مجموعہ تصانیف۔ جلد ۲۵

صفحات، ۳۸۷-۳۸۸، ۴۰۶-۴۰۶،

۴۰۸-۴۱۳-۴۱۶-۴۱۷،

۴۲۰-۴۲۱، ۴۲۵-۴۲۶،

۴۵۹-۴۶۱، ۴۶۹، ۴۷۴

ایک مضمون سے :

"انقلاب کا ایک بنیادی سوال"

..... یہ صرف سوویت اقتدار ہے جو پائیدار ثابت ہو سکتا ہے اور اس انتہائی طوفان انگیز انقلاب کے انتہائی ہنگامہ خیز لمحات میں بھی جسے اکھاڑا نہیں جا سکتا، صرف یہی اقتدار انقلاب کے مسلسل اور وسیع ارتقا کو یقینی بنا سکتا ہے ..... جب تک یہ اقتدار وجود میں نہیں آجاتا اس وقت تک ناگزیر طور پر تذبذب، عدم استحکام، "ڈھلمل یقینی" اقتدار کا مسلسل "بحران"، مسلسل وزارتی کھلنڈرے پن اور دائیں بازو اور بائیں بازو کی لفاظیوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

"اقتدار سوویتوں کو"۔ اس کے معنی ہیں ساری پرانی ریاستی مشین کی بنیادی طور پر تبدیلی، اس افسر شاہانہ مشین کی از سر نو تعمیر جو ہر جمہوری کام میں رخنے ڈالتی ہے۔ اس کے معنی اس مشین کو ختم کرنا اور اس کی جگہ ایک نئی اور عوامی مشین کی تشکیل کرنا ہے یعنی سوویتوں کی ایک صحیح معنوں میں جمہوری مشین اور سوویتوں کا مفہوم ہے عوام کی، مزدوروں، فوجیوں اور کسانوں کی تنظیم اور مسلح اکثریت۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ عوام کی اکثریت کو نمائندوں کے چناؤ میں ہی نہیں بلکہ ریاست کے نظم و نسق میں بھی، اصلاحات نیز مختلف دوسری تبدیلیاں لانے کے عمل میں بھی پہل قدمی سے کام لینے اور آزادی کا استعمال کرنے کی چھوٹ .....

..... بورژوا پارلیمانی ملکوں کی پوری تاریخ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وزیروں کی تبدیلی کوئی خاص بات نہیں کیونکہ نظم و نسق کا اصل کام افسروں کی ایک بڑی فوج کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ فوج بہر حال کلی طور پر جمہوریت مخالف ہے .....

ریاست کی اس مشین کے ذریعے معاوضے کے بغیر جاگیروں کے خاتمے ؛... وغیرہ جیسی اصلاحات عمل میں لانے کی کوشش سب سے بڑا فریب، سب سے بڑی فریب خوردگی اور عوام

کو دھوکہ دینے کی کوشش ہے ۔ یہ مشین ایک ری پبلکن بورژوازی کے کام تو آسکتی ہے ....
لیکن ایسی اصلاحات عمل میں لانے کے لئے قطعی نا اہل ہے جو سرمائے کے حقوق، "نجی ملکیت کے
مقدس" حقوق میں کوئی خاص کمی کر سکتی ہو یا انھیں محدود کر سکتی ہو، ان حقوق کا ختم کیا جانا تو
دور کی بات ہے، اور اسی لئے ہمیشہ اور ہر طرح کی ایسی "مشترکہ" کابینہ میں جس میں "سوشلسٹ"
شریک ہوں، یہی ہوتا ہے کہ یہ سوشلسٹ جن میں بعض افراد انتہائی ایمان دار بھی ہو سکتے ہیں،
حقیقتاً بورژوا حکومت کے لئے یا تو ایک بے کار آرائشی چیز بن جاتے ہیں یا پھر نقاب کا کام
دینے لگتے ہیں، یہ ایک طرح سے بجلی کو جذب کرنے والا دہ تار ہوتے ہیں جو عوام کے غم و غصے
کا رخ حکومت کی طرف سے موڑ دیتا ہے، اور حکومت کے ہاتھوں میں عوام کو دھوکہ دینے
کے لئے ایک حربہ بن جاتے ہیں .....

مزدوروں، فوجیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتیں بالخصوص قابل قدر ہیں
کیونکہ یہ ایک نئی طرح کی ریاستی مشین کی نمائندگی کرتی ہیں جو ناقابلِ پیمائش حد تک بلند تر
اور ناقابلِ موازنہ حد تک جمہوریت پرست ہے ۔

.... ایک باہمت اور ارادے کی پکی حکومت جو ایک ٹھوس راستے پر چل رہی ہو پرولتاریہ
اور غریب کسانوں کی ڈکٹیٹر شپ کے علاوہ اور کچھ نہیں ....

یہ صرف پرولتاریہ اور غریب کسانوں کی ڈکٹیٹر شپ ہی ہے جو سرمایہ داروں کی
مزاحمت کچلنے، اقتدار سے کام لینے میں حقیقی معنوں میں اعلیٰ ترین جرأت و ہمت اور
استقلال کا مظاہرہ کرنے اور فوج نیز کسان دونوں ہی کی صفوں سے عوام الناس کی پُرجوش،
بے غرض اور حقیقی جانبازانہ حمایت حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے ۔

اقتدار سوویتوں کے لئے ۔ مزید ترقی کو بتدریج پُرامن اور
ہموار بنائے رکھنے کا، عوام کی اکثریت کی سیاسی بیداری اور تجربے کے
ساتھ اور ان کے اپنے تجربے کے ساتھ مکمل آہنگی رکھنے کا یہی واحد طریقہ
ہے ۔ سوویتوں کے لئے اقتدار کے معنی یہ ہیں کہ ملک کے نظم و نسق اور معاشی کنٹرول

کومزدوروں اور کسانوں کے ہاتھ میں منتقل کردیا جائے جن سے مقابلہ کرنے کی ہمت کوئی بھی نہیں کرسکے گا اور جو عمل کے ذریعے، خود اپنے تجربے کے ذریعے بہت جلد یہ سیکھ لیں گے کہ زمین، پیداوار اور اناج کو کس طرح ٹھیک ڈھنگ سے تقسیم کیا جائے۔

ستمبر ۱۹۱۷ء

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف، جلد ۲۵
صفحات، ۳۶۷ - ۳۶۹، ۳۷۲-۳۷۳

ایک پمفلٹ سے

"کیا بولشویک ریاستی اقتدار برقرار رکھ سکتے ہیں؟"

..... پرولتاری انقلاب کی سب سے بڑی مشکل ایک ملک گیر پیمانے پر، انتہائی باہمت اور انتہائی ایمان دارانہ اکاؤنٹنگ اور کنٹرول قائم کرنا، چیزوں کی پیداوار اور تقسیم پر مزدوروں کا کنٹرول قائم کرنا ہے .....

جب ہم "مزدوروں کا کنٹرول" جیسا جملہ استعمال کرتے ہیں اور اس نعرے کو ہمیشہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے برابر کی یا اس کے فوراً بعد ثانوی حیثیت دیتے ہیں تو گویا ہم اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ ہماری مراد کس طرح کی ریاست سے ہے۔ ریاست طبقاتی تسلط کا ادارہ ہے۔ کس طبقہ کے تسلط کا؟ اگر یہ پرولتاریہ کا ادارہ ہو، اگر ہم پرولتاری ریاست کی بات کر رہے ہوں یعنی پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کی، تبھی مزدوروں کا کنٹرول، چیزوں کی پیداوار اور تقسیم کی ملک گیر، ہمہ گیر، ہر جگہ موجود انتہائی صحیح اور انتہائی ایمان دارانہ اکاؤنٹنگ کا روپ لے سکتا ہے۔

یہی پرولتاری یعنی سوشلسٹ انقلاب کی خاص دشواری اور اس کا خاص مسئلہ ہے۔ سوویتوں کے بغیر کم از کم روس میں یہ مسئلہ ناقابلِ حل ہوتا۔ سوویتیں پرولتاریہ کے لئے اس تنظیمی کام کی نشاندھی کرتی ہیں جو تاریخی طور سے اس اہم مسئلہ کو حل کر سکتا ھے۔

اور اسی کے ساتھ ریاستی مشینری کے سوال کا ایک اور پہلو ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ "جبر و تشدد" کی مخصوص مشینری، مستقل فوج، پولیس اور نوکر شاہی کے علاوہ جدید ریاست کے پاس مشینری ایسی بھی ہے جو بینکوں اور سنڈیکیٹوں سے انتہائی قریب ہے، ایک ایسی مشینری جو اکاؤنٹنگ اور رجسٹریشن کا بے پناہ کام انجام دیتی ہے، بشرطیکہ ان اصطلاحوں سے ہمارا مفہوم واضح ہو سکے۔ اس مشینری کو نہ توڑنا چاہیئے اور نہ ہی یہ ضروری ہے۔

اسے سرمایہ داروں کے کنٹرول سے باہر نکال لینا چاہیے۔ سرمایہ داروں کو اور وہ جوڑ دوریاں کھینچتے ہیں انھیں اس مشینری سے کاٹ دینا چاہیئے، الگ کر دینا چاہیئے اور ختم کر دینا چاہیئے۔ اسے ہر حال میں پرولتاری سوویتوں کے ماتحت لے آنا چاہیئے۔ اسے توسیع دی جانی چاہیئے اور رقوم گیر نوعیت دے دینی چاہیئے۔ اور یہ کام ان کامیابیوں کے استعمال کے ذریعے انجام دیا جا سکتا ہے جو بڑے پیمانے کی سرمایہ داری اب تک حاصل کر چکی ہے (بالکل اسی طرح جس طرح پرولتاری انقلاب عام طور پر ان کامیابیوں سے فائدہ اٹھا کر ہی اپنے نصب العین تک پہنچ سکتا ہے)۔

سرمایہ داری نے بینکوں، سنڈیکیٹوں، ڈاک محکمے، صارفین کی سوسائٹیوں اور دفتری ملازموں کی یونینوں کی شکل میں ایک اکاؤنٹنگ مشینری پیدا کر دی ہے۔ بڑے بینکوں کے بغیر سوشلزم ناممکن ہوگا۔

بڑے بینک وہ "ریاستی مشین" ہیں جن کی ہمیں سوشلزم لانے کے لئے ضرورت ہے اور جو ہمیں سرمایہ داری سے بنی بنائی مل جاتی ہے۔ اب ہمارا کام بس اتنا ہے کہ جو چیز اس انتہائی شاندار مشین میں سرمایہ دارانہ گراوٹ پیدا کرتی ہے اسے کاٹ دیں، اسے اور بھی زیادہ بڑا بنائیں اس سے بھی زیادہ جمہوری، اور اس سے بھی زیادہ ہمہ گیر...

ہم اس "ریاستی مشین" کو اپنا سکتے ہیں، "حرکت میں لا سکتے ہیں"... بیک جنبش قلم، ایک واحد فرمان کے ذریعے کیوں کہ حساب کتاب رکھنے، کنٹرول کرنے، رجسٹر کرنے، اکاؤنٹنگ اور شمار کرنے کا اصل کام ملازمین ہی انجام دیتے ہیں جن کی اکثریت خود بھی پرولتاری یا نیم پرولتاری زندگی گذارتی ہے۔

پرولتاری حکومت کے ایک واحد فرمان کے ذریعے ان ملازمین کو ریاستی ملازمین کی حیثیت دی جا سکتی ہے...

بینکوں، سنڈیکیٹوں، بیوپار وغیرہ کے عام ملازمین کو ریاستی ملازمین میں تبدیل

کر دینا ٹکنکی (سرمایہ داری کے جس میں مالی سرمایہ داری بھی شامل ہے انجام دیئے ابتدائی کاموں کی بدولت) اور سیاسی دونوں ہی اعتبار سے قطعی ممکن ہے بشرطیکہ سوویتیں کنٹرول اور نگرانی کا کام سنبھالیں۔

اب رہے اعلیٰ تر افسران جن کی بہت کم تعداد ہے جو سرمایہ داروں کے اردگرد ناچتے پھرتے ہیں، تو ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا پڑے گا جیسا سرمایہ داروں کے ساتھ یعنی "سخت ترین"۔ سرمایہ داروں کی طرح یہ بھی مزاحمت کریں گے۔ اس مزاحمت کو توڑنا ھوگا....

اہم بات سرمایہ داروں کی املاک کا ضبط کیا جانا بھی نہیں ہے، بلکہ سرمایہ داروں اور اُن کے امکانی حمایتیوں پر قوم گیر اور ہمہ گیر کنٹرول ہے۔ محض ضبطی سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ اس میں نہ تو تنظیم کاری کا عنصر ہوتا ہے اور نہ ہی مناسب تقسیم کے لئے اکاؤنٹنگ کا۔ جائداد کی ضبطی کی جگہ پر ہم آسانی کے ساتھ ایک مناسب ٹیکس لگا سکتے ہیں.... مگر اس کے لئے یقیناً اس بات کے امکان کو ختم کرنے کی فکر کرنی پڑے گی کہ کوئی بھی حساب کتاب سے بچ نہ سکے، اور یہ امکان مزدوروں کی ریاست پر مزدوروں کے کنٹرول کے ذریعے ھی دور کیا جاسکتا ھے....

اکتوبر ۱۹۱۷ء

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۶ - صفحات ۱۰۴-۱۰۸

"روس کے شہریوں کے نام"

عارضی حکومت معزول کردی گئی ہے۔ ریاستی اقتدار مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی پتروگراد سوویت کے اداروں، انقلابی فوجی کمیٹی کے ہاتھ میں منتقل ہوگیا ہے جو پتروگراد کے پرولتاریہ اور فوجی دستے کی سربراہ ہے۔

عوام نے جس نصب العین کے لئے لڑائی لڑی یعنی ایک جمہوری امن کی فوری پیش کش، زمین کی ملکیت کا خاتمہ، پیداوار پر مزدوروں کا کنٹرول اور سوویت اقتدار کا قیام، وہ نصب العین حاصل کیا جاچکا ہے۔

مزدوروں، فوجیوں اور کسانوں کا انقلاب زندہ باد۔

مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں
کی پتروگراد سوویت کی انقلابی فوجی کمیٹی

۲۵ اکتوبر[1] - ۱۰ بجے صبح

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۶ - صفحہ ۲۳۶

مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتوں
کی دوسری کُل روس کانگریس ۲۳

۲۵ - ۲۶ (۷ - ۸ نومبر) ۱۹۱۷ء

---

(۱) روس میں یکم فروری ۱۹۱۸ء سے یوروپی کلینڈر نافذ کیا گیا۔ اسی دن سے سوویت عوام ۷ نومبر ۱۹۱۷ء کے عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی سالگرہ مناتے ہیں۔

از:

"امن کے بارے میں رپورٹ
۲۶ر اکتوبر (۸ر نومبر)"

فرمانِ امن

مزدوروں اور کسانوں کی حکومت جو ۲۴ر ۲۵ر اکتوبر کے ایک انقلاب کے ذریعہ وجود میں آئی اور جس نے مزدوروں، فوجیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کو اپنی بنیاد بنایا ہے، جنگ میں شامل ساری قوموں اور ان کی حکومتوں کو آواز دیتی ہے کہ ایک منصفانہ، جمہوری امن کے لئے فوری طور پر بات چیت شروع کر دیں۔

ایک منصفانہ اور جمہوری امن سے، جس کے لئے جنگ میں شامل سبھی ملکوں کے مزدور اور دوسرے محنت کش عوام کی بھاری اکثریت جو جنگ سے اوب چکی ہے، خستہ حال ہو چکی ہے اور پل کر رہ گئی ہے، آواز بلند کر رہی ہے، ایک ایسے امن سے جس کا زار شاہی ملوکیت کا تختہ الٹنے کے بعد سے روس کے مزدور اور کسان انتہائی ٹھوس انداز میں اور اصرار کے ساتھ مطالبہ کرتے رہے ہیں، حکومت کی مراد ہے کسی بھی قبضے کے بغیر اور رہر جانے کے بغیر فوری امن (یعنی دوسرے ملکوں کی زمین پر قبضہ کئے بغیر، دوسری قوموں کو طاقت کے بل پر اپنے ملک میں شامل کئے بغیر)......

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۶ - صفحہ ۲۹۴

از :

"مزدوروں اور کسانوں کی حکومت کی تشکیل کا فیصلہ"

مزدوروں، فوجیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی کُل روس کانگریس طے کرتی ہے :

مزدوروں اور کسانوں کی ایک عارضی حکومت کے قیام کا جسے عوامی کمیساروں کی کونسل کے نام سے جانا جائے گا اور اس وقت تک ملک پر حکومت کرے گی جب تک آئین ساز اسمبلی کا اجلاس نہیں بلایا جاتا۔ ریاستی سرگرمیوں کی الگ الگ شاخوں کا انتظام کمیشنوں کے حوالے کیا جا رہا ہے جس کے ممبران اس پروگرام کی تعمیل کو یقینی بنائیں گے جس کا اعلان کانگریس نے کیا ہے اور مزدور مردوں اور عورتوں، جہازرانوں، فوجیوں، کسانوں اور دفتری ملازموں کی تنظیموں کے گہرے اشتراک کے ساتھ کام کریں گے۔ ان کمیشنوں کے سربراہوں کی ایک جماعت یعنی عوامی کمیساروں کی کونسل حکومتی اقتدار کی نمائندہ ہے۔

عوامی کمیساروں کی سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے کا اور انھیں بدل دینے کا حق مزدوروں، کسانوں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی کُل روس کانگریس اور اس کی مرکزی انتظامیہ کمیٹی کو حاصل ہے....

نومبر ۱۹۱۷ء

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۶۔ صفحہ ۲۶۲

از :

"آبادی کے نام"

.... ساتھیو، محنت کش لوگو! یاد رکھو کہ اب ریاست کی باگ ڈور خود تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم متحد نہیں ہوتے اور ریاست کے سارے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں نہیں لیتے تو تمھاری کوئی مدد نہیں کرے گا۔ تمہاری سوویتیں آج سے ریاستی اقتدار کا ادارہ ہیں، پورے اختیارات رکھنے والی قانون ساز تنظیمیں ہیں۔

اپنی سوویتوں کے گرد جمع ہو جاؤ، انھیں مضبوط بناؤ، اپنے آپ کام میں مصروف ہو جاؤ، سب سے نچلی منزل سے کام شروع کرو، کسی کا انتظار نہ کرو، سخت ترین انقلابی نظم و ضبط قائم کرو، بدمستوں، بدمعاشوں، انقلاب دشمن افسروں کے گروہوں[24]... اور اس طرح کے دوسرے لوگوں کی طرف سے تاراج پیدا کرنے کی کوششوں کو بے رحمی کے ساتھ کچل دو۔

پیداوار اور پیداواروں کی اکاؤنٹنگ پر سخت ترین کنٹرول کو یقینی بنا دو۔ ان تمام لوگوں کو گرفتار کر لو اور انقلابی عدالتوں کے حوالے کر دو جو عوام کے نصب العین کو نقصان پہنچانے کی جرارت کریں، چاہے یہ کام پیداوار میں رخنہ اندازی کے ذریعہ (تباہی، تاخیر اور توڑ پھوڑ) کیا جائے یا اناج کی اور دوسری چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کے ذریعے یا۔ اناج کے نقل و حمل کو روکنے، ریلوے، ڈاک، ٹیلی گراف اور ٹیلی فون میں انتشار پیدا کرنے کے ذریعے یا امن کے عظیم نصب العین، زمین کسانوں کو منتقل کئے جانے کے نصب العین کی پیداوار اور پیداوار کی تقسیم پر مزدوروں کا کنٹرول قائم کرنے کے نصب العین کی مزاحمت کی شکل میں۔

ساتھیو! مزدورو! فوجیو! کسانو! اور سارے محنت کش لوگو! سارا اقتدار اپنی سوویتوں کے ہاتھ میں لے لو۔ اپنی زمین، اناج، کارخانوں، مشینوں، پیداواروں اور

ٹرانسپورٹ کی، ان سب چیزوں کی ہوشیاری کے ساتھ حفاظت کرو جو آج سے ہمیشہ کے
لئے پوری طرح تمھاری ملکیت ہوں گی، عوامی ملکیت ہوں گی، کسانوں کی اکثریت کی
منظوری اور تائید کے ساتھ ان کے عملی تجربے اور مزدوروں کے بھی عملی تجربے کے
مطابق ہم بتدریج استقلال اور پامردی کے ساتھ سوشلزم کی فتح کی طرف بڑھیں گے
اس فتح کی طرف جسے تقریباً سبھی مہذب ملکوں کے ترقی یافتہ مزدور پختگی عطا کریں گے اور
جو قوموں کو پائیدار امن عطا کرے گی اور انھیں جبر و تشدد اور استحصال سے نجات
دلائے گی۔

نومبر ۱۹۱۷ء

وی۔ اُلیانوف (لینن)
عوامی کمیساروں کی کونسل کے سربراہ

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۶۔ صفحات ۲۹۸-۲۹۷

ایک مضمون سے:

"مقابلے بازی کا اہتمام کیسے کیا جائے؟"

..... آج اگر اہم ترین نہیں تو اہم ترین فرائض میں سے ایک یہ ہے کہ مزدوروں کی اور تمام محنت کشوں نیز عام طور پر لوٹ کھسوٹ کا شکار ہونے والوں کی آزادانہ پیش قدمی کو فروغ دیا جائے، جس قدر وسیع پیمانے پر ممکن ہو اسے ترقی دے کر تخلیقی نوعیت کا تنظیمی کام بنا دیا جائے۔ ہر قیمت پر ہمیں اس پرانے مہمل، وحشیانہ، ذلیل اور نفرت انگیز تعصب کو پاش پاش کر دینا چاہئے کہ صرف نام نہاد "اونچے طبقے"، صرف امیر اور وہ لوگ جو امیروں کے اسکول سے فارغ التحصیل ہو چکے ہوں، ریاست کا نظم و نسق چلانے اور سوشلسٹ سماج کی تنظیمی نشو و نما کی ہدایت کاری کے فرائض انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

یہ وہ تعصب ہے جو بندھے ٹکے ڈھرے، بے جان منجمد نظریات، غلامانہ عادتوں اور اس سے بھی زیادہ تنگ دل، خود غرض سرمایہ داروں کا پیدا کیا ہوا ہے جن کا مفاد اسی میں ہوتا ہے کہ لوٹ مار کرنے کے ساتھ ساتھ لوٹ مار کا سلسلہ جاری رکھیں۔ مزدور ایک لمحے کے لئے بھی یہ بات نہیں بھولیں گے کہ انھیں علم کی طاقت درکار ہے۔ تحصیل علم کی اس غیر معمولی جستجو سے جس کا مزدور خاص طور پر آج کل اظہار کر رہے ہیں، پتہ چلتا ہے کہ اس کے متعلق غلط فہمی کے تصورات پرولتاریہ میں موجود نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہر ایک عام سطح کا مزدور اور کسان جو لکھنا پڑھنا جانتا ہے، جو لوگوں کے متعلق اندازہ کر سکتا ہے اور عملی تجربہ رکھتا ہے۔ تنظیمی کام کرنے کی صلاحیت کا حامل ہے۔ "عام لوگوں میں" جن کا ذکر بورژوا دانش ور اس قدر تکبر کے ساتھ اور توہین آمیز انداز میں کرتے ہیں، اسی طرح کے متعدد مرد اور عورتیں ہیں۔ مزدور طبقے اور کسانوں میں اس قسم کا جوہر بدرجۂ اتم موجود ہے اور اب بھی ایسے سرچشمے ہیں جن سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکا ہے۔

مزدور اور کسان اب بھی "جھجکتے ہیں" ابھی تک وہ اس تصوّر کے عادی نہیں ہوئے ہیں کہ اب وہی حکمراں طبقہ ہیں۔ ابھی تک ان میں ضروری عزم و حوصلہ نہیں آیا ہے۔ انقلاب بیک جنبش قلم یہ خوبیاں ان لاکھوں کروڑوں لوگوں میں پیدا نہیں کر سکا جو ساری عمر محتاجی اور فاقہ زدگی کی وجہ سے ڈنڈے کے ڈر سے کام کرنے پر مجبور رہے ہیں۔ لیکن اکتوبر ۱۹۱۷ء کا انقلاب طاقت ور، جاندار اور ناقابلِ تسخیر ہے کیوں کہ وہ ان خوبیوں کو بیدار کرتا ھے، پُرانی رکاوٹوں کو توڑ ڈالتا ہے، گھسی پٹی بیڑیوں کو کاٹ دیتا ہے اور ایک نئی زندگی کی خود مختارانہ تخلیق کی شاہراہ کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔۔۔

جنوری ۱۹۱۸ء

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف

جلد ۲۶ - صفحہ ۴۰۹ - ۴۱۰

از:

"محنت کشوں اور استحصال کا شکار ہونے والے عوام کے حقوق کا اعلانیہ"

I...۱۔ روس آج سے مزدوروں، فوجیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی جمہوریہ بن گیا ہے۔ سارا اقتدار مرکزی طور پر بھی اور مقامی طور پر بھی انہی سوویتوں کو حاصل ہے۔

۲۔ روسی سوویت جمہوریہ آزاد قوموں کی آزاد یونین کے اصول پر سوویت قومی جمہوریہ کے وفاق کے طور پر قائم کی جا رہی ہے۔

II....۱۔ زمین کی نجی ملکیت آج سے ختم کی جاتی ہے۔ ساری زمین، ساری عمارتوں، زرعی اوزار نیز زرعی پیداوار کی دوسری سبھی ضروریات کے ساتھ سارے محنت کش عوام کی ملکیت بنائی جاتی ہے۔

۲۔ مزدوروں کے کنٹرول اور اعلیٰ ترین معاشی کونسل سے متعلق سوویت قوانین، کا استحصال کرنے والوں پر محنت کش عوام کے اقتدار کو یقینی بنانے کی غرض سے اور کارخانوں، ریلوں نیز پیداوار اور نقل وحمل کے دوسرے وسائل کو مزدوروں اور کسانوں کی ریاست جائداد میں پوری طرح بدل دینے کے سلسلے میں پہلے قدم کی حیثیت سے، توثیق کی جاتی ہے۔

۳۔ مزدوروں اور کسانوں کی ریاست کی جائداد میں سارے بینکوں کی تبدیلی کی اس نقطۂ نظر سے توثیق کی جاتی ہے کہ یہ سرمائے کے شکنجے سے محنت کش عوام کی رہائی کی ایک شرط ہے۔

۴۔ سماج کے طفیلی عناصر کو ختم کرنے کی غرض سے آج سے مزدوروں کی عام جبری بھرتی کا اعلان کیا جاتا ہے۔

۵۔ محنت کش عوام کے اقتدار اعلیٰ کو یقینی بنانے کے لئے، استحصال کرنے والوں کے اقتدار کی بحالی کی ساری گنجائش ختم کرنے کے لئے یہ فرمان جاری کیا جاتا ہے کہ محنت کش عوام کو مسلح کیا جائے، مزدوروں اور کسانوں کی ایک سوشلسٹ سُرخ فوج قائم کی جائے اور صاحب جائداد طبقوں کو پوری طرح غیر مسلح کر دیا جائے۔

III۔ ۱۔ مالی سرمایہ اور سامراج کے شکنجے سے جنھوں نے اس انتہائی مجرمانہ جنگ میں دنیا کو خاک وخون میں ڈبو دیا ہے انسانیت کو آزاد کرانے کے سلسلے میں اپنے محکم ارادے کا اظہار کرتے ہوئے آئین ساز اسمبلی تہہ دل سے اس پالیسی کی توثیق کرتی ہے جو سوویت اقتدار نے اپنائی ہے، یہ ہے خفیہ معاہدوں کے ردّ کرنے، جنگ میں مصروف فوجوں کے اندر مزدوروں اور کسانوں کے ساتھ انتہائی وسیع پیمانے پر برادرانہ یکجہتی کی تنظیم کرنے اور قوموں کے درمیان قبضہ گیری اور رہرجانوں کے بغیر نیز قوموں کے آزادانہ حق خودارادیت کی بنیاد پر انقلابی وسائل کے ذریعے ہر قیمت پر ایک جمہوری امن حاصل کرنے کی پالیسی۔

۲۔ اسی مقصد کے پیش نظر آئین ساز اسمبلی اصرار کرتی ہے کہ بورژوازی تہذیب پھیلانے کی انسانیت سوز پالیسی کو مکمل طور پر ختم کیا جائے جو چند خاص قوموں سے تعلق رکھنے والے استحصال کاروں کی، ایشیا میں، عام طور پر نو آبادیوں میں اور چھوٹے ملکوں میں لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو غلام بنا کر، خوش حالی کا باعث بنی ہے۔

آئین ساز اسمبلی فن لینڈ کو مکمل آزادی دینے، ایران سے فوجوں کے تخلیہ کا سلسلہ شروع کرنے اور آرمینیا کے لئے خودارادیت کی آزادی دینے کی عوامی کمیساروں کی کونسل کی پالیسی کا خیر مقدم کرتی ہے۔

۳۔ آئین ساز اسمبلی زار کی حکومتوں، زمین داروں اور بورژوا طبقے کے درمیان قرضوں سے متعلق معاہدوں کی تنسیخ کے سوویت قانون کو بین الاقوامی بینکنگ نظام اور مالی سرمائے پر لگائی جانے والی پہلی کاری ضرب سمجھتی ہے....

IV۔ اکتوبر انقلاب سے پہلے جب عوام اس قابل نہ ہو سکے تھے کہ استحصال کرنے والوں

کے خلاف جماعتی طور پر اٹھ کھڑے ہوں، اپنی طبقاتی برتریوں کے تحفظ کے لئے مؤخرالذکر کی طرف سے ہونے والی مزاحمت کی بھرپور طاقت کا انھیں اندازہ نہ تھا اور سوشلسٹ سماج کی تعمیر کے نصب العین کو عملی روپ دینے کے سوال پر توجہ نہ دے سکے تھے، تیار ہونے والی پارٹی فہرستوں کی بنیاد پر منتخب ہونے کی وجہ سے آئین ساز اسمبلی سمجھتی ہے کہ نام کے لئے بھی خود کو سوویت اقتدار کے خلاف صف آرا کرنا بنیادی طور پر غلط ہوگا۔

آئین ساز اسمبلی بنیادی طور پر سمجھتی ہے کہ اب جب کہ عوام اپنے استحصال کرنے والوں کے خلاف آخری لڑائی لڑ رہے ہیں، کسی بھی سرکاری ادارے میں استحصال کاروں کی کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔ اقتدار کو مجموعی طور پر اور پوری طرح محنت کش عوام اور ان کے مستند نمائندوں یعنی مزدوروں، فوجیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔

سوویت اقتدار کی اور عوامی کمیساروں کی کونسل کے جاری کردہ فرمانوں کی حمایت کرتے ہوئے آئین ساز اسمبلی سمجھتی ہے کہ اس کا اپنا کام سماج کی سوشلسٹ تعمیر نو کے بنیادی اصولوں کے قیام تک محدود رہنا چاہیے۔

اسی کے ساتھ ساتھ روس کی تمام قوموں کے مزدور طبقے کی حقیقی معنوں میں آزاد اور رضاکارانہ اور اس لئے اور بھی زیادہ ٹھوس اور پائیدار یونین کو وجود میں لانے کی کوشش کرتے ہوئے آئین ساز اسمبلی اپنے کام کو روس کی سوویت جمہوریوں کے ایک وفاق کے بنیادی اصولوں کی ترتیب و تشکیل تک محدود رکھتی ہے، اور ہر قوم کے مزدوروں اور کسانوں کے لئے یہ کام چھوڑ دیتی ہے کہ وہ آزادانہ طور پر سوویتوں کی خود اپنی نمائندہ کانگریسوں میں طے کریں کہ آیا وہ وفاقی حکومت اور دوسرے وفاقی سوویت اداروں میں شرکت کرنا چاہتے ہیں اور کن شرائط پر۔

جنوری ۱۹۱۸ء

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف

جلد ۲۶۔ صفحہ ۴۲۳۔ ۴۲۵

روسی کمیونسٹ پارٹی (بولشویک)
کی غیر معمولی، ویں کانگریس:
۶ر تا ۸ر مارچ ۱۹۱۸ء

از :

"مرکزی کمیٹی کی سیاسی رپورٹ
۷ر مارچ"

..... روسی انقلاب کے تخلیقی جذبے نے جو ۱۹۰۵ء کے سال کے زبردست تجربے سے گذر چکا ہے، اگر فروری ۱۹۱۷ء میں ہی سوویتوں کو جنم نہ دے لیا ہوتا تو کسی بھی صورت میں وہ اکتوبر میں اقتدار حاصل نہیں کر سکتی تھیں کیوں کہ کامیابی کا انحصار پوری طرح تحریک کی موجود تنظیمی شکلوں کے وجود پر تھا جو لکھو کھا انسانوں کا احاطہ کرتی ہوں۔ سوویتیں ہی اس طرح کی موجود شکل تھیں اور اسی لئے سیاست کے میدان میں مستقبل ہمارے لئے اتنی عظیم الشان کامیابیوں کا حامل بن سکا اور لگاتار فاتحانہ پیش قدمی ممکن ہو سکی جو ہم نے حاصل کی ہے۔ چونکہ سیاسی اقتدار کی نئی شکل پہلے سے ہی موجود تھی اسی لئے ہمیں جو کچھ کرنا پڑا وہ اتنا ہی تھا کہ چند فرمان جاری کر دیں اور سوویتوں کے اقتدار کو اس ابتدائی شکل کی ریاست سے جو انقلاب کے اولین مہینوں میں اسے حاصل تھی بڑھ کر مسلمہ آئینی شکل دیں جو آج روسی ریاست میں موجود ہے، یعنی روسی سوویت جمہوریہ میں۔ جمہوریہ بیک جنبش قلم وجود میں آگئی، اور اتنی آسانی کے ساتھ وجود میں محض اس لئے آگئی کہ فروری ۱۹۱۷ء میں عوام نے سوویتوں کو جنم دے دیا تھا جب کہ کسی بھی پارٹی نے اس طرح کا کوئی نعرہ نہیں لگایا تھا۔ یہ عوام کا وہ عظیم تخلیقی جذبہ تھا جو ۱۹۰۵ء

کے تلخ تجربے سے گذر چکا تھا اور اس کی بنا پر عقل مند بن چکا تھا، جس نے پرولتاری اقتدار کی اس شکل کو جنم دیا..... لیکن دو انتہائی پیچیدہ مسائل اب بھی باقی رہے جن کا حل وہ فاتحانہ مارچ امکانی طور پر نہیں ہو سکتا جس سے ہم اپنے انقلاب کے اولین مہینوں میں گذرے ہیں، نہ ہمیں شک ہے اور نہ ہم اس پر شک کر سکتے ہیں کہ سوشلسٹ انقلاب کو آگے چل کر بے انتہا مشکل مناصب سے لازمی طور پر نمٹنا ہوگا۔

پہلا مسئلہ اندرونی تنظیم کا مسئلہ ہے جس سے ہر سوشلسٹ انقلاب دوچار ہوتا ہے۔ ایک سوشلسٹ انقلاب اور ایک بورژوا انقلاب میں یہی فرق ہے کہ مؤخر الذکر میں سرمایہ دارانہ رشتوں کی بنی بنائی شکلیں موجود ہوتی ہیں۔ سوویت اقتدار، پرولتاری اقتدار اس طرح کے بنے بنائے رشتے میراث کے طور پر قبول نہیں کرتا۔ بشرطیکہ ہم سرمایہ داری کی انتہائی ترقی یافتہ صورتوں کو چھوڑ دیں جو صحیح معنوں میں صنعت کی ایک چھوٹی سی بالائی سطح تک محدود تھے اور مشکل سے ہی زراعت سے کوئی تعلق رکھتے تھے۔ اکاؤنٹنگ کی تنظیم، بڑے کارخانوں پر کنٹرول، ریاست کی ساری معاشی مشین کا ایک واحد وبویکر مشین میں ایک ایسے معاشی نظام میں تبدیل کیا جانا جو اس طرح کام کرے گا کہ سینکڑوں لاکھوں لوگ ایک واحد منصوبہ کے تحت کام کرنے کے قابل بن جائیں۔ یہ تھا وہ بہت بڑا تنظیمی مسئلہ جس کا بوجھ ہمیں کاندھوں پر اٹھانا پڑا...

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۷ ۔ صفحہ ۸۹ - ۹۱

از:

"سوویت حکومت کے فوری مناصب'
نامی مضمون کا اصل متن"

باب ۵

ریاست کے نظم و نسق کا فریضہ جس سے آج سوویت حکومت دوچار ہے ایک امتیازی خصوصیت رکھتا ہے، وہ یہ کہ غالباً مہذب قوموں کی جدید تاریخ میں پہلی بار اس کا سابقہ غالب حالات میں سیاسیات کے مقابلہ میں معاشیات سے ہے۔ عام طور پر "نظم و نسق" کی اصطلاح اگر کلّی طور پر نہیں تو خاص طور پر سیاسی سرگرمیوں سے متعلق ہے۔ لیکن سوویت اقتدار کی اصل بنیاد اور اس کا جوہر سرمایہ دارانہ سماج سے سوشلسٹ سماج میں عبور ہی کی طرح یہ حقیقت ہے کہ سیاسی مناصب معاشی مناصب کے مقابلے میں ثانوی یا ذیلی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اب روس میں سوویت حکومت کے ۴ ماہ سے زیادہ مدّت کے عملی تجربے کے بعد خاص طور سے یہ بات واضح ہو جانی چاہیئے کہ ریاست کا نظم و نسق چلانے کا کام بنیادی طور پر خالصتاً معاشی منصب ہے، یہ ہے ملک کو جنگ کے ہاتھوں جو زخم لگے تھے ان کا مندمل کرنا، اس کی پیداواری قوتوں کو بحال کرنا، پیداوار اور تقسیم میں اکاؤنٹنگ اور اس پر کنٹرول قائم کرنا، محنت کی قوت پیداوار بڑھانا، مختصراً یہ کہ اس سب کا لب لباب ہے معاشی تنظیم نو کا منصب .....

کہا جا سکتا ہے کہ یہ منصب دو حصوں میں تقسیم ہے۔ (۱) پیداوار اور تقسیم پر کنٹرول اور اکاؤنٹنگ، اس طرح کی اکاؤنٹنگ اور کنٹرول کی وسیع ترین، مقبول ترین اور ہمہ گیر شکلوں میں اور (۲) محنت کی قوت پیداوار بڑھانے کا کام۔ یہ مناصب اجتماعی کوشش کی کسی بھی شکل کے ذریعہ یا ریاست کی کسی بھی شکل کے ذریعے انجام دیئے جا سکتے ہیں اور

سوشلزم تک لے جا سکتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس کے لئے بنیادی معاشی، سماجی، تہذیبی اور سیاسی ابتدائی شرطیں سرمایہ داری کے ہاتھوں خاصی حد تک وجود میں آچکی ہوں۔ بڑے پیمانے کی مشینی پیداوار کے بغیر، ریلوں، ڈاک اور تار کے مواصلاتی نظام کے کم وبیش ایک ترقی یافتہ جال کے بغیر ان میں سے کوئی بھی منصب باقاعدہ طور پر اور ایک قومی پیمانے پر انجام نہیں دیا جا سکتا۔ روس ایک ایسی پوزیشن میں ہے جہاں اس عبور کے لئے اس طرح کی متعدد ابتدائی شرطیں واقعتاً موجود ہیں۔ دوسری طرف ان ابتدائی شرطوں میں سے بہت ساری ہمارے ملک میں موجود نہیں، مگر انھیں خاصی آسانی کے ساتھ پڑوسی اور کہیں زیادہ ترقی یافتہ ملکوں کے تجربے سے حاصل کیا جا سکتا ہے جنھیں تاریخ نے اور بین الاقوامی ربط وارتباط نے ایک عرصے سے روس کے قریب کر رکھا ہے.....

مارچ ۱۹۱۸ء

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۴۲۔ صفحہ ۷۱

از:

"بین الاقوامیت پسند اساتذہ کی پہلی کُل روس کانگریس[25] میں کی گئی تقریر۔ ۵ جون ۱۹۱۸ء"

مختصر رپورٹ

.... وہ اساتذہ جنھوں نے ابتدا میں سوویت حکومت کے ساتھ کام کرنے میں خاصے پس وپیش کا مظاہرہ کیا تھا اب زیادہ سے زیادہ یہ مانتے جارہے ہیں کہ اس طرح کا اشتراک ضروری ہے۔ سوویت حکومت کی مخالفت سے حمایت میں تبدیلی کے اس طرح کے معاملات سماج کے دوسرے حلقوں میں بھی خاصی تعداد میں پیش آئے ہیں۔

استادوں کی جمعیت کو چاہئے کہ تعلیم کے میدان میں وہ زبردست مناصب اپنائے اور خاص طور پر سوشلسٹ تعلیم دینے والی خاص جمعیت بن جائے۔ زندگی اور علم کو ہر حال میں سرمائے کی بالادستی سے آزاد کرانا ہے، بورژوا طبقے کے شکنجے سے رہائی دلانا ہے۔ استادوں کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ہرگز درس وتدریس کی ذمہ داریوں تک محدود نہ رکھیں۔ انھیں جنگ میں مصروف محنت کش عوام کی پوری جمعیت کے ساتھ خود کو جوڑ دینا چاہئے۔ نئے استادوں اور ماہرین تعلیم کا منصب یہ ہے کہ تعلیمی سرگرمیوں کو سماج کی سوشلسٹ تنظیم کاری کے ساتھ جوڑ دیں۔

یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ پرانے روس کے دانش وروں کی اکثریت سوویت سرکار کی سرتاسر مخالف تھی اور اس میں کسی کو بھی شک نہ تھا کہ اس کی وجہ سے ایسی مشکلیں ہیں جن پر قابو پانا اتنا آسان نہ ہوگا۔ استادوں کی عام جمعیت میں ابھار کا عمل ابھی شروع

ہوا ہے اور اسکول کا کوئی بھی ایسا استاد جو عوام کی بھلائی کو عزیز رکھتا ہو، اپنے آپ کو کُل روس ٹیچرز یونین تک محدود نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ اسے ہر حال میں پورے اعتماد کے ساتھ عام لوگوں میں پرچار کرنا ہے۔ یہ وہ راستہ ہے جو سوشلزم کی فتح کے لئے پرولتاریہ اور استادوں کی مشترکہ جدوجہد کی طرف لے جاتا ہے۔

ولادیمیر لینن ۔ مجموعہ تصانیف
جلد ۲۷، صفحات ۴۴۵ ۔ ۴۴۶

"سوویت اقتدار کی جمہوری

اور سوشلسٹ فطرت"

سوویت اقتدار کی جمہوری نوعیت اور اس کی سوشلسٹ فطرت کا اظہار اس حقیقت سے ہوتا ہے:

کہ اعلیٰ ترین ریاستی حیثیت سوویتوں کو حاصل ہے جو محنت کش عوام (مزدور، فوجی اور کسان) کے نمائندوں پر مشتمل ہے، جنھیں آزادانہ طور پر چنا گیا ہے اور وہ عوام جو آج تک سرمائے کے استبداد کا شکار رہے ہیں کسی بھی وقت انھیں برطرف کر سکتے ہیں۔

کہ مقامی سوویتیں جمہوری مرکزیت پسندی کی بنیاد پر آزادانہ طور پر ایک واحد وفاقی یونین میں ضم ہو گئی ہیں جس کی نمائندگی روسی سوویت جمہوریہ کا سوویت ریاستی اقتدار کرتا ہے۔

کہ سوویتوں نے محض قانون سازی کے اختیارات اور قانون کے نفاذ کی نگرانی ہی اپنے ہاتھ میں نہیں لی ہے بلکہ اس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے سوویتوں کے سارے ممبروں کے ذریعے براہ راست قانون کے نفاذ پر بھی توجہ دی ہے تاکہ بتدریج ساری محنت کش آبادی کے ہاتھوں قانون سازی کے کاموں اور ریاستی بندوبست کی انجام دہی کی طرف بڑھا جا سکے۔

مزید اس بات کے پیش نظر:

کہ اپنی مخصوص پیداوار پر کسی ایک کارخانے یا کسی ایک حرفے سے تعلق رکھنے والے مزدوروں کے حقوق ملکیت کی کسی بھی شکل میں براہ راست یا بالواسطہ

قانون سازی یا ریاستی اقتدار کے احکامات کو کمزور کرنے یا اس میں بادھا ڈالنے سے متعلق ان کے حق کے سلسلے میں کسی بھی طرح کی قانون سازی سوویت اقتدار کے بنیادی اصولوں کی صریحی تحریف ہے اور سوشلزم کی مکمل تردید ہے۔"[1]....

۱۹۱۸ء کے نصف اوائل کی تحریر

مجموعۂ تصانیف، ولادیمیر لینن
جلد ۴۲، صفحہ ۱۰۰ - ۱۰۱

---

(۱) یہاں مسودہ ختم ہو جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

روسی سوشلسٹ وفاقی سوویت جمہوریہ کے
آئین کے باب نمبر ۲ کی
دفعہ نمبر ۲۰ کا ابتدائی مسودہ

روسی سوشلسٹ وفاقی سوویت جمہوریہ تسلیم کرتی ہے کہ جمہوریہ کے علاقے میں پیداواری کاموں میں مصروف غیر ملکیوں کو شہری اور سیاسی حقوق کے سلسلے میں روسی شہریوں کی مکمل برابری حاصل ہوگی۔

جولائی ۱۹۱۸ء

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۴۲، صفحہ ۱۰۴

از:

"کُل روس غیر معمولی کمیشن [26] کے عملے کے لئے ہونے والے اجتماع اور تہذیبی پروگرام میں تقریر — ۷ نومبر ۱۹۱۸ء"

.... چیکا کی سرگرمیوں پر دوستوں اور دشمنوں دونوں ہی کی طرف سے اکثر و بیشتر ہونے والے حملوں کو سن کر قطعی تعجب نہیں ہوتا۔ ہم نے ایک مشکل کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ جب سے ہم نے ملک کی حکومت سنبھالی، قدرتی طور پر بہت سی غلطیاں کی ہیں اور یہ بھی قدرتی بات ہے کہ غیر معمولی کمیشن کی غلطیوں پر سب سے زیادہ نظر پڑتی ہے۔ تنگ نظر دانشور معاملے کی اصل نوعیت میں گئے بغیر ان غلطیوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ چیکا کی غلطیوں کے بارے میں اس شور و غل میں جو بات مجھے عجیب لگتی ہے وہ ہے سوال کو ایک وسیع پس منظر میں نہ دیکھنے کی کوشش۔ لوگ چیکا کی انفرادی غلطیاں پکڑ لیتے ہیں اور ان کے بارے میں شور مچاتے ہیں۔

مگر ہمارا یہ کہنا ہے کہ ہم غلطیوں سے سیکھتے ہیں۔ اس محکمے میں بھی دوسرے محکموں کی طرح ہمارا یہی کہنا ہے کہ ہم خود تنقیدی سے سیکھیں گے۔ یقیناً مسئلہ چیکا کے عملے کا نہیں ہے بلکہ اس کے عمل کا ہے جس کا تقاضا ہے کہ مستقل مزاجی کے ساتھ تیزی کے ساتھ اور سب سے زیادہ ایمان داری کے ساتھ کام کیا جائے۔ جب میں اس کی سرگرمیوں پر غور کرتا ہوں اور یہ دیکھتا ہوں کہ ان پر کس طرح حملہ کیا جا رہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ تنگ نظری اور بے کار باتیں ہیں۔ یہ بات مجھے ڈکٹیٹر شپ کے بارے میں کاؤتسکی کے اپدیش کی یاد دلاتی ہے جو بورژوا طبقے کی حمایت کے برابر ہے۔ یقیناً ہمیں تجربے نے بتا دیا ہے کہ بورژوا طبقے کی

املاک کی ضبطی ایک سخت گیر جدوجہد کی، ڈکٹیٹر شپ کی طالب ہے۔

مارکس نے کہا تھا کہ سرمایہ داری اور کمیونزم کے درمیان پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کا دور ہے۔ پرولتاریہ بورژوا طبقے پر جتنا دباؤ ڈالے گا ان کی مزاحمت اتنی ہی بھیانک ہوگی ہمیں معلوم ہے کہ ۱۸۴۸ء میں فرانس کے مزدوروں سے کتنا سخت انتقام لیا گیا۔ اور جب لوگ ہم پر سختی کا الزام لگاتے ہیں تو ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ وہ کس طرح مارکسزم کے مبادیات بھول گئے .... ڈکٹیٹر شپ کی ضرورت کی تکمیل کتنی ہی دشوار اور مشکل کیوں نہ ہو، لوگوں کے ذہن میں جڑ پکڑ چکی ہے۔ معاندانہ عناصر کا چیکا میں در آنا قطعی فطری ہے۔ خود تنقیدی کی مدد سے ہم انہیں باہر نکال پھینکیں گے۔ ہمارے لئے اہم چیز یہ ہے کہ چیکا پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کا براہ راست استعمال کر رہا ہے اور اس لحاظ سے اس کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ عوام کو آزاد کرانے کا استحصال کاروں کو سختی کے ساتھ کچلنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں۔ اور یہی چیکا بھی کر رہا ہے اور پرولتاریہ کے لئے یہی اس کی خدمت ہے۔

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۸۔ صفحات ۱۶۹ - ۱۷۰

ماسکو پارٹی کارکنوں کا جلسہ

۲۷ر نومبر ۱۹۱۸ء

از:

"پتی بورژوا ڈیموکریٹوں کی طرف پرولتاریہ کے رویّے کے بارے میں رپورٹ"

.... ہم مکمل کمیونزم کے بغیر طبقات کے باہمی امتیازات ختم نہیں کر سکتے۔ طبقات اس وقت تک موجود رہیں گے جب تک ہم استحصال کاروں سے، بڑے بورژوا طبقے اور زمینداروں سے نجات حاصل نہیں کر لیتے، جنھیں ہم سختی کے ساتھ کچل رہے ہیں۔ لیکن یہی بات درمیانے درجے اور چھوٹے کسانوں کے بارے میں نہیں کہی جاسکتی۔ بورژوا طبقے اور زمینداروں کو مستقل مزاجی کے ساتھ کچلتے ہوئے ہمیں ہر حال میں پتی بورژوا ڈیموکریٹوں کو ساتھ لانا چاہیئے۔ اور جب وہ کہتے ہیں کہ وہ غیر جانب دار اور ہمارے ساتھ اچھے پڑوسیوں کی طرح رہنا چاہتے ہیں تو ہمارا جواب یہ ہے "بس ہم یہی چاہتے ہیں، ہم نے کبھی یہ توقع نہیں کی کہ آپ کمیونسٹ بن جائیں گے۔"

ہم زمینداروں اور سرمایہ داروں کو سختی کے ساتھ کچلنے کے موقف پر قائم ہیں۔ یہاں ہم بے انتہا سخت ہیں اور کسی بھی طرح کی مصالحت یا سمجھوتے بازی پر راضی نہیں ہو سکتے لیکن ہمیں یہ بھی احساس ہے کہ کسی بھی فرمان کے ذریعے چھوٹے پیمانے کی پیداوار کو بڑے پیمانے کی پیداوار میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا اور یہ کہ ہمیں حالات کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے بتدریج سوشلزم کی ناگزیر نوعیت میں لوگوں کا یقین حاصل کرنا چاہیئے۔ یہ لوگ کبھی بھی پکے سوشلسٹ نہیں بن سکتے، ایمان دار قسم کے سوشلسٹ نہیں بن سکتے.... پتی بورژوا ڈیموکریٹوں

کی اس غیر جانب داری سے، اچھے پڑوسیوں جیسے اس رویہ سے ڈرنا نہیں چاہئے بلکہ
اس کا خیر مقدم کیا جانا چاہیے۔ اسی لئے اگر ہم اس معاملے کو ایک ایسے طبقے کے نمائندے
کے طور پر لیں جو ڈکٹیٹر شپ کا استعمال کر رہا ہے تو ہمیں یہ کہنا چاہئے کہ ہمیں پتی بورژوا ڈیموکریٹوں
سے کسی اور چیز کی کبھی کوئی توقع نہ تھی۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہمارے لئے یہ بہت کافی
ہے۔ آپ ہمارے ساتھ اچھے پڑوسیوں جیسے تعلقات برقرار رکھئے اور ہم ریاستی اقتدار
اپنے ہاتھوں میں رکھیں گے ..... ہم ریاستی اقتدار کو اپنے لئے اور صرف اپنے لئے
مخصوص سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کے سلسلے میں جو ہماری طرف غیر جانب داری کا رویہ اپنائیں
گے ہمارا اپنا رویہ ایک ایسے طبقے کا رویہ ہوگا جو سیاسی اقتدار کا حامل ہے اور جو اپنے
اسلحے کی تیز دھار زمینداروں اور سرمایہ داروں کے لئے مخصوص رکھتا ہے اور پتی بورژوا
ڈیموکریٹوں سے یہ کہتا ہے کہ اگر تم چیکوسلواکیہ والوں[۲۷] اور کراسنوف[۲۸] کا ساتھ دینا بہتر سمجھتے
ہو تو ٹھیک ہے، ہم تمھیں دکھا ہی چکے ہیں کہ ہم لڑ سکتے ہیں، اور ہم یقیناً یہ لڑائی جاری رکھیں گے
لیکن اگر تم بولشویک مثال سے سبق سیکھنا پسند کرو تو ہم تم سے ہاتھ ملانے کے لئے آگے بڑھ سکتے ہیں
یہ جانتے ہوئے کہ سمجھوتوں کے ایک پورے سلسلے کے بغیر جن کی ہم کوشش کریں گے، جائزہ لیں گے
اور موازنہ کریں گے، ہمارا ملک سوشلزم کی منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔

یہ وہ راستہ ہے جو ہم نے ابتدا سے ہی اختیار کیا ہے۔ مثلاً زمین کو سماجی ملکیت
بنانے والے قانون کی منظوری کے ذریعے اور بتدریج اسے ایسے وسائل میں تبدیل کرنے
کے ذریعے جنھوں نے ہمیں اس قابل بنایا کہ غریب کسانوں کو اپنے ساتھ متحد کر سکیں اور
کلاکوں کے خلاف انھیں صف آرا کر سکیں، صرف اسی صورت میں جب پرولتاری تحریک
دیہی علاقوں میں کامیاب ہوگی، ہم زمین کی اجتماعی مشترکہ ملکیت کی طرف اور سماجی ملکیت
کی حامل کاشتکاری کی طرف بڑھ سکیں گے۔ ایسا دیہی علاقوں میں ایک خالص پرولتاری
تحریک کی پشت پناہی کے ساتھ ہی ہو سکے گا اور اس سلسلے میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے
اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ صرف عملی تجربہ، صرف حقائق ہی ہمیں یہ بتا سکیں گے کہ

کام کس طرح کیا جائے۔

متوسط درجے کے کسانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنا ایک چیز ہے، پتی بورژوا عناصر کے ساتھ سمجھوتہ کرنا دوسری چیز اور کو آپریٹ کرنے والوں کے ساتھ اس سے بھی الگ چیز۔ ان انجمنوں کے ساتھ تعلقات کے سلسلے میں ہمارے منصب میں تھوڑی تبدیلی ہوگی جنھوں نے پتی بورژوا روایات اور عادتیں باقی رکھی ہیں۔ پتی بورژوا دانش وروں کے معاملے میں یہ منصب اور زیادہ بدل جائے گا۔ وہ ڈھلمل ہیں مگر ہمیں سوشلسٹ انقلاب کے لئے ان کی ضرورت بھی ہے۔ ہمیں احساس ہے کہ سوشلزم کی تعمیر صرف بڑے پیمانے کی سرمایہ داری کے کلچر کے عناصر ہی کی مدد سے ہو سکتی ہے اور دانشور بھی ایک ایسا ہی عنصر ہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ سختی کرنی پڑی، لیکن ایسا کرنے پر ہمیں کمیونزم نے مجبور نہیں کیا، یہ واقعات تھے جنھوں نے "ڈیموکریٹوں" اور ان تمام لوگوں کو ہم سے دور کر دیا جو بورژوا جمہوریت کے سحر میں گرفتار تھے۔ اب ہمیں موقع ملا ہے کہ دانش وروں سے سوشلزم کے لئے کام لے سکیں، ان دانش وروں سے جو سوشلسٹ نہیں ہیں جو کبھی بھی کمیونسٹ نہیں بن سکیں گے لیکن جنھیں معروضی حالات اور تعلقات آج ہمارے بارے میں ایک غیر جانبدارانہ اور اچھے پڑوسیوں جیسا رویّہ اپنانے پر مجبور کر رہے ہیں۔....

...ہمیں یہ کہنا ہے کہ ہم نے اقتدار کو اسی ایک طبقے کے لئے مخصوص رکھا ہے۔ پتی بورژوا ڈیموکریٹوں کے بارے میں ہمارا نعرہ سمجھوتے کا تھا لیکن ہمیں دہشت پسندی کا راستہ اپنانے پر مجبور کر دیا گیا۔ اگر آپ کو آپریٹو والے اور دانش ور حقیقتاً ہمارے ساتھ اچھے پڑوسیوں کی طرح رہنے پر تیار رہیں تو تھوڑا سا کام کیجئے اور وہ ذمہ داریاں انجام دیجئے جو ہم آپ کے سپرد کر رہے ہیں۔ اگر آپ نہیں کریں گے تو آپ کا شمار قانون توڑنے والوں اور ہمارے دشمنوں میں ہوگا اور ہم آپ سے لڑیں گے۔ لیکن اگر آپ اچھے پڑوسیوں جیسے تعلقات برقرار رکھیں اور سوچتے ہوئے کام انجام دیں، تو ہمارے لئے بہت کافی ہوگا۔ ہماری حمایت یقینی بن جائے گی۔ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ کمزور بھی ہیں اور ڈھلمل بھی، لیکن ہمیں

اس سے بھی انکار نہیں کہ ہمیں آپ کی ضرورت ہے کیوں کہ آپ لوگوں کا گروہ ہی پڑھا لکھا گروہ ہے۔

اگر ہمیں ایسے لوگوں کے ذریعے جو ہمیں سرمایہ داری کی دین ہیں، سوشلزم کی تعمیر نہ کرنی ہوتی تو صورت حال اتنی خراب نہ ہوتی لیکن سوشلسٹ تعمیرات کی مشکل ہی یہی ہے کہ ہمیں ان لوگوں کے ذریعے سوشلزم کی تعمیر کرنی ہے جنھیں سرمایہ داری پوری طرح بگاڑ چکی ہے۔ عبور کی ساری مشکل یہی ہے کہ اس کا واسطہ ڈکٹیٹر شپ سے ہے جسے صرف ایک طبقہ استعمال کر سکتا ہے اور وہ ہے پرولتاریہ اور اسی لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ پرولتاریہ رہنمائی کرے گا کیوں کہ وہ ایک ایسی محارب طاقت کے طور پر تربیت پا چکا ہے اور اس طاقت میں ڈھل چکا ہے جو بورژوازی کو چکنا چور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ بورژوازی اور پرولتاریہ کے درمیان لاتعداد عبوری نوعیت کے گروہ ہیں اور ان کے بارے میں ہماری پالیسی کو اب ان لائنوں پر ہونا چاہیے جن کا تعین ہمارے نظریے میں کیا جا چکا ہے اور جنھیں عملی روپ دینے کی پوزیشن میں ہم آ چکے ہیں۔ ہمیں متعدد مسائل حل کرنے پڑیں گے اور متعدد سمجھوتے کرنے اور ٹکنکی فریضے تفویض کرنے ہوں گے اور ہمیں با اقتدار طبقے کے طور پر لازمی طور پر اس کی انجام دہی کا فن سیکھنا چاہیے۔ ہمیں بہر حال جاننا چاہیے کہ متوسط درجہ کے کسان کو کس طرح ایک فریضہ، اشیار کے تبادلے میں اور کلاکوں کو بے نقاب کرنے میں مددگار رہنے کا فریضہ سونپا جائے، اور کوآپریٹ کرنے والوں کو دوسرا، وہ بڑے پیمانے پر اشیار کی تقسیم کی مشین کے مالک ہیں اور ہمیں بہر حال یہ مشین حاصل کرنی ہے۔ پھر دانش وروں کو قطعی مختلف کام سونپا جاتا ہے۔ وہ تخریب پسندی کا سلسلہ جاری نہیں رکھ سکتے اور اب ان کے یہاں ہمارے بارے میں اچھے پڑوسیوں جیسا رویّہ نظر آ رہا ہے۔ ہمیں ہر حال میں ان دانش وروں سے کام لینا چاہیے۔ انھیں ٹھوس فریضے سونپنے چاہئیں اور اُن پر نظر رکھنی چاہیے، ان کے کام کا معائنہ کرتے رہنا چاہیے ہمیں ان کی طرف وہی رویّہ اپنانا چاہیے جیسا کہ مارکس نے پیرس کمیون کے تحت کام کرنے

والے دفتری کارکنوں کے بارے میں کہا تھا" ہر مالک جانتا ہے کہ اپنے کاروبار کے لئے کارکنوں اور حساب کتاب کرنے والوں کو کس طرح چنا جائے، اور اگر ایک بار وہ غلطی کریں تو اسے کس طرح دور کیا جائے۔ اگر وہ کام کے لئے نا اہل ثابت ہوتے ہیں تو وہ انھیں برطرف کر کے دوسرے لائق کارکن اور اکاؤنٹنٹ بھرتی کر لیتا ہے۔"

ہم ان عناصر کی مدد سے اپنی ریاست بنا رہے ہیں جو ہمیں سرمایہ داری کی دین ہیں۔ اگر ہم سرمایہ داری کی میراث، دانشوروں سے کام نہ لیں تو ہم اسے بنا نہیں سکیں گے۔ اب ہم اس قابل ہیں کہ پتی بورژوا کو اچھا پڑوسی سمجھ سکیں جو پوری طرح ریاست کے کنٹرول میں ہیں۔ طبقاتی شعور رکھنے والے پرولتاریہ کا کام اب یہ سمجھنا ہے کہ اس کے غلبے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سارا کام وہ خود ہی انجام دے۔ جو بھی ایسا نہیں سمجھتا اس میں سوشلسٹ تعمیر کا معمولی سا بھی رجحان نہیں اور اس نے انقلاب اور ڈکٹیٹر شپ کے ایک سال کے تجربے سے کچھ بھی نہیں سیکھا ہے.....

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف

جلد ۲۸، صفحات ۲۱۲ - ۲۱۵

ایک کتاب سے:

"پرولتاری انقلاب اور غدّار کاؤتسکی"

بورژوازی اور پرولتاری جمہوریت

.... پرولتاری جمہوریت نے کہ سوویت حکومت اس کی ہی ایک شکل ہے، جمہوریت کو ایک ایسے پیمانے پر ترقی اور توسیع دی ہے، جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی اور ایسا آبادی کی وسیع اکثریت کے لئے، استحصال کا شکار ہونے والے اور محنت کش عوام کے لئے کیا گیا ہے۔ جمہوریت کے بارے میں ایک پورا کتابچہ تیار کرنا جیسا کہ کاؤتسکی نے کیا ہے، جس میں دو صفحے ڈکٹیٹرشپ کے لئے وقف ہیں اور درجنوں "خالص جمہوریت کے لئے" اور اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہنا، موضوع کو لبرل انداز میں قطعی مسخ کر دینے کا مترادف ہے۔

خارجہ پالیسی کو لیجئے۔ کوئی بھی بورژوا ریاست، حد یہ ہے کہ انتہائی جمہوریت پسند ریاست بھی ایسی نہیں ہے جس کی خارجہ پالیسی کھلی ہوئی ہو۔ ہر جگہ عوام کو دھوکہ دیا جاتا ہے اور جمہوریت پسند فرانس، سوئٹزرلینڈ، امریکہ اور برطانیہ میں دوسرے ملکوں کے مقابلے میں یہ کام کہیں زیادہ پُراسرار انداز میں کیا جاتا ہے۔ سوویت حکومت نے ایک انقلابی انداز میں خارجہ پالیسی پر سے اسراریت کا یہ پردہ اتار دیا ہے۔ کاؤتسکی کی نظر اس پر نہیں پڑی، وہ اس کے بارے میں خموشی اختیار کئے ہوئے ہے حالانکہ قزاقانہ جنگوں اور "دائرۂ اثر کی تقسیم" کے لئے (یعنی سرمایہ دار لیٹروں کے درمیان دنیا کی تقسیم کے لئے) کئے جانے

والے خفیہ سمجھوتوں کے دور میں یہ بات بنیادی اہمیت رکھتی ہے کیوں کہ اسی پر امن کے سوال کا، دسیوں لاکھ انسانوں کی موت اور زندگی کا انحصار ہے۔

ریاست کے ڈھانچے کو لیجئے۔ کاؤتسکی ہر قسم کی "واہیات" باتوں کو تولے لیتا ہے، یہاں تک کہ یہ دلیل بھی دینے لگتا ہے کہ سوویت آئین کے تحت چناؤ "بالواسطہ" ہوتے ہیں، مگر اصل بات نظر انداز کر دیتا ہے۔ وہ ریاستی آلے کی، ریاستی مشین کی طبقاتی نوعیت سمجھنے سے قاصر ہے۔ بورژوا جمہوریت میں سرمایہ دار ہزار ہا ہتھکنڈوں کے ذریعے، اور "خالص" جمہوریت جتنی ترقی یافتہ ہو یہ ہتھکنڈے اتنے ہی فن کارانہ اور مؤثر ہوتے ہیں، عوام کو انتظامیہ کے کاموں سے، تحریر کی آزادی اور اجتماع کی آزادی وغیرہ سے دور بھگا دیتے ہیں۔ سوویت حکومت دنیا کی وہ پہلی حکومت ہے (یا یوں کہا جائے کہ دوسری حکومت ہے کیوں کہ پیرس کمیون نے اسی کام کا آغاز کیا تھا) جس نے عوام کی بالخصوص استحصال کا شکار ہونے والے عوام کی مدد انتظامیہ کے کاموں میں حاصل کی ہے۔ ہزار ہا رکاوٹوں کے ذریعہ محنت کش عوام کو بورژوا پارلیمنٹوں میں حصہ لینے سے روک دیا جاتا ہے۔ (وہ بورژوا جمہوریت میں کبھی بھی اہم مسائل کا تصفیہ نہیں کرتے جن کا تصفیہ سٹہ بازار اور بینک کیا کرتے ہیں) اور مزدور جانتے ہیں، محسوس کرتے ہیں، دیکھتے ہیں اور اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ بورژوا پارلیمنٹیں ان کے لئے اجنبی ادارے ہیں، بورژوازی کے ہاتھوں مزدوروں پر جبر و استحصال کا آلۂ کار ہیں، ایک دشمن طبقے کا، استحصال کرنے والی اقلیت کے ادارے ہیں۔

سوویتیں خود محنت کش اور استحصال کا شکار ہونے والے عوام کی براہ راست تنظیم ہیں جو انھیں ہر امکانی طریقے سے اپنی ریاست کو منظم کرنے اور اس کا کام چلانے میں مدد دیتی ہے.... پرانی بورژوا مشین یعنی نوکر شاہی، دولت، بورژوا تعلیم، سماجی مراتب وغیرہ جیسے امتیازی حقوق (یہ حقیقی امتیازی حقوق اتنے ہی گوناگوں ہوتے ہیں، بورژوا جمہوریت جتنی زیادہ ترقی یافتہ ہوتی ہے)، تنظیم کی سوویت شکل میں ختم

ہو جاتے ہیں۔

پرولتاری جمہوریت کسی بھی بورژوا جمہوریت کے مقابلے میں لاکھوں گنا زیادہ جمہوری ہے۔ سوویت اقتدار کسی بھی جمہوری بورژواری پبلک کے مقابلے میں لاکھوں گنا زیادہ جمہوریت پسند ہے....

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۸، صفحہ ۳۴۶ - ۳۴۸

از :

"ایک کسان کے سوال کا جواب" [29]

.... سوویت حکومت کا ایک بھی فرمان (قانون) یا فیصلہ ایسا نہیں ہے جس میں کسانوں کے تین خاص گروہوں کے درمیان فرق نہ کیا گیا ہو۔ پہلا گروہ غریب کسانوں (جنھیں معاشی سائنس میں عام طور پر پرولتاری یا نیم پرولتاری کہا جاتا ہے) کا ہے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جب اقتدار کی باگ ڈور زمینداروں اور سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں تھی تو ان کے جُوئے کا سارا بوجھ غریب کسانوں پر تھا۔ دنیا کے سبھی ملکوں میں مزدور اور ان کا ساتھ دینے والے دیہی غریب سچّی سوشلسٹ تحریک کی مضبوط ترین بنیاد ہیں، دوسرا گروہ کلاکوں کا ہے۔ یعنی ان امیر کسانوں کا جو دوسروں کی محنت کا استحصال کرتے ہیں، انھیں کام کے لئے اجرت پر رکھ کر یا سود پر پیسے دے کر یا اس طرح کے دوسرے حربوں کے ذریعے۔ یہ گروہ زمینداروں اور سرمایہ داروں کی حمایت کرتا ہے جو سوویت اقتدار کے دشمن ہیں۔ تیسرا گروہ متوسط درجے کے کسانوں کا گروہ ہے۔ یہ سوویت اقتدار کے دشمن نہیں ہیں۔ وہ اس کے دوست بن سکتے ہیں، ہم اس کے لئے کام کر رہے ہیں اور اس میں کامیابی حاصل کریں گے۔ سوشلزم کے سبھی استادوں نے ہمیشہ یہ تسلیم کیا ہے کہ سوشلزم کی تعمیر کے لئے مزدوروں کو زمینداروں اور سرمایہ داروں کا تختہ الٹنا ہوگا لیکن متوسط درجے کے کسانوں کے ساتھ سمجھوتہ ممکن بھی ہے اور ضروری بھی۔

زمینداروں اور سرمایہ داروں کے دور اقتدار میں صرف چند متوسط درجے کے کسان غالباً سو میں سے ایک کسان کو مستقل خوش حالی حاصل ہو پاتی تھی اور وہ بھی غریب کسانوں کے بل پر اور کلاک بن کر جب کہ متوسط درجے کے کسانوں کی اکثریت کو ناگزیر طور پر غربت اور امیروں کے برُے سلوک کا شکار ہونا پڑتا تھا ....

سوشلزم کے تحت سارے مزدور اور متوسط درجے کا ایک ایک کسان کسی دوسرے کی محنت کو لوٹے بغیر بھرپور اور پائیدار خوش حالی حاصل کر سکتا ہے۔ کسی بولشویک نے، کسی کمیونسٹ نے، کسی سمجھ دار سوشلسٹ نے متوسط درجے کے کسانوں پر تشدّد کی بات کبھی نہیں سوچی۔ سبھی سوشلسٹوں نے ہمیشہ ان کے ساتھ سمجھوتے کی بات کی ہے اور بتدریج نیز رضاکارانہ طور پر ان کے سوشلزم میں عبور کی بات کی ہے۔

ہمارا ملک سرمایہ داروں کی مجرمانہ ۴ سالہ جنگ کے ہاتھوں دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ تباہ ہوا ہے۔ ہر طرف کھنڈر ہیں، اتھل پتھل ہے، بیچنے کے لئے سامان نہیں ہیں، شہروں اور غیر زرعی صوبوں میں ایک زبردست اور دہلا دینے والے قحط کا دَور دورہ ہے۔ ہمیں اتھل پتھل پر قابو پانے کے لئے قحط پر، اور زمینداروں اور سرمایہ داروں کی ان فوجوں پر قابو پانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی ہے جو زار اور امیروں یعنی استحصال کرنے والوں کا اقتدار دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ جنوب میں، ڈان کے علاقے اور یوکرین میں سفید گاردوں کو شکست دے دی گئی ہے اور ایندھن (کوئلہ) اور اناج کے راستے کھل رہے ہیں۔ پس چند آخری اقدامات کے بعد ہمیں قحط سے نجات مل جائے گی۔ لیکن جنگ کے ہاتھوں زبردست تباہی ہوئی ہے اور سارے محنت کش عوام کی طویل اور بے غرض محنت کے ذریعہ ہی ہمارا ملک مستحکم خوش حالی کی شاہراہ پر کھڑا ہو سکے گا۔

متوسط درجے کے کسانوں کی طرف سے جو شکایتیں کی جا رہی ہیں، ان میں دو طرح کی شکایتیں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مقامی افسروں کے ضرورت سے زیادہ "حاکمانہ" غیر جمہوری اور کبھی کبھی قطعی شرمناک برتاؤ کی شکائتیں موصول ہوئی ہیں، خاص طور پر دیہی علاقوں سے۔ یقیناً دیہی علاقوں میں مقامی افسروں کے کام کی مناسب دیکھ بھال اور ان پر کنٹرول رکھنا زیادہ مشکل ہے اور گندے عناصر نیز بے ایمان لوگ کبھی کبھی کمیونسٹوں کی صفوں میں در آتے ہیں جو لوگ سوویت اقتدار کے قوانین کے برخلاف کسانوں کے ساتھ غیر منصفانہ برتاؤ کرتے ہیں ان سے سختی کے ساتھ نپٹنا چاہئے، انھیں فوری طور پر برطرف کیا جانا

چاہیئے اور سخت سزائیں دی جانی چاہئیں۔ ایمان دار مزدوروں اور کسانوں کی ساری کوششوں کا رُخ روس کو زمینداروں اور سرمایہ داروں کے نظام کی ان "باقیات" سے پاک کرنے کی طرف موڑا جا رہا ہے جو "حاکموں" کی طرح برتاؤ کرتے ہیں جب کہ ہماری مزدوروں اور کسانوں کی جمہوریہ کے قانون کے مطابق انہیں سوویتوں کے انتخاب کردہ اشخاص کی طرح برتاؤ کرنا چاہیئے اور قانون کی ایمان دارانہ اور سختی کے ساتھ پیروی کی مثال قائم کرنی چاہیئے۔...

دوسری طرح کی شکایتیں اناج کی وصولیابی اور اناج کی آزادانہ تجارت پر سختی کے ساتھ پابندی کے بارے میں کی جاتی ہیں۔ ہماری حکومت من مانے اقدامات اور قانون کی خلاف ورزی کے خلاف جم کر لڑ رہی ہے۔ کیا ہم اناج کی آزادانہ تجارت کی اجازت دے سکتے ہیں؟ ہمارے تباہ حال ملک میں اناج ناکافی ہے یا پھر اتنا ہے کہ بس کام چل جائے۔ اس کے علاوہ جنگ کے ہاتھوں ریلوے اس طرح تباہ ہوئی ہے کہ فراہمی کی صورت حال بہت خراب ہے۔

جب اناج ناکافی ہے تو اس کی آزادانہ تجارت کے معنی ہوں گے زبردست منافع خوری اور اس حد تک مہنگائی کہ ایک پُود اناج سیکڑوں روبل میں بکے کیونکہ بھوکا آدمی روٹی کے ایک ٹکڑے کے لئے سب کچھ دے سکتا ہے۔ کسی بھوکے ملک میں اناج کی آزادانہ تجارت کے معنی ہیں کلاکوں کی بے شرم امیر کسانوں کی مجنونانہ منافع خوری جو عوام کی ضرورت اور بھوک سے فائدہ اٹھا کر اپنی تجوریاں بھرتے ہیں۔ کسی بھوکے ملک میں اناج کی آزاد تجارت کے معنی ہیں غریب پر امیر کی فتح کیونکہ امیر مجنونانہ حد تک بڑھی ہوئی قیمت پر بھی اناج خریدے گا اور غریب کے پاس کچھ بھی نہ رہے گا۔ اناج کی آزاد تجارت امیروں کو منافع کمانے کی اور غریبوں کو مر جانے کی آزادی دینے کے برابر ہے۔ اناج کی آزادانہ تجارت کے معنی ہیں سرمایہ داروں کے غلبے اور بے لگام اقتدار کی طرف واپسی۔ نہیں، نہ ہم واپس جانا چاہتے ہیں اور نہ ہی سرمایہ داروں کی حکومت کی بحالی

کی طرف، سرمائے کی حکومت اور منافع خوروں کی آزادی کی طرف واپس جائیں گے۔
ہم سوشلزم کی طرف، سارے محنت کشوں میں اناج کی مناسب تقسیم کی طرف بڑھنا چاہتے
ہیں۔ سارا فالتو اناج مناسب دام پر سودیت ریاست کے حوالے کیا جانا چاہیئے اور
ریاست کو چاہیئے کہ وہ مساوی طور پر اسے محنت کشوں میں تقسیم کر دے۔ یہ سب کچھ اچانک
نہیں ہو سکتا اور ایسا مناسب سوشلسٹ نظام قائم کرنا اتنا آسان بھی نہیں۔ پرانی
سرمایہ دارانہ آزادی کو، تجارت کی آزادی، منافع خوری کی آزادی، جنگ کی آزادی،
لوٹ کی آزادی کو، اس آزادی کو جس نے دنیا کو خون میں ڈبو دیا ہے، جڑ سے اکھاڑنے
کے لئے مزدوروں اور کسانوں کی صفوں میں سخت رفیقانہ نظم و ضبط اور زبردست کوشش و
محنت درکار ہے۔

لیکن اب اس مشکل کام کا بیڑا لاکھوں لاکھ مزدوروں اور کسانوں نے اٹھایا ہے،
ہر ایمان دار کسان اور مزدور نے سوشلزم کی اہمیت سمجھ لی ہے اور اس کے لئے جم کر
لڑ رہا ہے.....

این۔ لینن

۱۴ فروری ۱۹۱۹ء

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۳۶۔ صفحہ ۵۰۰۔ ۵۰۳

کمیونسٹ انٹرنیشنل[27] کی پہلی کانگریس
۲ر تا ۶ر مارچ ۱۹۱۹ء

از :

"بورژوا ڈیموکریسی اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے بارے میں تھیسز اور رپورٹ

۴ر مارچ"

۱۴..... سوویت حکومت کا اصلی جوہر یہ ہے کہ سوویت اقتدار اور ریاست کی ساری مشینری کی واحد بنیاد ہے۔ ان طبقوں کی عوامی پیمانے پر تنظیم جو سرمایہ داری کے استبداد کا شکار تھے یعنی مزدور اور نیم پرولتاری دکسان جو دوسروں کی محنت کا استحصال نہیں کرتے اور خود اپنی قوت محنت کا کم سے کم ایک حصہ برابر بیچتے رہتے ہیں) ریاست کے جمہوری بندوبست میں اب ان لوگوں کو مسلسل، متواتر اور یہی نہیں فیصلہ کن حصہ دیا جا رہا ہے جو انتہائی جمہوریت پسند بورژوا ری پبلک میں بھی قانون کے مطابق مساوی حقوق کے مالک ہونے کے باوجود ہزارہا ہتھکنڈوں اور پوشیدہ طریقوں کے ذریعے سیاسی زندگی میں حصہ لینے سے اور جمہوری حقوق و اختیارات کا استعمال کرنے سے باز رکھے گئے تھے۔

۱۵ر جنس، مذہب، نسل یا قومیت کے کسی بھی امتیاز کے بغیر شہریوں کی مساوات کو جس کا ہر جگہ بورژوا جمہوریت ہمیشہ وعدہ کرتی رہی ہے لیکن کبھی عمل میں نہ لا سکی اور نہ لا سکتی تھی کیونکہ سرمائے کا غلبہ تھا، سوویت نظام یا پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے

ذریعے فوری اور بھرپور طور پر عملی روپ دیا جا رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایسا صرف مزدوروں کی حکومت ہی کر سکتی ہے۔ جنھیں نہ تو وسائل پیداوار کے نجی ملکیت میں رکھنے سے دلچسپی ہے اور نہ ہی ان کی تقسیم اور مزید تقسیم کے لئے لڑنے سے....

۱۶۔ پرانی یعنی بورژوا جمہوریت اور پارلیمانی نظام کی تنظیم کچھ اس طرح کی گئی تھی کہ یہ محنت کش عوام کی جمعیت تھی جسے حکومت کی مشین سے سب سے زیادہ دور رکھا گیا تھا۔ دوسری طرف سوویت اقتدار کی، یعنی پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی تنظیم اس طرح کی گئی ہے تاکہ محنت کش عوام کو حکومت کی مشین سے قریب لائے....

۱۷۔ فوج شہنشاہیت ہی میں استبداد کی مشین نہیں رہی۔ یہ ساری بورژوا ریپبلکوں میں انتہائی جمہوریت پسندری پبلکوں میں بھی اسی طرح کی مشین ہے۔ سوویتوں میں ہی جو سرمایہ داری کے ہاتھوں استبداد کا شکار ہونے والے طبقات کی حکمرانی کا مستقل ادارہ ہیں، یہ سکت ہے کہ بورژوا کمان داروں کے حکم کی پابندی سے فوج کو نجات دلا سکیں اور پرولتاریہ کو فوج کے ساتھ حقیقتاً جوڑ سکیں۔ سوویتیں ہی پرولتاریہ کو مؤثر ڈھنگ سے مسلح کر سکتی ہیں اور بورژوا طبقے سے ہتھیار چھین سکتی ہیں۔ جب تک یہ نہیں کیا جاتا، سوشلزم کی فتح ناممکن ہے۔

۱۸۔ ریاست کی سوویت تنظیم سرمایہ داری کے ہاتھوں انتہائی مرکوز اور روشن خیال بن جانے والے طبقے کے طور پر، پرولتاریہ کے رہنمایانہ رول کے لئے موزوں ہے۔ سارے انقلابوں اور استبداد کا شکار ہونے والے طبقوں کی ساری تحریکوں کا تجربہ، عالمی سوشلسٹ تحریک کا تجربہ ہمیں بتاتا ہے کہ محنت کش اور استحصال کا شکار ہونے والی آبادی کے بکھرے ہوئے اور پس ماندہ حلقوں کو متحد کرنے کی پوزیشن میں صرف پرولتاریہ ہے۔

۱۹۔ یہ صرف ریاست کی سوویت تنظیم ہی ہے جو پرانی یعنی بورژوا نوکر شاہی اور عدالتی مشین کو فوری طور پر توڑ سکتی ہے اور مجموعی طور پر تباہ کر سکتی ہے جو سرمایہ داری کے تحت انتہائی جمہوری ری پبلکوں میں بھی برقرار رکھی گئی ہے اور لازمی طور پر برقرار رکھی جاتی

تھی اور جو حقیقت میں مزدوروں اور عام طور سے محنت کشوں کے لیۓ جمہوریت کے عملی استعمال میں سب سے بڑی رکاوٹ بنی رہی ہے .....

۲۰ ۔ ریاستی اقتدار کی تباہی وہ مقصد ہے جس کا تعین سبھی سوشلسٹوں نے خاص طور سے مارکس نے کیا تھا۔ حقیقی جمہوریت یعنی آزادی اور مساوات کو اس وقت تک حاصل نہیں کیا جا سکتا جب تک یہ مقصد پورا نہیں ہو لیتا، لیکن اس کا عملی حصول صرف سوویت یا پرولتاری جمہوریت کے ذریعے ہی ممکن ہے کیونکہ ریاست کے نظم و نسق میں محنت کش عوام کی عوامی تنظیموں کو مسلسل اور متواتر شریک کر کے یہ فوری طور پر ہر طرح کی ریاست کے مکمل مٹ جانے کی تیاری شروع کر دیتی ہے .....

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف

جلد ۲۸، صفحات ۴۶۵ ۔ ۴۶۷

روسی کمیونسٹ پارٹی (بولشویک)
کی ۸ ویں کانگریس

۱۸ - ۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء

از:

"مرکزی کمیٹی کی رپورٹ

۱۸ مارچ"

.... ایک سُرخ فوج کی تشکیل و تنظیم ایک قطعی نیا مسئلہ تھی جس پر اس سے پہلے نظری لحاظ سے کبھی غور نہیں کیا گیا تھا۔....

.... جب ہم نے بریست صلحنامے[۳۱] پر بات چیت کی، جب جنوری ۱۹۱۸ء کے اوائل میں امن کا مسئلہ سامنے آیا تو اس وقت تک ہمیں معلوم نہیں تھا کہ کب اور کن دوسرے ملکوں میں فوجیں منتشر ہونے لگیں گی۔ ہم نے تجربہ بہ تجربہ قدم آگے بڑھایا۔ ہم نے رضاکار فوج کی تشکیل کا ارادہ کیا، راستہ تلاش کرتے ہوئے، متعلقہ صورت حال میں اس مسئلے کا حل نکالنے کے لئے تجربے کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ مسئلے کی نوعیت بالکل واضح تھی۔ جب تک ہم اسلحوں کے بل پر سوشلسٹ جمہوریہ کا تحفظ نہ کر سکیں، اس وقت تک ہمارا زندہ رہنا ممکن نہ تھا۔ حکمراں طبقہ محکوم طبقے کو اقتدار کبھی نہیں سونپ دیتا اور مؤخر الذکر کو یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف استحصال کاروں کا تختہ الٹنے کی صلاحیت رکھتا ہے بلکہ اپنا دفاع بھی کر سکتا ہے۔....

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۹، صفحات ۱۵۲-۱۵۳

از :

"پارٹی پروگرام کے بارے میں رپورٹ

۱۹ مارچ"

.... بہترین بورژواری پبلکوں میں بھی چاہے وہ کتنی ہی جمہوری کیوں نہ ہوں ہزارہا ایسی قانونی رکاوٹیں ہیں جن کی وجہ سے محنت کش عوام حکومت کے کام میں شریک نہیں ہو سکتے۔ ہم نے جو کچھ کیا ہے، وہ یہ ہے کہ ان رکاوٹوں کو دور کر دیا ہے مگر ہم ابھی تک اس منزل پر نہیں پہونچ سکے ہیں کہ محنت کش عوام حکومت میں حصہ لے سکیں۔ قانون کے علاوہ آج بھی کلچر کی سطح کا مسئلہ حائل ہے جس پر آپ کسی بھی قانون کا نفاذ نہیں کر سکتے۔ کلچر کی اس ادنیٰ سطح کا نتیجہ یہ ہے کہ سوویتیں جو اپنے پروگرام کے لحاظ سے محنت کش عوام کی حکومت کا ادارہ ہیں، واقعتاً ایک ایسی حکومت کا ادارہ بنی ہوئی ہیں جو مجموعی طور پر محنت کش عوام کی نہیں بلکہ محنت کش عوام کے لئے پرولتاریہ کے ایک آگے بڑھے ہوئے حصے کی حکومت ہے۔

یہاں ہمارے سامنے ایک ایسا مسئلہ ہے جو طویل تعلیم کے بغیر حل نہیں کیا جا سکتا۔ فی الحال یہ فریضہ ہمارے لئے بے انتہا مشکل ہے کیونکہ جیسا کہ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ مزدوروں کا جو حلقہ حکومت کا کام چلا رہا ہے وہ بے انتہا اور ناقابل یقین حد تک چھوٹا ہے۔ ہمیں ہر حال میں مدد حاصل کرنی ہے۔ اندازے کے مطابق ملک میں ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جنھیں ساتھ لیا جا سکتا ہے۔ اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کیا جا سکتا کہ علم کی زبردست پیاس موجود ہے اور تعلیم کے میدان میں بے پناہ ترقی کی گئی ہے جو زیادہ تر اسکولوں سے باہر حاصل ہوتی ہے اور محنت کش عوام کو تعلیم دینے میں بھی بے پناہ کامیابی

ملی ہے۔ اس ترقی کو اسکول کے کسی دائرے کے اندر محدود نہیں کیا جا سکتا، مگر یہ بے پناہ۔ اس بات کے سارے شواہد موجود ہیں کہ مستقبل قریب میں ہمارے پاس باصلاحیت لوگوں کا ایک وسیع محفوظ دستہ ہوگا جو پرولتاریوں کے اس چھوٹے سے حلقے کے نمائندوں کی جگہ سنبھال لے گا جو معمول سے زیادہ کام کرکے تھک چکے ہیں لیکن بہرحال اس سلسلے میں ہماری موجودہ صورت حال بے حد مشکل ہے۔ نوکرشاہی کو شکست دی جا چکی ہے، استحصال کاروں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ لیکن کلچر کی سطح بلند نہیں کی جا سکی ہے اور اس لئے نوکرشاہی اپنی پرانی پوزیشن پر موجود ہے۔ انھیں اسی وقت پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے جب پرولتاریہ اور کسانوں کو آج کی صورت حال کے مقابلے میں کہیں زیادہ وسیع پیمانے پر منظم کیا جائے اور یہ صرف اسی وقت کیا جا سکتا ہے جب حکومت میں مزدوروں کو شریک کرنے کے لئے حقیقی اقدامات کئے جائیں.....

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۹، صفحات ۱۸۳-۱۸۴

از :

"دیہی علاقوں میں کام سے متعلق رپورٹ

۲۳ مارچ"

.... بورژوازی اور متوسط درجے کے کسانوں کی طرف ہمارے رویّے میں بنیادی فرق ہے، بورژوازی کی املاک کی مکمل طور پر ضبطی اور متوسط درجے کے کسانوں کے ساتھ جو دوسروں کا استحصال نہیں کرتے اشتراک۔ ہر شخص نظری طور پر اس بنیادی لائن سے اتفاق رکھتا ہے۔ لیکن عملاً اس لائن پر مستقل عمل نہیں ہو پاتا، مقامی طور پر لوگوں نے اس پر عمل کرنا نہیں سیکھا ہے۔ بورژوازی کا تختہ الٹنے اور اپنا اقتدار مضبوط بنانے کے بعد جب پرولتاریہ نے مختلف زاویوں سے ایک نئے سماج کی تشکیل کا کام شروع کیا تو متوسط درجے کے کسانوں کا مسئلہ ابھر کر سامنے آیا۔ دنیا میں ایک بھی سوشلسٹ ایسا نہیں ہے جس نے اس بات سے انکار کیا ہو کہ کمیونزم کی تعمیر ان ملکوں میں مختلف رُوپ لے گی جہاں بڑے پیمانے کی زراعت کا دور دورہ ہے اور ان ملکوں میں مختلف ہو گی جہاں چھوٹے پیمانے کی زراعت کا غلبہ ہے۔ یہ ایک بنیادی سچائی ہے، نقطۂ آغاز ہے۔ اور اسی سچائی سے یہ بات نکلتی ہے کہ جب ہم کمیونسٹ تعمیر کا سوال لیں تو ہماری خاص توجہ کا مرکز خاصی حد تک ٹھیک متوسط درجے کے کسانوں کو بننا چاہیئے....

.... ہمیں بورژوازی کو کچلنے کے مقصد کی طرف سے اپنی توجہ ہٹا کر متوسط درجے کے کسانوں کی زندگی کی تنظیم کے سوال پر مرکوز کر دینی چاہیئے۔ ان کے ساتھ ہمیں پُر امن طور پر رہنا چاہیئے۔ ایک کمیونسٹ سماج میں متوسط کسان اسی وقت ہمارے ساتھ ہو گا جب ہم اس کی معاشی صورت حال بہتر کر سکیں اور سدھار سکیں۔ اگر ہم کل اعلیٰ درجے کے ایک لاکھ

ٹریکٹر سپلائی کر سکیں، انھیں ایندھن فراہم کر سکیں، انھیں ڈرائیور مہیا کر سکیں، اور آپ جانتے ہی ہیں کہ یہ سب کچھ فی الحال فنطیسی ہے، تو متوسط کسان کہے گا "میں کمیونیا (یعنی کمیونزم) کے حق میں ہوں"، لیکن یہ سب کچھ کرنے کے لئے ہمیں سب سے پہلے بین الاقوامی بورژوازی کو شکست دینا ہے، ہمیں انھیں ہر حال میں اس بات کے لئے مجبور کرنا ہے کہ وہ ہمیں یہ ٹریکٹر دیں یا پھر قوت پیداوار کو اتنی ترقی دینی ہے کہ ہم خود انھیں فراہم کرنے کے قابل بن جائیں اس سوال کو سامنے لانے کا واحد صحیح طریقہ یہی ہے۔

کسان کو شہروں کی صنعت درکار رہے، اس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا اور یہ بات ہمارے بس میں ہے۔ اگر ہم مناسب ڈھنگ سے یہ فریضہ اپنائیں تو کسان ان چیزوں کی فراہمی کے لئے، ان اوزاروں کی فراہمی کے لئے اور شہروں سے اس کلچر کو اُن کی دسترس میں لانے کے لئے ہمارا مشکور ہوگا۔ یہ چیزیں انھیں فراہم کرنے والے نہ استحصال کار نہ زمیندار، بلکہ ساتھی مزدور ہوں گے جن کی وہ بے حد قدر کرتے ہیں لیکن عملی اقدام کے لحاظ سے قدر کرتے ہیں، اس واقعی امداد کے لئے جو اُن سے انھیں ملتی ہے مگر ساتھ ہی ساتھ تسلّط کے سبھی مظاہر کی اور اوپر سے ملنے والے "احکامات" کی تردید کرتے ہیں اور قطعی صحیح طور پر تردید کرتے ہیں۔

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۹ صفحات ۲۰۵۔ ۲۰۶ اور ۲۱۴

ایک مضمون سے:

"شاندار آغاز"

اخبارات میں سُرخ فوج کی جانبازی کے متعدد واقعات شائع ہوئے ہیں۔ زمینداروں اور سرمایہ داروں کی قوتوں..... کے خلاف لڑتے ہوئے.... مزدور اور کسان سوشلسٹ انقلاب کی برکتوں کے تحفظ کے سلسلہ میں اکثر وبیشتر بہادری اور صبر و استقلال کے معجزے سامنے لا رہے ہیں۔ چھاپہ ماروں کے سے جذبے، تھکان اور بے نظمی پر قابو پایا جا رہا ہے۔ یہ ایک مدھم اور مشکل سلسلۂ عمل ہے لیکن سب کچھ کے باوجود یہ آگے بڑھ رہا ہے۔ سوشلزم کی فتح کے لئے رضاکارانہ قربانیاں دینے والے محنت کشوں کی جانبازی سُرخ فوج میں نئے اور رفیقانہ نظم وضبط کی بنیاد ہے، وہ بنیاد جس پر یہ فوج دوبارہ زندگی حاصل کر رہی ہے، مضبوط بن رہی ہے اور ترقی کر رہی ہے۔

عقب میں رہنے والے مزدوروں کی بہادری بھی توجہ کی کچھ کم مستحق نہیں اس سلسلے میں کمیونسٹ سبوتنکیں، جنھیں مزدوروں نے خود اپنی تحریک پر منظم کیا حقیقتاً بے پناہ اہمیت رکھتی ہیں۔ بہ ظاہر یہ محض ابتدا ہے مگر ایسی ابتدا، جو غیر معمولی طور پر زبردست اہمیت کی حامل ہے۔ یہ ایک ایسے انقلاب کی ابتدا ہے جو بورژوازی کا تختہ الٹنے والے انقلاب سے کہیں زیادہ مشکل، کہیں زیادہ پائیدار، کہیں زیادہ انقلابی اور فیصلہ کن ہوگا کیونکہ یہ ہماری اپنی قدامت پرستی پر، بے نظمی اور پتی بورژوا خود پسندی پر فتح ہے، ان عادتوں پر فتح ہے جو لعنت زدہ سرمایہ داری کی میراث کے طور پر مزدوروں اور کسانوں میں پائی جاتی ہیں۔ صرف اسی وقت جب اس فتح کو استحکام حاصل ہو جائے گا نیا سماجی نظم وضبط، سوشلسٹ نظم وضبط وجود میں لایا جا سکے گا۔ اسی وقت اور صرف اسی وقت سرمایہ داری کی طرف واپسی ناممکن ہو جائے گی اور کمیونزم ناقابلِ تسخیر

بن جائے گا....

.... پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ محض استحصال کاروں کے خلاف طاقت کا استعمال نہیں اور نہ ہی خاص طور پر طاقت کا استعمال ہے۔ انقلابی طاقت کے اس استعمال کی معاشی بنیاد، اس کی مؤثر نوعیت اور کامیابی کی ضمانت 'یہ حقیقت ہے کہ پرولتاریہ سرمایہ داری کے مقابلے میں محنت کی ایک بلند تر سماجی تقسیم کی تخلیق اور نمائندگی کرتا ہے۔ یہی چیز اہمیت رکھتی ہے، یہی طاقت کا سرچشمہ اور اس بات کی ضمانت ہے کہ کمیونزم کی آخری فتح ناگزیر ہے۔

سماجی محنت کی جاگیردارانہ تنظیم ڈنڈے کے نظم وضبط پر مبنی تھی جب کہ مٹھی بھر جاگیرداروں کے ہاتھوں لوٹے اور خوف زدہ کئے ہوئے محنت کش عوام قطعاً غیر تعلیم یافتہ اور پامال تھے۔ سماجی محنت کی سرمایہ دارانہ تنظیم بھوک کے پیدا کئے ہوئے نظم وضبط پر مبنی تھی اور بورژوا تہذیب وتمدن اور بورژوا جمہوریت کی ساری ترقی کے باوجود سب سے زیادہ ترقی یافتہ، تہذیب یافتہ اور جمہوری ریپبلکوں میں محنت کش عوام کے وسیع حلقے، اُجرتی غلاموں یا مظلوم کسانوں کا ایک جاہل اور پامال انبوہ کثیر بنے رہے جنھیں مٹھی بھر سرمایہ دار لوٹتے اور دہشت زدہ رکھتے تھے۔ سماجی محنت کی کمیونسٹ تنظیم جس کی جانب پہلا قدم سوشلزم ہے، خود ان محنت کش عوام کے آزاد اور باشعور نظم وضبط پر مبنی ہے جنھوں نے مالکان آراضی اور سرمایہ داروں دونوں کی غلامی کا جُوا اتار پھینکا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس پر اور بھی زیادہ تکیہ کرنے لگیں گے۔

نیا نظم وضبط کوئی آسمان سے نہیں ٹپک پڑتا، نہ ہی دعائے خیر سے پیدا ہوتا ہے، وہ تو بڑے پیمانے کی سرمایہ دارانہ پیداوار کے مادی حالات سے اور صرف ان سے ہی نمو پاتا ہے۔ ان کے بغیر یہ ناممکن ہوتا ہے اور ان مادی حالات کا مخزن یا وسیلہ ایک خاص تاریخی طبقہ ہوتا ہے جس کو بڑے پیمانے کی سرمایہ داری تخلیق، منظم اور متحد کرتی ہے، تعلیم و تربیت اور تقویت دیتی ہے یہ طبقہ پرولتاریہ ہے۔

اگر ہم لاطینی، علمی، تاریخی اور فلسفیانہ اصطلاح "پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ" کا سادہ زبان میں ترجمہ کریں تو اس کے معنی مندرجہ ذیل ہوتے ہیں:

صرف ایک خاص طبقہ یعنی شہری مزدور اور عموماً فیکٹری کے، صنعتی مزدور سرمائے کی غلامی کا جُوا اتار پھینکنے کی جدوجہد میں، اور واقعی اتار پھینکنے کی جدوجہد میں، نیا سوشلسٹ سماجی نظام تخلیق کرنے کے کام میں اور طبقوں کا مکمل خاتمہ کرنے کی پوری جدوجہد میں محنت کش اور جبر و استبداد کا شکار ہونے والوں کے پورے جم غفیر کی قیادت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں (ضمناً ہم یہ بھی واضح کرتے چلیں کہ سوشلزم اور کمیونزم کے درمیان واحد علمی امتیاز یہ ہے کہ پہلی اصطلاح سے مراد سرمایہ داری سے پیدا ہونے والے نئے سماج کا پہلا مرحلہ ہے جب کہ دوسری سے مراد اس سے اگلا اور بلند تر مرحلہ)

.... فتح حاصل کرنے کے لئے، سوشلزم کی تعمیر اور استحکام کے لئے پرولتاریہ کو دہرا یا دُگنا کام کرنا چاہیے۔ سب سے پہلے تو اسے چاہیے کہ سرمائے کے خلاف انقلابی جدوجہد میں اپنی انتہائی شجاعت کے ذریعہ محنت کش اور لوٹے کھسوٹے ہوئے پورے جم غفیر کو اپنا حامی بنا لے، اس کو چاہیے کہ بورژوازی کا تختہ پلٹنے کے لئے اور اس کی مزاحمت کو یکسر کچلنے کے لئے جدوجہد میں ان کو منظم کرے اور ان کی قیادت سنبھالے۔ دوسرے اس پر لازم ہے کہ محنت کش اور استحصال کا شکار ہونے والے پورے عوام الناس کو نیز تمام پیٹی بورژوا گروہوں کو اپنی رہنمائی میں نئی معاشی نشوونما اور ترقی کی شاہراہ پر ایک نیا سماجی رشتہ، محنت کا ایک نیا نظم و ضبط، محنت کی ایک نئی تنظیم تخلیق کرنے کی جانب لے جائے جس میں بڑے پیمانے کی سوشلسٹ پیداوار تخلیق کرنے میں سائنس اور سرمایہ دارانہ صنعتی و حرفتی ترکیبوں کی جدید ترین دریافتوں کا طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کی عام پیمانے کی وابستگی کے ساتھ امتزاج ہو۔

دوسرا کام پہلے کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہے کیونکہ بہادرانہ جوش و خروش کے واحد

کارناموں سے اس کی تکمیل نہیں کی جا سکتی۔ اس کے لئے سادہ روزمرہ کے کام میں انتہائی طویل عرصے تک انتہائی مستقل مزاجی کے ساتھ انتہائی دشوار عام پیمانے کی شجاعت درکار ہوتی ہے، لیکن یہ کام پہلے کی بہ نسبت زیادہ لازمی ہوتا ہے کیونکہ آخری تجزیے میں بورژوازی پر فتوحات حاصل کرنے کی قوت کا سب سے گہرا سرچشمہ، ان فتوحات کی پائیداری اور رجاودانی کی واحد ضمانت سماجی پیداوار کے ایک نئے اور اعلیٰ تر طریقے سے سرمایہ دارانہ اور پتی بورژوا پیداوار کی جگہ بڑے پیمانے کی سوشلسٹ پیداوار کو دینے سے ہی ہو سکتی ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

"کمیونسٹ سبوتنکوں کی زبردست تاریخی اہمیت اسی وجہ سے ہے کہ وہ محنت کی کارگزاری کو فروغ دینے، محنت کے ایک نئے نظم وضبط کو اختیار کرنے اور معیشت و زندگی کے سوشلسٹ حالات پیدا کرنے میں مزدوروں کی باشعور اور رضاکارانہ پیش قدمی کا اظہار کرتے ہیں۔

.... اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ پہلا کمیونسٹ سبوتنک جسے ۱۰ رمئی ۱۹۱۹ء میں ماسکو۔ کازان ریلوے کے مزدوروں نے منظم کیا ۱۹۱۴ء۔ ۱۹۱۸ء کی سامراجی جنگ میں ہنڈن برگ یا فوش اور برطانیہ کی کسی بھی فتح کے مقابلے میں زیادہ تاریخی اہمیت رکھتا ہے، سامراجیوں کی فتوحات کا مطلب ہے اینگلو امریکی اور فرانسیسی ارب پتیوں کے منافع کے لئے لکھوکھا مزدوروں کا قتل۔ یہ اس سرمایہ دار نظام کے مظالم ہیں جس کا انجام تباہی ہے۔ جو بہت کچھ ہڑپ کرنے کے باوجود جیتے جی لڑ رہا ہے۔ ماسکو کازان ریلوے کے مزدوروں کی کمیونسٹ سبوتنک اس نئے سوشلسٹ سماج کا ایک خلیہ ہے جو دنیا کی تمام قوموں کو سرمائے کے پھندے اور جنگوں سے نجات دلاتا ہے....

آخری تجزیے میں محنت کی قوت پیداوار نئے سماجی نظام کی فتح میں سب سے اہم اور خاص چیز ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام نے محنت کی ایسی قوت پیداوار کو جنم دیا جو زرعی

غلامی کے دور میں دیدنی نہ تھی۔ سوشلزم محنت کی نئی اور کہیں زیادہ بلند قوت پیداوار وجود میں لاکر سرمایہ داری کو قطعی شکست دے سکتا ہے اور دے گا۔ یہ بہت مشکل کام ہے اور اس میں وقت لگے گا۔ لیکن یہ شروع ہوچکا ھے اور یہی بنیادی بات ہے.....

کمیونزم رضاکار، طبقاتی طور پر باشعور متحد اور ترقی یافتہ تکنیک استعمال کرنے والے مزدوروں کی محنت کی زیادہ بلند قوتِ پیداوار ہے، جو سرمایہ داری کے دور میں پائی جانے والی پیداوار کے مقابلے میں۔ کمیونزم کی واقعی ابتدار کی حیثیت سے کمیونسٹ سبوتنک غیر معمولی طور پر بیش قیمت ہیں اور یہ بہت نایاب چیز ہے کیونکہ ہم ایسی منزل میں ہیں جب کہ "سرمایہ داری سے کمیونزم تک عبور کے صرف پہلے قدم اٹھائے جارہے ہیں" (جیسا کہ ہمارے پارٹی پروگرام میں بجا طور پر کہا گیا ہے).....

جون ۱۹۱۹ء

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۲۹، صفحات ۴۱۱-۴۱۲، ۴۱۹-۴۲۰
۴۲۳-۴۲۴ اور ۴۲۷

سوویت جمہوریہ میں محنت کش عورتوں کی تحریک کے فرائض

"غیر پارٹی عورتوں کی چوتھی ماسکو شہری کانفرنس میں تقریر۔ ۲۳ستمبر ۱۹۱۹ء"

.... محنت کش عوام کے اقتدار، سوویت اقتدار نے اپنے وجود کے ابتدائی مہینوں میں ہی ان قوانین میں مکمل انقلابی تبدیلی کی جن کا تعلق عورتوں سے تھا۔ ان قوانین کا جو عورتوں کو ماتحت جیسی حیثیت میں رکھتے تھے اب سوویت جمہوریہ میں نام ونشان نظر نہیں آتا۔ میں خاص طور پر ان قوانین کا ذکر کر رہا ہوں جو عورتوں کی کمزور حیثیت سے فائدہ اٹھاتے تھے اور ان کو غیر مساوی ہی نہیں اکثر ذلیل رتبہ دیتے تھے یعنی طلاق، بغیر شادی کے پیدا ہونے والے بچوں کے متعلق اور عورت کے اس حق سے متعلق قوانین کہ وہ اپنے بچے کے باپ پر اس کی کفالت کا دعویٰ کر سکے۔

خاص طور پر یہی وہ میدان ہے جس میں بورژوا قانون انتہائی ترقی یافتہ ملکوں میں بھی عورت کی کمزور حیثیت سے فائدہ اٹھا کر اس کو نیچا اور ذلیل کرتا ہے۔ اور خاص طور پر یہی وہ میدان ہے جس میں سوویت حکومت نے ان پرانے اور غیر منصفانہ قوانین کا نام ونشان مٹا دیا ہے جو محنت کشوں کے لئے ناقابلِ برداشت تھے.....

بلاشبہ صرف قانون ہی کافی نہیں ہیں اور نہ ہی ہم کسی بھی حالت میں محض فرمانوں سے مطمئن ہو سکتے ہیں۔ لیکن عورتوں کو مساوی درجہ دینے کے لئے قانونی طور پر ہم نے وہ سب کچھ کر دیا ہے جس کی ہم سے توقع تھی اور ہمیں اس کارنامے پر فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔ انتہائی ترقی یافتہ ریاستوں کے مقابلے میں سوویت روس میں عورتوں کی پوزیشن آج مثالی ہے۔

پھر بھی ہم خود سے یہی کہتے ہیں کہ دراصل یہ تو صرف ابتدا رہے۔

گھر کے کام کاج سے بندھے ہونے کے سبب عورتوں کی حیثیت آج بھی دشوار ہے۔ عورتوں کی مکمل آزادی کے حصول اور ان کو صحیح معنوں میں مردوں کا ہم پلّہ بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ قومی معیشت کو سماجی بنایا جائے اور عورتیں اس قابل ہوں کہ عام پیداواری محنت میں حصہ لے سکیں۔ تب عورتوں کی حیثیت بھی مردوں جیسی ہو جائے گی.....

سوشلسٹ نصب العین کے مطابق ہم سوشلزم کی مکمل عمل آوری کے لئے جدوجہد کرنا چاہتے ہیں اور یوں عورتوں کے لئے کام کا وسیع میدان کھل جاتا ہے۔ اب ہم سوشلزم کی تعمیر کے لئے میدان ہموار کرنے کی سنجیدگی کے ساتھ تیاری کر رہے ہیں لیکن سوشلزم کی تعمیر اسی وقت شروع ہو گی جب ہم عورتوں کی مکمل مساوات حاصل کر کے اپنا نیا کام عورتوں کو ساتھ ملا کر شروع کریں گے جو اس حقیر اور کند ذہن بنانے والی غیر پیداواری محنت سے آزاد ہو چکی ہوں گی۔ یہ وہ فریضہ ہے جس کی تکمیل کے لئے برسہا برس درکار ہوں گے.....

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف

جلد ۳۰، صفحات ۴۱-۴۳

ایک مضمون سے:

"پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے دور میں معیشت اور سیاست"

سوشلزم کا مقصد طبقات کو ختم کرنا ہے۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ نے طبقات کے خاتمے کے لئے وہ سب کچھ کیا ہے جو وہ کر سکتی تھی۔ لیکن طبقات کو بیک جنبشِ قلم ختم نہیں کیا جا سکتا۔

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے دور میں طبقات باقی ہیں اور باقی رہیں گے۔ جب طبقات مٹ جائیں گے تو ڈکٹیٹر شپ کی ضرورت بھی ختم ہو جائے گی۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے بغیر انھیں مٹایا نہیں جا سکے گا۔

طبقات باقی ہیں لیکن پرولتاریہ کے دور میں ہر طبقے میں تبدیلیاں ہوئی ہیں اور طبقات کے باہمی تعلقات بھی تبدیل ہوئے ہیں۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے دور میں طبقاتی جدوجہد غائب نہیں ہو جاتی وہ محض دوسری صورتیں اختیار کر لیتی ہے۔

سرمایہ داری میں پرولتاریہ مظلوم طبقہ تھا وہ طبقہ جسے ذرائع پیداوار سے محروم کر دیا گیا تھا، ایسا واحد طبقہ جو براہ راست اور پوری طرح بورژوازی کے خلاف صف آرا تھا اور اس لئے آخر تک انقلابی بنے رہنے کی صلاحیت رکھنے والا اکیلا طبقہ تھا۔ بورژوازی کا تختہ الٹ کر اور سیاسی اقتدار جیت کر پرولتاریہ حکمراں طبقہ بن گیا ہے۔ ریاستی اقتدار اس کے ہاتھ میں ہے، وہ ذرائع پیداوار پر کنٹرول کر رہا ہے جسے سماجی بنایا جا چکا ہے۔ وہ مذبذب اور درمیانی عناصر اور حلقوں کی رہنمائی کر رہا ہے۔ وہ استحصال کرنے والوں کی مزاحمت اور بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو کچل رہا ہے۔ یہ

سب طبقاتی جدوجہد کے خصوصی فریضے ہیں۔ ایسے فریضے جنھیں پرولتاریہ نے پہلے اپنے لئے نہ مقرر کیا تھا اور نہ کرسکتا تھا۔

استحصال کرنے والوں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا طبقہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ میں غائب نہیں ہوا ہے اور نہ فوراً غائب ہوسکتا ہے۔ استحصال کرنے والوں کو شکست دی جاچکی ہے لیکن ختم نہیں کیا جاسکا ہے۔ ان کی بین الاقوامی بنیاد بین الاقوامی سرمائے کی شکل میں آج بھی موجود ہے جس کی وہ ایک شاخ ہیں۔ وہ جزوی طور پر آج بھی کچھ ذرائع پیداوار کے حامل ہیں، ان کا سرمایہ باقی رہ گیا ہے، وسیع سماجی رابطے باقی رہ گئے ہیں۔ چونکہ انھیں شکست ہوچکی ہے اس لئے ان کی مزاحمانہ سرگرمی سیکڑوں اور ہزاروں گنا بڑھ چکی ہے۔ ریاستی، فوجی اور معاشی انتظام کا "آرٹ" ان کو برتری دیتا ہے، بہت زیادہ برتری، ایسی کہ اُن کی اہمیت، آبادی کی عام تعداد میں اُن کے حصے کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ استحصال کا شکار ہونے والوں کے فتح مند ہراول یعنی پرولتاریہ کے خلاف شکست کھا جانے والے استحصال کاروں کی طبقاتی جدوجہد اس حد تک تلخ تر ہوچکی ہے کہ اس کا موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔۔

آخری بات یہ ہے کہ کسان، عام طور پر ہر قسم کے پتی بورژوا حلقوں کی طرح، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ میں بھی درمیانی، بین بین پوزیشن رکھتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ محنت کشوں کی ایسی وافر جمعیت ہیں (اور پسماندہ روس میں وسیع جمعیت ہیں) جو جاگیرداروں اور سرمایہ داروں سے نجات پانے کیلئے سارے محنت کشوں کے مشترکہ مفاد سے جڑے ہوئے ہیں، دوسری طرف وہ غیر متحد چھوٹے صاحب جائداد، ملکیت دار اور تاجر ہیں۔ اس طرح کی معاشی صورت حال انھیں پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان لازمی طور پر ڈگمگانے پر مجبور کرتی ہے۔ ان دونوں طبقوں کے درمیان جدوجہد کی شدت کے پیش نظر سارے سماجی تعلقات کی ناقابل یقین حد تک ٹوٹ پھوٹ کے پیش نظر اور کسانوں نیز عام طور پر پتی بورژوا کی پرانی بندھی ٹکی اور نہ بدلنے والی باتوں سے وفاداری کے پیش نظر یہ بات قدرتی ہے کہ ہم انھیں ایک

طرف سے دوسری طرف ناگزیر طور پر جھولتے ہوئے پائیں، اُن کو ڈگمگاتے، بدلتے، اور ڈھلمل یقینی میں مبتلا پائیں۔

اس طبقے یا اُن سماجی عناصر کے سلسلے میں پرولتاریہ کا فریضہ اس طبقے کی رہنمائی کرنا اور اسے اپنے اثر میں لینے کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔ مذبذب اور غیر متحکم لوگوں کو اپنے ساتھ کرلینا۔ یہ ہے پرولتاریہ کا فریضہ۔

اگر ہم ساری بنیادی طاقتوں یا طبقوں اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ میں ان کے باہمی تعلقات میں آنے والی تبدیلی کا مقابلہ کریں تو ہم دیکھیں گے کہ "جمہوریت سے ہو کر" سوشلزم میں عبور کا وہ عام پٹی بورژوا تصور کتنا بے ہودہ، بے عقل اور نظریاتی طور پر احمقانہ ہے جو ہمیں دوسری انٹرنیشنل کے سبھی نمائندوں کے یہاں نظر آتا ہے۔ اس غلطی کی بنیاد بورژوازی سے ورثہ میں ملا ہوا یہ تعصب ہے کہ "جمہوریت" قطعی طور پر طبقات سے کوئی بالاتر چیز ہے۔ دراصل پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ میں خود جمہوریت بالکل نئی منزل اختیار کرتی ہے اور طبقاتی جدوجہد ایک اعلیٰ سطح تک بلند ہو جاتی ہے اور ایک ایک صورت پر چھا جاتی ہے۔

آزادی، مساوات اور جمہوریت کے بارے میں عام جملے دراصل اُن خیالات کو اندھا دھند دہرانے کے مترادف ہیں جو اشیائے تبادلہ کی پیداوار کے تعلقات سے ڈھالے گئے ہیں۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے ٹھوس فریضوں کا ان عام جملوں سے تعین کرنے کا مطلب بورژوازی کے نظریات اور اصولوں کو پوری طرح تسلیم کرلینا ہے۔ پرولتاریہ کے نقطۂ نظر سے سوال صرف اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے کہ کس طبقے کے جبر و تشدد سے آزادی؟ کس طبقے کی کس طبقے کے ساتھ برابری؟ جمہوریت ذاتی ملکیت کی بنیاد پر یا ذاتی ملکیت کو ختم کرنے کی جدوجہد کی بنا پر؟ وغیرہ وغیرہ۔

مدت ہوئی اینگلس نے اپنی کتاب قاطع ڈیورنگ میں اس کی وضاحت کی تھی کہ اگر "مساوات" کا مطلب طبقات کا خاتمہ نہ سمجھا جائے تو

مساوات کا نظریہ اشیائے تبادلہ کی پیداوار کے رشتوں سے ڈھل کر تعصب بن جاتا ہے۔ مساوات کے بارے میں بورژوا جمہوری اور سوشلسٹ نظریے کے درمیان اس فرق کی ابتدائی حقیقت کو برابر فراموش کیا جارہا ہے۔ لیکن اگر اس کو فراموش نہ کیا جائے تو یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ بورژوازی کا تختہ الٹ کر پرولتاریہ طبقات کے خاتمہ کے لئے انتہائی فیصلہ کن قدم اٹھاتا ہے اور اس کی تکمیل کے لئے پرولتاریہ کو ریاستی اقتدار کی مشینری کو استعمال کرتے ہوئے اور شکست خوردہ بورژوازی اور مذبذب پتی بورژوا کے خلاف جدوجہد، اختیار، دباؤ کے مختلف طریقے استعمال کرتے ہوئے، اپنی طبقاتی جدوجہد جاری رکھنی چاہیے۔

اکتوبر ۱۹۱۹ء

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۳۰۔ صفحات ۱۱۴-۱۱۷

ایک کتاب سے :

"بائیں بازو کا کمیونزم — ایک طفلانہ بیماری"

۲- بولشویکوں کی کامیابی کی ایک بنیادی شرط

.... بولشوازم کا وجود، سیاسی خیال کے رجحان اور سیاسی پارٹی کی حیثیت سے ۱۹۰۳ء سے ہے۔ صرف بولشوازم کے وجود کی ساری مدت کی تاریخ ہی اس کی وضاحت قابل اطمینان طور پر کر سکتی ہے کہ وہ انتہائی مشکل حالات میں آہنی ڈسپلن کیوں قائم کر سکا اور برقرار رکھ سکا جو پرولتاریہ کی فتح کے لئے ضروری تھا۔

اور سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتے ہیں: پرولتاریہ کی انقلابی پارٹی کا ڈسپلن کیسے قائم رکھا جاتا ہے؟ اس کو کیسے آزمایا جاتا ہے؟ اس کو کیسے مضبوط کیا جاتا ہے؟ اوّل پرولتاری ہراول کے شعور اور انقلاب کے لئے اس کی وفاداری، اس کے تحمل، قربانی اور بہادری سے۔ دوسرے محنت کشوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد سے، سب سے پہلے پرولتاریہ سے لیکن اسی طرح محنت کش لوگوں میں غیر پرولتاریہ کے ساتھ بھی اس کے مربوط ہونے، قریب ترین رابطہ قائم رکھنے اور ان میں ایک حد تک مدغم ہونے کی صلاحیت سے، تیسرے، سیاسی رہنمائی کی صحت سے جو یہ ہراول کر رہا ہے۔ اس کی حکمت عملی اور طریقۂ کار کی صحت سے، بشرطیکہ وسیع پیمانے پر لوگ خود اپنے تجربے سے اس کی صحت

کا یقین کریں۔ ان حالات کے بغیر اس انقلابی پارٹی میں ڈسپلن نہیں حاصل کیا جا سکتا جو اس اگوا کار طبقے کی پارٹی ہونے کی واقعی صلاحیت رکھتی ہو جس کا مقصد بورژوازی کا تختہ الٹنا اور سماج کی تشکیل نو کرنا ہے۔ ان حالات کے بغیر ڈسپلن قائم کرنے کی تمام کوششیں بے معنی، زبانی اور مضحکہ خیز ہوتی ہیں۔ دوسری طرف یہ حالات یک دم نہیں پیدا ہو سکتے۔ ان کی تخلیق طویل محنت اور سخت تجربے سے ہوتی ہے۔ ان کی تخلیق میں صحیح انقلابی نظریے سے آسانی ہوتی ہے جو اپنی جگہ پر کوئی جامد عقیدہ نہیں ہوتا بلکہ واقعی عوامی اور واقعی انقلابی تحریک کی عملی سرگرمیوں سے قریبی تعلق رکھنے سے مختتم شکل اختیار کرتا ہے۔

اگر ۲۰-۱۹۱۷ء کے برسوں میں بولشوازم بے نظیر سخت حالات میں انتہائی سخت مرکزیت اور آہنی ڈسپلن کی تخلیق کر سکا اور اس کو کامیابی سے قائم رکھا تو اس کا سبب روس کی متعدد تاریخی خصوصیات ہیں۔

ایک طرف ۱۹۰۳ء میں بولشوازم مارکسی نظریے کی بہت ہی مضبوط بنیاد پر نمودار ہوا۔ اسی اور صرف اسی انقلابی نظریے کی صحت کو نہ صرف ساری انیسویں صدی کے عالمی تجربے نے ثابت کیا بلکہ خاص طور سے روس میں انقلابی خیالات کی گمراہیوں، تذبذب، غلطیوں اور نا امیدیوں کے تجربے نے بھی۔ تقریباً نصف صدی کے دوران پچھلی صدی کی تقریباً پانچویں سے دسویں دہائی تک روس میں انتہائی وحشیانہ اور رجعت پرست زار شاہی کے ظلم کے حالات میں ترقی پسند خیالات رکھنے والے لوگ ایک صحیح انقلابی نظریے کے بڑے شوق کے ساتھ متلاشی تھے اور امریکہ اور یورپ میں اس شعبے میں تمام اور ہر "آخری لفظ" کا بے نظیر کوشش اور گہرائی سے مطالعہ کرتے تھے۔ مارکسزم کے اس واحد صحیح انقلابی نظریے کو روس نے آدھی صدی کی تاریخ میں بے نظیر مصیبتوں اور قربانیوں کو جھیل کر بے نظیر انقلابی بہادری، ناقابل یقین توانائی، پُر ایثار تلاش، مطالعہ، عملی آزمائش، نا امیدی، تصدیق اور یورپ کے تجربے سے حاصل کیا۔ زار شاہی سے مجبور ہو کر جو سیاسی جلا وطنی نصیب ہوئی اس کی بدولت

انیسویں صدی کے دوسرے نصف میں انقلابی روس نے بین اقوامی روابط کی ایسی دولت اور انقلابی تحریک کے عالمی اشکال اور نظریات کے بارے میں ایسی لاجواب معلومات حاصل کیں جو کسی دوسرے ملک کو نصیب نہیں ہوئی تھیں۔

دوسری طرف، بولشوازم جو نظریے کی اس سنگلاخ بنیاد پر نمودار ہوا تھا عملی تاریخ کے ایسے پندرہ برسوں (۱۹۰۳-۱۷ء) سے گذرا جن کی نظیر اپنے تجربے کی دولت کے لحاظ سے دنیا میں نہیں ملتی کیوں کہ کوئی بھی ملک ان پندرہ برسوں کے دوران ایسے بڑے انقلابی تجربے کے قریب تک نہیں پہنچا۔ تحریک کی ایسی مختلف شکلوں۔ قانونی اور غیر قانونی، پُرامن اور طوفانی، پوشیدہ اور اعلانیہ، مقامی حلقوں اور عوامی تحریکوں، پارلیمانی اور دہشت انگیز شکلوں کے تیز اور نوع بہ نوع سلسلے سے نہیں گذرا۔ کسی دوسرے ملک میں ایسے مختصر وقت میں جدید سوسائٹی کے تمام طبقوں کی جدوجہد کی شکلوں، رنگوں اور طریقوں کا ایسا ذخیرہ نہیں اکٹھا ہوا تھا۔ ایسی جدوجہد جو ملک کی پس ماندگی اور زارشاہی کے جُوئے کی سختی کی وجہ سے غیر معمولی تیزی کے ساتھ پختہ ہوئی اور امریکہ اور یورپ کے سیاسی تجربہ کے معقول "آخری لفظ" کو بڑے شوق اور کامیابی کے ساتھ اپنے میں ضم کرلیا۔

۵۔ جرمنی میں "بائیں بازو" کا کمیونزم

لیڈر، پارٹی، طبقہ اور عوام

..... ہم روس میں (بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد تیسرے سال) سرمایہ داری سے سوشلزم کی طرف عبور کرکے یا کمیونزم کی بالکل نچلی منزل کی طرف پہلے قدم اٹھا رہے ہیں۔ پرولتاریہ کی فتح کے بعد طبقات باقی ہیں اور ہر جگہ برسوں تک باقی رہیں گے ..... طبقات کے خاتمے کا مطلب محض زمینداروں اور سرمایہ داروں کو نکال پھینکنا نہیں ہے۔ اس کو ہم نے مقابلتاً آسانی سے کرلیا۔ اس کا مطلب چھوٹے اشیائے تجارت کی پیداوار

کرنے والوں کا خاتمہ بھی ہے اور ان کو نکالنا ممکن نہیں، ان کو کچلنا ممکن نہیں، ہمیں ان کے ساتھ دھنا سہنا چاہیے، ان کو صرف بہت ہی طویل، سست رفتار اور محتاط تنظیمی کام کے ذریعہ بدلا جاسکتا ہے (اور بدلنا چاہیے) اور پھر سے تربیت دی جاسکتی ہے۔

.... پرولتاریہ کی سیاسی پارٹی کے اندر انتہائی سخت مرکزیت اور ضابطے کی ضرورت ہے تاکہ اس کا مقابلہ کیا جاسکے، تاکہ پرولتاریہ کا تنظیمی رول (اور یہی اس کا خاص رول ہے) صحیح، کامیاب اور فاتحانہ طور پر ادا کیا جاسکے۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ پرانے سماج کی طاقتوں اور روایات کے خلاف ایک سخت جدوجہد ہے۔ خون آشام اور بے خون بہائے، تشدد آمیز اور پرامن، فوجی اور معاشی، تعلیمی اور انتظامی جدوجہد۔ لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کی عادت کی طاقت سب سے زبردست طاقت ہے۔ جدوجہد میں فولادی اور پختہ بنی ہوئی پارٹی کے بغیر، زیر غور طبقے کے سارے ایمان دار لوگوں کا اعتماد رکھنے والی پارٹی کے بغیر، اس پارٹی کے بغیر جو عوام کی مزاجی کیفیت کا مطالعہ کرے اور اس پر اثر انداز ہو۔ ایسی جدوجہد کامیابی سے چلانا ممکن نہیں ہے..... جو بھی پرولتاری پارٹی کے فولادی ضابطے کو ذرا بھی کمزور کرتا ہے (خاص طور سے اس کی ڈکٹیٹر شپ کے زمانے میں) وہ پرولتاریہ کے خلاف واقعی بورژوازی کی مدد کرتا ہے....

.... پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ اور اس کی پارٹی کا ٹریڈ یونینوں سے جو تعلق ہے، روس میں اُن کی ٹھوس شکل یہ ہے: ڈکٹیٹر شپ پرولتاریہ کے ہاتھ میں ہے، پرولتاریہ سوویتوں میں منظم ہے، اس کی رہنمائی بولشویکوں کی کمیونسٹ پارٹی کرتی ہے..... کمیونسٹ پارٹی سالانہ اپنی کانگریس کرتی ہے اور پارٹی کی رہنمائی مرکزی کمیٹی کے ہاتھ میں ہے جس کا چناؤ پارٹی کی کانگریس میں ہوتا ہے، روزمرہ کا کام ماسکو میں اس سے بھی کم تعداد کے ممبروں کی کمیٹیاں چلاتی ہیں، یعنی ایک "اورگ بیورو" (انتظامی بیورو) ہے اور دوسری "پولٹ بیورو" (پولیٹیکل بیورو)۔ ان کمیٹیوں کو مرکزی کمیٹی کے عام جلسوں میں

چُنا جاتا ہے اور ہر کمیٹی میں مرکزی کمیٹی کے پانچ ممبر رکھے جاتے ہیں۔ یہ قطعی " اولیگارشی " معلوم ہوتی ہے۔ سیاست یا تنظیم کے معاملات میں ایک بھی اہم سوال ایسا نہیں ہوتا جسے ہماری ری پبلک میں کوئی بھی ریاستی ادارہ کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی ہدایات لئے بغیر اپنے آپ سے طے کر دے۔

پارٹی اپنے کام میں ٹریڈ یونینوں پر براہ راست انحصار کرتی ہے .... اصل میں، ٹریڈ یونینوں کی بہت بڑی اکثریت کے سب ہدایت کار ادارے اور سب سے پہلے مختلف پیشوں کی ٹریڈ یونینوں کے کُل روس مرکز یا بیورو کا ہدایت کار ادارہ (جو ٹریڈ یونینوں کی کل روس مرکزی کونسل کہلاتا ہے) کمیونسٹوں پر مشتمل ہیں اور کمیونسٹ پارٹی کی تمام ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ اس طرح سے مجموعی طور پر ہمارے یہاں ایسا ڈھانچہ موجود ہے جس میں لوچ اور لچک رکھی گئی ہے وہ نسبتاً وسیع اور بہت زبردست پرولتاری ڈھانچہ ہے، جس کے ذریعے کمیونسٹ پارٹی طبقے اور عام لوگوں سے گہرا رشتہ رکھتی ہے اور اسی کے ذریعے پارٹی کی رہنمائی میں طبقاتی ڈکٹیٹر شپ چل رہی ہے۔ ٹریڈ یونینوں سے نزدیکی تعلق رکھے بغیر، ان کی دلی تائید اور سرفروشانہ خدمت کے بغیر، نہ صرف معاشی زندگی میں، بلکہ فوجی معاملات میں بھی ہمارے لئے ہرگز ممکن نہیں تھا کہ ڈھائی سال کا تو ذکر کیا، ڈھائی مہینے بھی ملک کی حکومت چلا سکیں اور ڈکٹیٹر شپ قائم رکھ سکیں۔ قدرتی بات ہے کہ عمل میں اس نزدیکی تعلق کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بہت ہی پیچیدہ اور مختلف قسموں کا کام کیا جائے جس کی شکلیں یہ ہیں کہ پروپیگنڈا اور ایجی ٹیشن چلتا رہے، وقت ضرورت اور اکثر و بیشتر کانفرنسیں ہوتی رہیں، ان میں ٹریڈ یونینوں کے نمایاں کارکن ہی نہیں بلکہ عام طور سے ان کے بااثر کارکن شریک ہوں۔ اس نزدیکی تعلق کا مطلب یہ ہے کہ منشویکوں کے خلاف ڈٹ کر جدوجہد کی جائے، جن کو اب بھی کچھ لوگ، اگرچہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے، مانتے ہیں اور منشویک اپنے معتقدوں کو ہر قسم کی انقلاب مخالف چالیں سکھاتے ہیں۔ ایسی چالیں، جن میں نظریاتی طور پر جمہوریت کی حمایت (بورژوا) جمہوریت کی اور

ٹریڈ یونینوں کی "آزادی" (اس کا مطلب ہے پرولتاری اقتدار سے پاک آزادی!)
کی تبلیغ سے لے کر پرولتاری ضابطے کو اندر سے توڑنا وغیرہ تک شامل ہے۔
ہم سمجھتے ہیں کہ "عوام" سے ٹریڈ یونینوں کے ذریعہ رابطہ قائم رکھنا کافی نہیں
ہے۔ انقلاب کے دوران عملی سرگرمیوں نے ہمارے یہاں بے پارٹی مزدوروں
اور کسانوں کی کانفرنسوں کو جنم دیا، اور ہم پوری طرح ان کے حق میں ہیں،
انھیں بڑھانا اور پھیلانا چاہتے ہیں، تاکہ عام لوگوں کا موڈ جان سکیں، ان کے قریب
آسکیں، اُن کی مانگوں کو پورا کر سکیں اور ان میں سب سے اچھے کارکنوں کو سرکاری
عہدوں پر بیٹھا سکیں وغیرہ۔ حال میں ہی ایک سرکاری فیصلے کے ذریعے، جو سرکاری
کنٹرول کی عوامی کمیساریت کو بدل کر "مزدوروں اور کسانوں کا نگرانی محکمہ" بنایا گیا
ہے، اس قسم کی بے پارٹی کانفرنسوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ مختلف طرح کی تحقیقات
اور تفتیش وغیرہ کے لئے سرکاری ممبر چنیں۔
اس کے علاوہ ظاہر ہے کہ پارٹی کا سارا کام سوویتوں کے ذریعہ ہو رہا ہے اور سوویتوں
میں تمام کام کرنے والے، سب پیشوں کے لوگ ہیں۔ ضلع کی سوویتوں کی کانگریس اس
قسم کے جمہوری ادارے ہیں جن کا جواب بورژوا دنیا کی سب سے عمدہ جمہوری
ری پبلکوں تک نے کبھی پیش نہیں کیا، اور ان کانگریسوں کے ذریعہ (جن کی
کارروائیوں پر کمیونسٹ پارٹی خاص دھیان رکھتی ہے) اور ان کے علاوہ طبقاتی شعور
رکھنے والے مزدوروں کو دیہات کے علاقوں میں ہر طرح کے عہدوں پر لگاتار مقرر کر کے
پرولتاری طبقہ کسانوں کے رہنما کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری انجام دیتا
ہے۔ شہری پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ عمل میں آتی ہے۔ دیہات کے
مال داروں، بورژوازی، استحصال کرنے والوں اور نفع خوروں وغیرہ
کے خلاف باقاعدہ جدوجہد چلائی جا رہی ہے۔
تو یہ ہیں پرولتاری سرکاری اقتدار کے کل پرزے، بشرطیکہ انھیں

"اوپر سے" دیکھا جائے، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے عملی حصول کے نقطۂ نظر سے....

اپریل، مئی ۱۹۲۰ء

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف،
جلد ۳۱، صفحات ۲۴-۲۶،
۴۴، ۴۵، ۴۷-۴۹

از:

"پرولتاری کلچر کے بارے میں"

.... (۱) مزدوروں اور کسانوں کی سوویت ری پبلک میں تمام تعلیمی کام، عام طور پر سیاسی تعلیم کے شعبے میں اور خاص طور پر آرٹ کے شعبے میں، پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد کے جذبے سے بھرا ہونا چاہیئے جو اس کی ڈکٹیٹر شپ کے مقاصد کو کامیابی کے ساتھ عملی جامہ پہنانے کے لئے ہو رہی ہے یعنی بورژوازی کا تختہ الٹنا، طبقات کو ختم کرنا اور آدمی کے ہاتھوں آدمی کا ہر طرح کا استحصال مٹانا۔

(۲) اسی لئے پرولتاریہ کو اپنے ہراول، کمیونسٹ پارٹی اور عام طور پر کثیر تعداد اور طرح کی پرولتاری تنظیموں کے ذریعہ تعلیم عامہ کے سارے کاموں میں انتہائی سرگرمی سے اور سب سے اہم حصہ لینا چاہیئے۔

(۳) جدید ترین تاریخ کے سارے تجربے اور خاص طور سے کمیونسٹ مینی فیسٹو کی اشاعت کے بعد دنیا کے سارے ملکوں کے پرولتاریہ کی نصف صدی کی انقلابی جدوجہد نے مسلّمہ طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ مارکس ازم کا نظریہ ہی انقلابی پرولتاریہ کے مفادات، نقطۂ نظر اور کلچر کا صحیح اظہار کرتا ہے۔

(۴) مارکس ازم نے اپنی عالم گیر تاریخی اہمیت انقلابی پرولتاریہ کے نظریات کی حیثیت سے اختیار کی، کیونکہ مارکس ازم نے بورژوا دور کی بہترین حاصلات کو رد کرنے کے برعکس ان سب باتوں کو اپنایا اور دوبارہ ڈھالا جو دو ہزار سال سے زیادہ عرصے کے دوران انسانی فکر اور تہذیب میں بیش قیمت تھیں۔ صرف اسی بنیاد پر اور اسی سمت مزید کام کو جس کو ہر طرح کے استحصال کے خلاف آخری مورچہ کی حیثیت سے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے حاصل کئے ہوئے عملی تجربہ سے ولولہ ملا ہو، حقیقی پرولتاری کلچر کی ترقی تسلیم

کیا جا سکتا ہے۔

(۵) اس اصولی نقطۂ نظر پر اٹل طور پر قائم رہتے ہوئے پرولیت کولیت[۳۷] کی کُل روسی کانگرس، انتہائی فیصلہ کن طور پر نظریاتی لحاظ سے غلط اور عملی لحاظ سے مضرت رساں ہونے کی حیثیت سے ان تمام کوششوں کو مسترد کرتی ہے جو اپنا انوکھا کلچر اختراع کرنے، اپنی علیحدہ تنظیموں میں بند رہنے، تعلیم کی عوامی کمیساریت اور پرولیت کولیت کے کام کو تقسیم کرنے یا تعلیم کی عوامی کمیساریت کے دفاتر کے اندر پرولیت کولیت کی "خود اختیاری" قائم کرنے وغیرہ کے لئے کی جا رہی ہیں۔ اس کے برعکس کانگرس پرولیت کولیت کی ساری تنظیموں پر یہ ذمہ داری عائد کرتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو تعلیم کی عوامی کمیساریت کے دفاتر کے جال کے امدادی ادارے سمجھیں اور سوویت حکومت (خصوصاً تعلیم کی عوامی کمیساریت) اور روسی کمیونسٹ پارٹی کی مشترکہ رہنمائی میں اپنے فریضوں کی، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے فریضوں کے جز کی حیثیت سے تکمیل کریں.....

اکتوبر ۱۹۲۰ء

ولادیمیر لینن ۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۳۱، صفحات ۳۱۶ ۔ ۳۱۷

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی تیسری کانگریس

۲۲ رجون - ۱۲ رجولائی ۱۹۲۱ء

از :

"روسی کمیونسٹ پارٹی کے طریقۂ کار پر رپورٹ کے لئے مقالہ"

۵۔ روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ ری پبلک میں پرولتاریہ اور کسانوں میں فوجی اتحاد

سوویت روس میں پرولتاریہ اور کسانوں کے درمیان صحیح تعلقات کی بنیاد ۲۱-۱۹۱۷ء میں پڑی جب کہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا حملہ، جس کی حمایت پوری دنیا کی بورژوازی اور تمام پٹی بورژوا اور جمہوری پارٹیاں (سوشلسٹ انقلابی اور منشویک) کر رہے تھے، پرولتاریہ اور کسانوں کے درمیان سوویت اقتدار کے دفاع کیلئے ایک فوجی اتحاد کے قیام، استحکام اور سرکاری طور پر نفاذ کا باعث ہوا۔ خانہ جنگی طبقاتی جدوجہد کی بہت ہی شدید شکل ہے لیکن یہ جتنی زیادہ شدید ہوتی ہے اتنی ہی تیزی کے ساتھ اس کے شعلے پٹی بورژوا توہمات وتعصبات کو جلا دیتے ہیں اور اتنی ہی زیادہ صفائی سے تجربہ، کسانوں کی انتہائی پس ماندہ پرتوں تک کو یہ دکھاتا ہے کہ ان کو صرف

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ ہی بچا سکتی ہے اور یہ کہ سوشلسٹ انقلابی اور منشویک در اصل جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے خادم ہیں۔

لیکن اگر پرولتاریہ اور کسانوں کے درمیان فوجی اتحاد، ان کے مضبوط اتحاد کی ابتدائی شکل تھا، اور اس کے سوا کچھ اور ہو بھی نہیں سکتا تھا، تو وہ دونوں طبقوں کے درمیان بلا کسی نہ کسی معاشی اتحاد کے چند ہفتوں تک بھی قائم نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ کسانوں کو مزدوروں کی ریاست سے ساری زمین اور جاگیرداروں اور امیر کسانوں سے پناہ ملی، مزدوروں کو کسانوں سے بطور قرض اس وقت تک کے لئے غذائی سامان ملا جب تک بڑے پیمانے کی صنعت بحال نہ ہو جائے۔

۶۔ پرولتاریہ اور کسانوں کے درمیان صحیح معاشی تعلقات تک عبور

چھوٹے کسانوں اور پرولتاریہ کے درمیان اتحاد سوشلسٹ نقطۂ نظر سے اسی وقت بالکل ٹھیک اور مستحکم طور پر ممکن ہے جب کہ ٹرانسپورٹ اور بھاری صنعت پوری طرح بحال ہو جائیں اور پرولتاریہ کو اس قابل کر سکیں کہ وہ کسانوں کو غذا کے بدلے میں وہ تمام سامان دے سکے جس کی اُن کو اپنے لئے اور اپنے فارموں کی پیداوار بہتر بنانے کے لئے ضرورت ہے۔ ملک کی زبردست تباہی کی وجہ سے اس کا حصول کسی طرح فوراً ممکن نہیں تھا۔ ناکافی طور پر منظم ریاست کے لئے فاضل اناج کی وصولی[۳۴] کا اقدام اس کے لئے بہترین تھا کہ جاگیرداروں کے خلاف بے نظیر سخت جنگ میں ڈٹے رہا جائے۔ فصل کی خرابی اور چارے کی قلت نے ۱۹۲۰ء میں کسانوں کی زندگی کو خاص طور سے بدتر بنا دیا جو اس کے بغیر ہی کافی مصیبت بھری تھی اور اس بات کو فوراً ضروری بنا دیا کہ اناج کی صورت میں ٹیکس لیا جائے۔

یہ معتدل اناج ٹیکس کسانوں کی حالت کو فوراً بہت بہتر بنا دے گا اور اس کے

ساتھ ہی بوائی کے رقبوں میں توسیع اور زمین کو زیادہ زرخیز بنانے میں ان کی دلچسپی بڑھائے گا....

۷۔ وہ شرائط جن کے تحت سوویت حکومت سرمایہ داری اور مراعات کی اجازت دیتی ہے اور اس کی اہمیت۔

ظاہر ہے کہ اناج ٹیکس کا مطلب کسانوں کے لئے اس کی آزادی ہے کہ ٹیکس کی ادائیگی کے بعد اپنے فاضل اناج کا بٹارہ جس طرح چاہیں کریں۔ چونکہ ریاست اس فاضل اناج کے تبادلے میں کسانوں کو سوشلسٹ فیکٹریوں کی پیداوار نہیں دے سکتی اس لئے فاضل اناج کے کاروبار کی آزادی کا مطلب سرمایہ داری کی آزادانہ ترقی ہے۔

بہر حال ان حدود کے اندر جن کا ذکر کیا جا چکا ہے یہ سوشلزم کے لئے کچھ ایسا خطرناک نہیں ہے جب کہ ٹرانسپورٹ اور بھاری صنعت پرولتاریہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے برعکس، سرمایہ داری کی ترقی پرولتاری ریاست کے کنٹرول اور انتظام میں (یعنی اس مطلب میں" ریاستی" سرمایہ داری) ایک بہت برباد اور پس ماندہ چھوٹے کسانوں والے ملک میں مفید اور ضروری ہے (واقعی، کچھ حد تک) کیونکہ وہ کاشت کاری کو فوراً بہتر بنا سکتی ہے۔ یہ صورت مراعات کے لئے اور بھی زیادہ ہے۔ کسی چیز کو غیر قومی بنائے بغیر، مزدوروں کی ریاست بعض کانیں، جنگلی علاقے، تیل کے کنوئیں وغیرہ غیر ملکی سرمایہ داروں کو پٹے پر دیتی ہے تاکہ ان سے مزید ساز و سامان اور مشینیں حاصل کر سکے جو ہمیں بھاری سوویت صنعت کو تیزی کے ساتھ بحال کرنے کے قابل بنا سکیں۔

مراعات یافتہ لوگوں کو بہت ہی بیش قیمت اشیار کی حیثیت سے جو کچھ ادا کیا جاتا ہے وہ بلاشبہ عالمی بورژوازی کے لئے مزدور ریاست کا خراج ہے، اس سے کترائے بغیر ہمیں صاف طور پر اس کو سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارے لئے اس خراج کی ادائگی مفید ہے۔ اگر اس سے ہماری بھاری صنعت کی بحالی میں جلدی ہوتی ہے اور مزدوروں اور کسانوں کی حالت ٹھوس طور پر بہتر ہوتی ہے...

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۳۲، صفحات ۴۵۶-۴۵۸

ایک مضمون سے :

"اکتوبر انقلاب کی چوتھی سالگرہ"

.....جوش اور ولولے کی لہروں پر آگے بڑھتے ہوئے پہلے لوگوں کا عام سیاسی جوش اور پھر فوجی جوش بڑھاتے ہوئے ہم نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ اسی جوش کے سہارے ہم اتنا ہی بڑا معاشی فریضہ پورا کر سکیں گے جتنا عام سیاسی اور فوجی فریضہ ہم نے پورا کیا ہے۔ ہم نے حساب لگایا یا یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ ہم نے ٹھیک سے حساب لگائے بغیر مان لیا کہ ہم ایک چھوٹے کسانوں والے ملک میں پرولتاری ریاست کے براہ راست حکم کے ذریعہ کمیونسٹ طریقے سے ریاستی پیداوار اور اجناس کی ریاستی تقسیم کو منظم کر لیں گے۔ تجربہ نے دکھایا کہ یہ غلط تھا۔ معلوم ہوا کہ کئی عبوری منزلیں ضروری ہیں۔ ریاستی سرمایہ داری اور سوشلزم۔ اس بات کے لئے بہت برسوں کی محنت کی ضرورت ہوئی کہ کمیونزم کی طرف عبور کی تیاری کی جائے۔ جوش پر براہ راست بھروسہ نہ کرتے ہوئے بلکہ اس جوش کی مدد سے جو عظیم انقلاب نے پیدا کیا ہے اور ذاتی مفاد، ذاتی محرکات اور خود کفیل کاروبار کی بنیاد پر ہمیں اس چھوٹے کسانوں والے ملک میں پہلے ریاستی سرمایہ داری کے ذریعہ سوشلزم تک پہنچنے کے لئے مضبوط پل بنانے چاہئیں، نہیں تو ہم کمیونزم تک کبھی نہیں پہنچ سکیں گے، ہم کروڑوں لوگوں کو کمیونزم تک کبھی نہیں لے جا سکیں گے۔ ہمیں تجربے نے، انقلاب کے ارتقار کے عملی راستے نے یہی سکھایا ہے....

اکتوبر ۱۹۲۱ء

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۳۳، صفحہ ۵۸

از :

"نئی معاشی پالیسی کے تحت ٹریڈ یونینوں کے رول اور کاموں کے بارے میں تھیسز کا مسودہ" ۳۶

۷۔ پرولتاری ریاست کی کاروباری اور انتظامی تنظیموں میں ٹریڈ یونینوں کا رول اور اُن کے کام

پرولتاریہ سرمایہ داری سے سوشلزم میں عبور کو عملی روپ دینے والی، ریاست کی طبقاتی بنیاد ہوتا ہے۔ ایک ایسے ملک میں جہاں کی آبادی میں چھوٹے کسانوں کی غالب اکثریت ہو، پرولتاریہ اسی وقت یہ کام انجام دے سکتا ہے جب وہ بڑی چابکدستی کے ساتھ، محتاط طریقے پر اور بتدریج کسانوں کی وسیع اکثریت کے ساتھ اشتراک کا رشتہ قائم کرلے۔ ٹریڈ یونینوں کو چاہیئے کہ وہ حکومت کے ساتھ گہرا اور مستقل طور پر تعاون کرے جس کی ساری سیاسی اور معاشی سرگرمیوں کی رہنمائی مزدور طبقے کا طبقاتی شعور رکھنے والا ہراول یعنی کمیونسٹ پارٹی کرتی ہے۔ عمومی طور پر کمیونزم کی ایک تربیت گاہ ہونے کے ناطے، ٹریڈ یونینوں کو خاص طور سے وہ تربیت گاہ بننا چاہیئے جس میں مزدوروں کی پوری جمعیت اور آخر کار سارے محنت کش عوام سوشلسٹ صنعت کا (اور بتدریج زراعت کا بھی) انتظام کرنے کا فن سیکھ سکیں۔

ان اصولوں کی بنیاد پر پرولتاری ریاست کی کاروباری اور انتظامی تنظیموں سے وابستہ کام میں ٹریڈ یونینوں کے حصے کو مندرجہ ذیل خاص صورتیں اختیار کرنی چاہیئں۔

۱۔ ٹریڈ یونینوں کو چاہئے کہ معاشیات سے وابستہ سبھی کاروباری اور انتظامی اداروں کے لئے عملے کی فراہمی میں مدد دیں، ان کے لئے اپنے نمائندے نامزد کرکے اور مشاورتی ووٹ دے کر۔ ٹریڈ یونینیں خود بھی ان اداروں میں حصہ لیتی ہیں، براہ راست نہیں بلکہ اعلیٰ تر ریاستی اداروں کے ممبروں، تجارتی بورڈوں کے ممبروں (جن میں گروہی انتظامیہ پر عمل ہوتا ہے) منیجروں اور ان کے نائبوں وغیرہ کے ذریعے جن کو وہ نامزد کرتی ہیں اور کمیونسٹ پارٹی اور سوویت حکومت کو جن کی توثیق حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ ٹریڈ یونینوں کا ایک اہم ترین کام مزدوروں اور عام طور پر محنت کشوں کی جمعیت سے فیکٹری منیجروں کو ترقی دینا اور تربیت دینا ہے۔ اس وقت ہمارے یہاں درجنوں ایسے فیکٹری منیجر ہیں جو خاصے اطمینان بخش ہیں اور سینکڑوں ایسے ہیں جن کا کام کم و بیش اطمینان بخش ہے، ہمیں پہلے منیجروں کی طرح کے سینکڑوں اور دوسرے منیجروں کی طرح کے ہزاروں کی ضرورت ہے۔ ٹریڈ یونینوں کو چاہئے کہ وہ اب تک کے مقابلے میں کہیں زیادہ احتیاط اور استقلال کے ساتھ ان تمام مزدوروں اور کسانوں کا ایک باقاعدہ رجسٹر رکھیں جو اس طرح کے عہدے سنبھالنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور انتظام کاری کا فن سیکھنے کے سلسلے میں وہ جو ترقی کر رہے ہوں اس کا جائزہ بھرپور طور پر، اچھی طرح اور ہر نقطۂ نظر سے لیں۔

۳۔ پرولتاری ریاست کے سبھی منصوبہ ساز اداروں میں ٹریڈ یونینوں کی شرکت بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتی۔ ساری تہذیبی اور تعلیمی سرگرمیوں میں اور پیداوار کے پرچار میں حصہ لینے کے علاوہ، ٹریڈ یونینوں کو روزافزوں پیمانے پر مزدور طبقے اور عام طور پر محنت کش عوام کی جمعیت کو ریاستی معاشیات کی تعمیر کے ہر شعبے میں شامل کرنا چاہیے۔ انھیں چاہئے کہ وہ انھیں معاشی زندگی کے تمام پہلوؤں سے اور صنعتی کارکردگی کی ساری تفصیلات سے یعنی خام مواد کی حصولی سے لے کر مصنوعات

کی فروخت تک کے کام سے واقف کرائیں۔ انھیں سوشلسٹ معاشیات کے واحد ریاستی منصوبے اور اس کی تکمیل میں مزدوروں اور کسانوں کی عملی دلچسپی کی زیادہ سے زیادہ ٹھوس سمجھ عطا کریں.....

سوشلسٹ معاشیات کی تعمیر کے کام میں ٹریڈ یونینوں کے اہم فریضوں کی یہ فہرست یقیناً اہلیت رکھنے والے ٹریڈ یونین اور سرکاری اداروں کو زیادہ تفصیل کے ساتھ تیار کرنی چاہیے۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ ٹریڈ یونینوں کو شعوری طور پر اور سختی کے ساتھ انتظامی معاملات میں براہ راست، غیر ماہرانہ، نااہل اور غیر ذمہ دارانہ مداخلت سے بچنا چاہیے جس نے کچھ کم نقصان نہیں پہنچایا ہے اور مسلسل عملی سرگرمیاں شروع کرنی چاہئیں جو ایک طویل مدت پر پھیلی ہوں اور جن کا مقصد مزدوروں اور عام طور پر سارے محنت کشوں کو پورے ملک کی معاشیات کی تنظیم کاری کے فن کی عملی تربیت دینا ہے.....

دسمبر ۱۹۲۱ء
جنوری ۱۹۲۲ء

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۴۲۔ صفحات ۳۷۹-۳۸۱

از :

"کانگریس کے نام خط" ۳۷

.... مرکزی کمیٹی میں بہت سے مزدوروں کا اضافہ مزدوروں کو ہماری انتظامیہ مشینری بہتر بنانے میں مدد دے گا جو بہت بری حالت میں ہے۔ یہ دراصل ہم کو پرانے نظام سے وراثت میں ملی ہے کیونکہ ایسے مختصر وقت میں خاص طور سے جنگ اور بھکمری وغیرہ کی حالت میں اس کی از سر نو تشکیل ممکن نہ تھی۔ اس لئے ان "ناقدوں" کو جو ہماری مشینری کے نقائص کو محض چڑانے کے لئے یا بدخوئی سے دکھاتے ہیں ہمیں اطمینان سے جواب دینا چاہئے کہ یہ لوگ موجودہ انقلاب کے حالات کو ذرا بھی نہیں سمجھتے۔ پانچ سال میں یوں بھی اس مشینری کو کافی حد تک بحال کرنا ممکن نہیں ہے اور خاص طور سے ایسے حالات میں جن میں ہمارے یہاں انقلاب ہوا۔ یہ کافی ہے اگر ہم نے پانچ سال میں نئی قسم کی ریاست قائم کرلی جس میں مزدور، بورژوازی کے خلاف کسانوں کی رہنمائی کر رہے ہیں اور معاندانہ بین الاقوامی فضا میں، یہ بجائے خود بہت بڑا کام ہے۔ لیکن اس شعور کو کسی صورت میں ہم سے یہ چھپانے کا باعث نہ ہونا چاہئے کہ یہ مشینری جو ہم نے زار اور بورژوازی سے لی ہے دراصل پرانی ہے اور اب قیام امن اور بھوک کے کم از کم تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد سارا کام اس مشینری کو بہتر بنانے کے لئے ہونا چاہئے۔

میرے خیال میں چند درجن مزدور، مرکزی کمیٹی میں آکر کسی اور سے بہتر طریقے سے ہماری مشینری کی جانچ کر سکتے ہیں، اس کو بہتر بنا سکتے ہیں اور پھر سے اس کی تشکیل کر سکتے ہیں۔ مزدور کسان نگراں ادارہ جس کے سپرد ابتدا ہی میں یہ کام ہوا تھا اس کو کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا اور وہ مرکزی کمیٹی کے ان ممبروں کے لئے محض "ضمیمے" یا مددگار

کی حیثیت سے خاص شرائط کی بنا پر استعمال ہو سکتا ہے ۔ میری رائے میں مرکزی کمیٹی میں آنے والے مزدوروں کو زیادہ تر ان مزدوروں میں سے نہ ہونا چاہیئے جنھوں نے طویل مدّت تک سوویت خدمات کی ہیں (میرے خط کے اس حصّے میں مزدوروں میں ہر جگہ میں نے کسانوں کو شامل کیا ہے) کیوں کہ ان مزدوروں میں وہ مخصوص روایات اور مخصوص تعصبات پیدا ہو گئے ہیں جن کے خلاف جدوجہد کرنا ہے ۔

مرکزی کمیٹی کے مزدور ممبروں میں زیادہ تر ایسے مزدوروں کو آنا چاہیئے جو اس پرت سے نیچے کے ہیں جن کو پانچ سال کے دوران سوویت کارکنوں کی حیثیت سے ترقی دی گئی ہے ۔ ان کو مزدوروں اور کسانوں کی معمولی صفوں سے ہونا چاہیئے جو بہرحال، براہ راست یا بالواسطہ استحصال کرنے والوں کے زمرے میں نہیں آتے ہیں۔ میرے خیال میں ایسے مزدور مرکزی کمیٹی کی تمام نشستوں میں، پولٹ بیورو کی تمام نشستوں میں شرکت کر کے مرکزی کمیٹی کی ساری دستاویزوں کا مطالعہ کر کے سوویت نظام کے پُرخلوص حامیوں کا عملہ بنا سکتے ہیں جو اوّل تو خود مرکزی کمیٹی کو مستحکم بنانے کی اور دوسرے سرکاری مشینری کو نئی اور بہتر بنانے کے لئے واقعی کام کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔

دسمبر ۲۲ ۱۹ء

ولادیمیر لینن، مجموعۂ تصانیف
جلد ۳۶، صفحات ۵۹۶ - ۵۹۷

ایک مضمون سے :

"کوآپریشن کے بارے میں"

......نئی معاشی پالیسی میں ہم نے تاجروں کی حیثیت سے کسانوں کو، نجی تجارت کے اصول کو چھوٹ دی اور اسی سے امداد باہمی کی تحریک کی زبردست اہمیت (کچھ لوگوں کے خیال کے برعکس) پیدا ہوتی ہے۔ حقیقت میں اگر کہا جائے تو نئی معاشی پالیسی کے تحت روس کی آبادی کو کافی وسیع اور بڑی حد تک امداد باہمی کی انجمنوں میں منظم کرنا ہی ہماری ساری ضرورت ہے کیونکہ ہم نے اب نجی مفاد، نجی تجارتی مفاد کو ریاستی جانچ اور کنٹرول سے متحد کرنے کا وہ درجہ، اس کو مشترکہ مفادات کے ماتحت لانے کا وہ درجہ پالیا ہے جو بہتیرے سوشلسٹوں کے لئے سنگ راہ بنا ہوا تھا۔ درحقیقت بڑے پیمانے کے سارے ذرائع پیداوار پر ریاست کا اقتدار، پرولتاریہ کے ہاتھ میں ریاستی اقتدار، اس پرولتاریہ کا لاکھوں چھوٹے اور بہت چھوٹے کسانوں سے اتحاد، کسانوں کے لئے اس پرولتاریہ کی رہنمائی وغیرہ ـــ کیا یہ سب نہیں ہے جس کی ضرورت ہے تاکہ امداد باہمی کی تحریک سے، صرف امداد باہمی کی تحریک سے جس کو ہم پہلے چھوٹے دکان دار کی حیثیت سے حقیر سمجھتے تھے اور اب نئی معاشی پالیسی کے تحت بھی اس کے کچھ پہلوؤں کو حقیر سمجھنے کا حق رکھتے ہیں، کیا یہ سب نہیں ہے جو مکمل سوشلسٹ سماج بنانے کے لئے ضروری ہے؟ یہ ابھی سوشلسٹ سماج کی تعمیر نہیں ہے لیکن یہ سب اس کی تعمیر کے لئے ضروری اور کافی ہے۔

اسی صورت حال کا اندازہ ہمارے بہت سے عملی کارکن گھٹا کر لگاتے ہیں ہمارے یہاں امداد باہمی کی تحریک کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے اور یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس امداد باہمی تحریک کی کتنی غیر معمولی اہمیت ہے، اول اصولی پہلو سے (ذرائع پیداوار کی ملکیت ریاست کے ہاتھ میں)، دوسرے نئے نظام میں عبور کے پہلو سے جو کسانوں کے لئے امکانی طور پر

زیادہ سادہ، آسان اور قابل قبول طریقے پر ہو رہا ہے۔

لیکن یہ بھی بنیادی اہمیت کی بات ہے، ہر طرح کی مزدور تنظیموں کے ذریعہ سوشلزم کی تعمیر کا خیالی خاکہ بنانا ایک بات ہے اور عملی طور پر سوشلزم کی تعمیر اس طرح سے سیکھنا دوسری بات ہے کہ ہر چھوٹا کسان اس تعمیر میں حصہ لے سکے....

....متعدد معاشی، مالیاتی اور بینک کی مراعات امداد باہمی کی انجمن کے لئے ہونی چاہئیں۔ ہماری سوشلسٹ ریاست کی طرف سے آبادی کی تنظیم کے نئے اصول کی حمایت اسی پر مشتمل ہونی چاہئے لیکن اس طرح فریضے کو ابھی عام خاکہ میں پیش کیا گیا ہے، کیونکہ یہاں عملی فریضے کی ساری باتوں کی وضاحت اور تفصیل نہیں ہے یعنی "بونس" کی اس شکل کو اور اس کو دینے کی وہ شرطیں، تلاش کرنے کی ضرورت ہے جو ہم امداد باہمی کی انجمن میں شامل ہونے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ بونس کی وہ شکل جس کے ذریعے ہم امداد باہمی کی انجمن کی کافی مدد کر سکتے ہیں، بونس کی وہ شکل جس کے ذریعے ہم امداد باہمی کی انجمن کے مہذب کارکن پاتے ہیں اور ذرائع پیداوار کی سماجی ملکیت میں، بورژوازی پر پرولتاریہ کی طبقاتی فتح میں امداد باہمی کی انجمن کے مہذب کارکنوں کا نظام۔ سوشلزم کا نظام ہے۔

۴ جنوری ۱۹۲۳ء

ولادیمیر لینن۔ مجموعۂ تصانیف
جلد ۳۳، صفحات ۴۶۷-۴۶۸
۴۷۰ - ۴۷۱

ایک مضمون سے :

"چاہے کم ہو، مگر ہو بہتر"

.... ہمیں اس قاعدے پر عمل کرنا چاہئے: چاہے کم ہو مگر ہو بہتر۔ ہمیں اس قاعدے پر عمل کرنا چاہئے: دو یا تین سال تک میں اچھے لوگوں کا مل جانا اس عجلت سے بہتر ہے جس میں کچھ بھی نہ ملنے کی امید ہو.....

.... میرا خیال ہے کہ آخر کار اب وقت آگیا ہے کہ جب ہمیں اپنی ریاستی مشینری کی واقعی شد و مد سے اصلاح کرنی چاہئے اور اس میں عجلت سے زیادہ شاید ہی کوئی اور چیز نقصان دہ ہو....

مرکزی کنٹرول کمیشن[1] کے ممبروں کی حیثیت سے جن مزدوروں کو ہم بھرتی کر رہے ہیں انھیں بے داغ کمیونسٹ ہونا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ انھیں اپنے کام کے طریقے اور مقاصد سکھانے میں ابھی بہت کچھ کرنا ہوگا۔ علاوہ ازیں اس کام میں مدد دینے کے لئے سکریٹریوں کی ایک قطعی تعداد مقرر کرنی چاہئے۔ آخر میں یہ کہ جن عہدہ داروں کو غیر معمولی صورتوں میں ہم مزدور اور کسان نظارت کے ملازمین کی حیثیت سے براہ راست منظور کریں، انھیں مندرجہ ذیل شرائط پوری کرنی چاہئیں:

اوّل، ان کی سفارش کئی کمیونسٹوں کو کرنی چاہئے۔

دوسرے، انھیں ہماری ریاستی مشینری کے بارے میں معلومات کا امتحان پاس کرنا چاہئے۔

تیسرے، انھیں ہماری ریاستی مشینری کے نظریاتی مبادیات، انتظام و انصرام

---

(1) مرکزی کنٹرول کمیشن، پارٹی کنٹرول کا اعلیٰ ترین ادارہ (ایڈیٹر)

کے مبادیات، دفتری کام کاج وغیرہ کا ایک امتحان پاس کرنا چاہیئے۔
چوتھے، انھیں مرکزی کنٹرول کمیشن سے اور خود اپنے سکریٹریٹ سے ایسی قریبی ہم آہنگی کے ساتھ کام کرنا چاہیئے کہ ہم پورے ادارے کے کام کی ضمانت کر سکیں۔...

☸ ☸ ☸

پارٹی کا ایک ادارہ سوویت ادارے میں کیسے مدغم کیا جا سکتا ہے؟ کیا اس تجویز میں کچھ ناروا بات نہیں؟
لیکن واقعی اگر یہ ہمارے کام کے مفاد سے وابستہ ہے تو کیوں نہ دونوں کو ایک دوسرے میں مدغم کر دیا جائے؟ کیا ہم سب نے دیکھا نہیں کہ عوامی کمیساریت برائے امور خارجہ کے معاملے میں اس قسم کا ادغام نہایت سود مند ہوا، جہاں بالکل شروع ہی میں ایسا کر دیا گیا تھا؟ کیا پولیٹیکل بیورو بہت سے مسئلوں کو، جن میں معمولی اور اہم دونوں شامل ہوتے ہیں، پارٹی کے نقطۂ نظر سے ان "چالوں" کے بارے میں بحث مباحثہ نہیں کرتا جو ہمیں غیر ملکی طاقتوں کی "چالوں" کے جواب میں چلنی چاہیئں تاکہ ہم ان کی مثلاً اگر اس سے زیادہ کم شریفانہ اصطلاح استعمال نہ کریں تو عیاری کی پیش بندی کر سکیں؟ کیا پارٹی کے ایک ادارے میں ایک سوویت ادارے کو لچک دار طریقے سے اس طرح مدغم کر دینے سے ہماری سیاست کو زبردست تقویت حاصل کرنے کا سرچشمہ میسر نہیں آجائے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ جو چیز اپنا مفید ہونا ثابت کر چکی ہے، جو چیز ہماری خارجہ سیاست میں قطعی طور پر اختیار کی جا چکی ہے اور اس قدر مروج ہو چکی ہے کہ اس میدان عمل میں اس پر کسی قسم کے شکوک و شبہات کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ وہ بہ حیثیت مجموعی ہماری ریاستی مشینری کے لیئے بھی کم از کم اتنی ہی موزوں ہوگی (درحقیقت میرا خیال تو یہ ہے کہ کہیں زیادہ موزوں ہوگی) مزدور اور کسان نظارت کے فرائض منصبی بحیثیت مجموعی ہماری ریاستی مشینری کا احاطہ کیئے ہوئے ہیں، اور اس کی سرگرمیوں کو بلا استثناء ہر ایک ریاستی ادارے کو متاثر کرنا چاہیئے: مقامی، مرکزی، تجارتی، خالص انتظامی، تعلیمی، محافظ خانوں اور

تھیٹروں وغیرہ سے متعلق۔ مختصر یہ کہ بلا استثنار سب اداروں کو۔

تو پھر ایسے اداروں کو جن کی سرگرمیوں کا دائرہ اس قدر وسیع ہے، اور اس کے علاوہ جن کو ہیئتی اعتبار سے ایسی غیر معمولی لچک کی ضرورت ہوتی ہے، کنٹرول کے سوویت ادارے میں کنٹرول کے پارٹی ادارے کے اس انوکھے ادغام کی اجازت کیوں نہ دی جائے؟

مجھے اس میں کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ میرا خیال ہے کہ ہمارے کام میں کامیابی کی واحد ضمانت اس قسم کا ادغام ہے ....

۲ مارچ ۱۹۲۳ء

ولادیمیر لینن، مجموعہ تصانیف
جلد ۳۳، صفحات ۴۸۹ - ۴۹۱
۴۹۵ - ۴۹۶

تشریحات

۱۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی ۱۸۹۸ء مختلف مارکسی حلقوں اور گروہوں کے آپس میں مل جانے کے نتیجے میں وجود میں آئی اور اس نے اعلان کیا کہ سوشلزم کی فتح اس کا حتمی مقصد ہے لیکن ۱۹۰۳ میں ہی اس کی دوسری کانگریس میں پارٹی میں پھوٹ پڑنے لگی اور دو رجحانات سامنے آئے۔ ایک رجحان کی نمائندگی پکے انقلابی (بولشویک) کرتے تھے اور دوسرے کی نمائندگی اصلاح پسند (منشویک) جنھوں نے بعد میں اپنی الگ پارٹیاں قائم کیں۔ اپنی ۷ویں کانگریس تک جو ۱۹۱۸ء میں ہوئی بولشویک پارٹی کو سرکاری طور پر روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بولشویک) کے نام سے پکارا جاتا رہا۔

۲۔ منشویزم روسی سوشل ڈیموکریسی کا ایک موقع پرستانہ رجحان جو مارکسزم لیننزم کا مخالف تھا۔ ۷ ۔ ۱۹۰۵ء کے انقلاب میں منشویکوں نے انقلاب میں پرولتاریہ کے رہنمایانہ رول کے تھیسز کی مخالفت کی، پرولتاریہ کو بورژوازی کا ماتحت بنانا چاہا، پرولتاریہ کے حلیف کی حیثیت سے کسانوں کے انقلابی رول سے انکار کیا اور مسلح بغاوت کی نیز بورژوازی جمہوری انقلاب کی سوشلسٹ انقلاب میں تبدیلی کی مخالفت کی۔ ۱۹۰۷ - ۱۹۰۵ء کے انقلاب کی شکست کے بعد کے ردعمل کے دور میں تقریباً سبھی منشویکوں نے مزدور طبقے کی غیر قانونی انقلابی پارٹی کے توڑے جانے کی آواز بلند کی۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۸ - ۱۹۱۴ء) کے دوران منشویکوں نے سامراجی جنگ کی حمایت کی اور اس خیال کو رد کرتے رہے کہ روس میں سوشلزم کی تعمیر ممکن ہے۔ فروری ۱۹۱۷ء میں جب زار شاہی کا تختہ الٹ دیا گیا تو انھوں نے مزدور طبقے سے کہا کہ وہ بورژوازی کے ساتھ سمجھوتہ کر لے اور بورژوا عارضی حکومت کی حمایت کی۔ ۱۹۱۷ء کے اکتوبر انقلاب کے موقع پر منشویک ایک انقلاب دشمن پارٹی میں بدل گئے، جس نے انقلابی قوتوں کے خلاف مسلح جد و جہد کی۔ اکتوبر انقلاب کی فتح کے بعد انھوں وہائٹ گاردوں اور بیرونی مداخلت کاروں کے ساتھ مل کر سوویت اقتدار کے خلاف جد و جہد جاری رکھی۔

خانہ جنگی کے بعد، منشویزم کو جس کی انقلاب دشمن نوعیت واضح ہو چکی تھی، ایک سیاسی رجحان کی حیثیت سے شکست ہو گئی۔

۳۔ سوشلسٹ انقلاب پسند (ایس۔ آر۔ ایس) روس کی ایک پٹی بورژوا پارٹی کے ممبران، یہ پارٹی ۱۹۰۱ء کے اواخر اور ۱۹۰۲ء کے اوائل میں وجود میں آئی۔ سوشلسٹ انقلاب پسند پرولتاریہ اور پٹی بورژوازی کے طبقاتی فرق کو سمجھنے میں ناکام رہے، کسانوں کے اندر طبقاتی اختلاف اور تضادات کو انھوں نے نظر انداز کر دیا اور انقلاب میں پرولتاریہ کے رہنمایانہ رول نیز پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے تصور کو ماننے سے انکار کرتے رہے۔ سوشلسٹ انقلاب پسندوں نے مطلق العنانیت کے خلاف جدوجہد کی خاص شکل کے طور پر انفرادی دہشت پسندی کی حکمت عملی پر زور دیا اور یوں ان کے لئے عوام کو جدوجہد کے لئے تیار کرنا مشکل ہو گیا۔

۴۔ مارتینوف (پائکر) اے۔ ایس (۱۸۶۵۔ ۱۹۳۵ء)۔ ممتاز منشویک رہنما جس نے سوشل ڈیموکریسی کے انقلابی بازو کی جس کے رہنما لینن تھے، مخالفت کی۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے منشویکوں سے ناطہ توڑ لیا اور ۱۹۲۳ء میں ۱۲ویں پارٹی کانگریس میں روسی کمیونسٹ پارٹی (بولشویک) میں شامل کر لیا گیا۔

۵۔ ۹ جنوری ۱۹۰۵ء ("خونی اتوار") اس دن سینٹ پیٹرزبرگ کے کئی ہزار نہتے مزدوروں کے جلوس پر زار شاہی پولیس نے گولی چلائی تھی۔

۶۔ فیائرباخ، لڈوگ اندریاس (۱۸۰۴۔ ۱۸۷۲ء) ممتاز جرمن مادہ پرست اور منکر مذہب۔

۷۔ باؤچنر فریڈرک کارل کرسچین لڈوگ (۱۸۲۴۔ ۱۸۹۹ء) ایک جرمن بورژوا فلسفی۔ ووگت کارل (۱۸۱۷۔ ۱۸۹۵ء) ایک جرمن فطرت پسند موسچاٹ جیکب (۱۸۲۲۔ ۱۸۹۳ء) ایک ڈچ سائنسداں۔ یہ تینوں بیہودہ مادہ پرستی اور میکانکی فلسفے کی نمائندگی کرتے تھے۔

۸۔ نئے اسکرا والے۔ نئے منشویک اخبار اسکرا (چنگاری) کے حامی۔ یہ اخبار شمارہ نمبر ۵۲ (نومبر ۱۹۰۳ء) سے اس وقت منشویک رجحان کا حامل بنا جب جی۔ وی۔ پلیخانوف نے جو منشویکوں سے

مل گئے تھے من مانے ڈھنگ سے کئی منشویکوں کو' دی ۔ آئی، زاسولیچ 'یو ۔ او ۔ مارتوف ۱۷ ، این ، پوٹریسوف اور پی ، بی ایکسلرود کو مجلس ادارت میں شامل کرلیا ۔ اخبار کی اشاعت کا سلسلہ ۸ ر اکتوبر ۱۹۰۵ء تک جاری رہا ۔

۹ ۔ روس جاپان جنگ (۱۹۰۵ - ۱۹۰۴ء) روسی اور جاپانی سامراجیوں کے مفادات کے ٹکراؤ کا نتیجہ تھی ۔ ۲۳ ر اگست (۵ ر ستمبر) ۱۹۰۵ء کو پورٹس ماؤتھ (امریکہ) کے مقام پر امن کا معاہدہ ہوا جو روس کے لئے خاصی سخت شرطوں پر زار حکومت سے کیا تھا ۔ حکومت اس وقت خود کو بیرونی جھگڑوں سے نجات دلانا چاہتی تھی تاکہ ملک میں ابھرتے ہوئے انقلاب کو کچل سکے ۔

۱۰ - ۱۸۷۱ء کا پیرس کمیون پہلا پرولتاری انقلاب اور مزدور طبقے کی پہلی انقلابی حکومت تھی ۔ کمیون ۷۲ دنوں تک قائم رہا (۱۸ ر مارچ سے ۲۸ ر مئی تک) اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے قیام کی تاریخ میں پہلی کوشش تھا ۔

۱۱ ۔ قومی (آئین ساز) اسمبلی ۸ ر فروری ۱۸۷۱ء کو چُنی گئی ۔ اس نے تھیئرس کی رہنمائی میں حکومت قائم کی ، ابتدائی امن کی شرائط کی توثیق کی جس کے مطابق فرانس نے الساک اور لورین جرمنی کے حوالے کردیا اور زبردست تاوان دینا منظور کرلیا ۔ اس نے ایسے قوانین منظور کئے جن کی وجہ سے عوام کے وسیع حلقوں کے حالات زندگی اور زیادہ ابتر ہوگئے ۔

۱۲ ۔ تھیئرس اڈولف (۱۸۷۷ - ۱۷۹۷ء) فرانس کا ایک رجعت پرست سیاستداں جو پیرس کمیون کے کچلنے میں پیش پیش تھا ۔

۱۳ ۔ رینن کیمپ پی کے اور میلر زکو ملسکی اے ، این ۔ رجعت پرست زارشاہی جنرل ۱۹۰۶ء میں ان دونوں نے سائبریا کے ریلوے مزدوروں کے خلاف سخت کارروائیوں کی قیادت کی تھی ۔

۱۴ ۔ "یورپ کی ریاستہائے متحدہ" کا نعرہ جو روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے بعض ممبروں نے بلند کیا تھا ، ۳ انتہائی رجعت پرست یوروپی شاہنشاہتوں کا تختہ انقلابی طریقے الٹنے کے نقطہ نظر سے سیاسی طور پر قطعی مناسب تھا ۔ لیکن سرمایہ داری کے حالات میں "یوروپ کی ایک ریاستہائے متحدہ" کے معنی یہ ہوئے کہ یوروپی سرمایہ دار آپس میں اس غرض سے مل جاتے کہ " ..... یوروپ میں

سوشلزم کو مشترکہ طور پر کچل دیں، استعماری لوٹ کھسوٹ کا مشترکہ طور پر تحفظ کریں" (لینن ۔ مجموعۂ تصانیف جلد ۲۱، صفحہ ۴۱۴)

۱۵۔"تہذیبی اور قومی خود مختاری" قومیتوں کا مسئلہ حل کرنے کی غرض سے بنایا گیا ایک مارکسزم مخالف بورژوا قوم پرست پروگرام ۔ آسٹریا کے سوشل ڈیموکریٹیک لیڈران او۔ بوئر اور کے ۔ رینر نے یہ پروگرام تیار کیا تھا جسے آسٹریا کی سوشل ڈیموکریٹیک پارٹی نیز دوسری انٹرنیشنل سے تعلق رکھنے والی دوسری پارٹیوں نے منظور کر لیا تھا، "تہذیبی اور قومی خود مختاری" کے حق میں الگ الگ قومی انجمنوں کا قیام شامل تھا جو اپنے مخصوص قومی خصوصیات اور رسم و رواج کے مطابق اسکولوں اور تہذیبی اداروں کا انتظام کریں گے اور مادری زبان کا استعمال لازمی قرار دیں گی ۔ جہاں تک سیاسی اقتدار کا سوال ہے اسے ہر حال میں حکمراں قوم کے استحصالی طبقوں کے ہاتھ میں ہی رہنا تھا۔

۱۶۔فیبینس ۔ فیبین سوسائٹی کے ممبران جو ایک برطانوی اصلاح پسند تنظیم تھی ۔ اسے رومن کمانڈر فیبس میکسمس کے نام پر موسوم کیا گیا تھا جو اپنی تعلل پسند حکمت عملی کی بدولت عرف عام میں ککٹیٹر (تاخیر پسند) کے نام سے جانا جاتا ہے ۔ اس سوسائٹی کے زیادہ تر ممبران بورژوا دانشور تھے وہ پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد اور سوشلسٹ انقلاب کی ضرورت سے انکار کرتے تھے اور اس بات پر اصرار کرتے تھے کہ سرمایہ داری سے سوشلزم میں عبور کا راستہ صرف اصلاحات کا راستہ اور سماج کی بتدریج تبدیلی کا راستہ ہے ۔

۱۷۔ لینن نے "دور دراز سے خطوط" جو ۵ خطوط تھے سوئٹزرلینڈ میں لکھے تھے ۔ ۵ واں نامکمل خط روس کی واپسی سے ذرا پہلے لکھا گیا تھا ۔ یہ سارے خطوط روس میں پیش آنے والے انقلابی واقعات سے متعلق ہیں ۔

۱۸۔یہاں مراد پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۸-۱۹۱۴ء) سے ہے ۔

۱۹۔ موجودہ انقلاب میں پرولتاریہ کے فرائض لینن کی مشہور اپریل تھیسز پر مشتمل ہے ۔ اس میں لینن نے ان سوالات سے بحث کی ہے جو روسی انقلاب کے پیدا کردہ تھے، یعنی انقلاب کے جمہوری مرحلے سے سوشلسٹ مرحلے میں عبور، جنگ اور

بورژوا عارضی حکومت کی طرف پرولتاریہ اور اس کی پارٹی کا رویہ، سوویتوں کی ری پبلک، شہروں اور دیہی علاقوں میں فوری معاشی تبدیلیاں۔ نئے تاریخی حالات میں پارٹی کے فرائض اور تیسری (کمیونسٹ) انٹرنیشنل کا قیام۔

۲۰۔ یہاں مراد ہے فرانس کا ۱۸۴۸ء کا بورژوا جمہوری انقلاب، جس نے شہنشاہیت کا تختہ الٹ دیا اور ایک ری پبلک (۱۸۵۲-۱۸۴۸ء) قائم کی۔ مارکس نے اپنی دو تصانیف، فرانس میں طبقاتی جدوجہد، ۱۸۴۸ء سے ۱۸۵۰ء تک، اور لوئس بونا پارٹ کی ۱۸ویں برومیئر میں اس انقلاب کے تجربوں سے بحث کی ہے۔

۲۱۔ دوسری انٹرنیشنل۔ مزدور پارٹیوں کی ایک بین الاقوامی انجمن جو ۱۸۸۹ء میں قائم ہوئی جب مزدور طبقے کی بین الاقوامی تحریک اپنے ارتقا کے ایک بلند تر مرحلے میں داخل ہو رہی تھی۔ یورپ کے مختلف ملکوں اور ریاستہائے متحدہ میں مزدور طبقے کی سیاسی جماعتیں وجود میں آرہی تھیں۔ دوسری انٹرنیشنل اپنے رہنماؤں کے سیاسی دیوالیہ پن اور پرولتاریہ کے طبقاتی مفادات سے ان کی غداری کی بدولت پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں ٹوٹ گئی۔

۲۲۔ آئین ساز اسمبلی کا اجلاس ۱۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو توریدا محل پیترو گراد میں ہوا۔ جب اس کی انقلاب دشمن اکثریت نے سوویت اقتدار اور اس کے فرمانوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور محنت کش نیز استحصال کا شکار ہونے والے عوام کے حقوق کے اعلانیہ کو رد کر دیا تو لینن کی رہنمائی میں بولشویک نمائندے اور بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلاب پسند اسمبلی سے باہر نکل آئے۔ آئین پسند ڈیموکریٹس، دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلاب پسند اور منشویک اسمبلی میں بیٹھے رہے۔ ۱۹ جنوری کو کُل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے ایک فرمان کے ذریعہ بورژوا آئین ساز اسمبلی توڑ دی گئی کیونکہ وہ روس کے عام لوگوں کی مرضی کی ترجمانی کرنے میں ناکام رہی تھی اور انقلاب دشمنی کا آلہ کار بن گئی تھی۔ بولشویکوں نے سوویتوں کی تیسری کُل روس کانگریس طلب کی جو واحد اعلیٰ ترین ادارہ تھی اور مزدوروں اور کسانوں کی مرضی کی ترجمان تھی۔

۲۳۔ مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی دوسری کُل روس کانگریس ، ۷ نومبر ۱۹۱۷ء کو ۱۰ بج کر ۴۰ منٹ پر پتروگراد کے اسمولنی انسٹی ٹیوٹ میں منعقد ہوئی۔ لینن نے امن اور زمین سے متعلق رپورٹ پیش کی۔ کانفرنس نے لینن کے تیار کردہ امن اور زمین سے متعلق فرامین منظور کئے۔ اس نے مزدوروں اور کسانوں کی حکومت تشکیل دی جسے عوامی کمیساروں کی کونسل کا نام دیا گیا اور لینن کو اس کا سربراہ چنا گیا۔

۲۴۔ یہاں مراد فوج کے ان افسروں سے ہے جو زار شاہی روس میں افسروں کی تربیت کے اسکولوں میں زیر تعلیم تھے۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے دوران یہ لوگ ایک سرگرم انقلاب دشمن طاقت تھے۔

۲۵۔ بین الاقوامیت پسند استادوں کی یونین دسمبر ۱۹۱۷ء کے اوائل میں قائم کی گئی۔ یہ ان استادوں کی یونین تھی جو سوویت اقتدار کے ساتھ تھے۔ اس کا مقصد جمہوری جذبہ رکھنے والے استادوں اور ڈھلمل عناصر کو سوویت اقتدار کا حمایتی بنانا تھا۔

۲۶۔ چیکا (کُل روس غیر معمولی کمیشن) عوامی کمیساروں کی کونسل کے ایک فیصلے کے مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۱۷ء کو قائم کیا گیا۔ اس کا مقصد انقلاب دشمنی اور سبوتاژ سے نمٹنا تھا۔

۲۷۔ یہاں مراد چیکوسلواک فوجی دستے کی انقلاب دشمن بغاوت ہے جسے اتحادی سامراجی طاقتوں نے، منشویکوں اور سوشلسٹ انقلاب پسندوں کے سرگرم تعاون کے ساتھ منظم کیا۔ یہ دستہ اکتوبر انقلاب سے پہلے روس میں قائم کیا گیا تھا اور چیک اور سلواک جنگی قیدیوں پر مشتمل تھا جو آسٹریا اور ہنگری کی فوج میں شامل تھے۔ سوویت حکومت اس پر تیار ہوگئی تھی کہ دستے کے لوگ ولادی ووستوک (۲۶ مارچ ۱۹۱۸ء) ہوتے ہوئے اس شرط پر روس سے چلے جائیں کہ اپنے اسلحے واپس کر دیں اور اپنے

روسی افسروں کو برطرف کردیں۔ لیکن دستے کی انقلاب دشمن کمان نے اتحادی سامراجیوں کی مدد سے مئی کے اواخر میں سوویت اقتدار کے خلاف بغاوت کردی۔ سفید گاردوں اور کلاکوں کے ساتھ تال میل کے ساتھ اس دستے نے یورال، والگا علاقے اور سائبیریا کے وسیع حصے پر قبضہ کرلیا اور وہاں بورژوا حکومت قائم کرلی۔ بہت سے فوجیوں نے یہ محسوس کرلیا کہ انھیں انقلاب دشمن کمانداروں نے دھوکہ دیا ہے تو وہ دستے سے الگ ہوگئے اور سوویت اقتدار سے لڑنے سے انکار کردیا۔ تقریباً ۱۲ ہزار چیک اور سلواک لوگ سرخ فوج کی صفوں میں شامل ہوکر میدان جنگ میں لڑے۔ ۱۹۱۹ء کے موسم گرما کے اواخر میں کولچاک کی فوجوں کی شکست کے بعد یہ بغاوت ختم ہوگئی۔

۲۸۔ کراسنوف، پی۔ این (۱۹۴۷-۱۸۶۹ء) زارشاہی جنرل اور سوویت اقتدار کا کٹر دشمن۔ یہ جرمن سامراج کا ایجنٹ تھا اور ڈان کے علاقے میں کورنیلوف بغاوت اور انقلاب دشمن سرگرمیوں کے رہنماؤں میں شامل تھا۔

۲۹۔ ایک کسان کے سوال کا جواب، لینن نے ان لاتعداد سوالوں کے جواب میں لکھا تھا جو کسانوں کی طرف سے عوامی کمیساروں کی کونسل کو موصول ہوئے تھے۔ جواب کسانوں کے نمائندوں کو سونپا گیا اور اس پر لینن کے دستخط تھے۔ ملکیت آراضی کا انقلابی استیصال کس طرح عمل میں لایا جائے، اس سلسلے میں یہ ایک اہم دستاویز بن گیا۔

۳۰۔ تیسری (کمیونسٹ) انٹرنیشنل کا قیام پہلی کانگریس (افتتاحی)، میں جو ۲ تا ۶ مارچ ۱۹۱۹ء کو ماسکو میں ہوئی، عمل میں آیا۔

اس وقت تک متعدد ملکوں میں کمیونسٹ پارٹیاں اور گروہ قائم ہوچکے تھے۔ واقعہ یہ تھا کہ تیسری انٹرنیشنل وجود میں آچکی تھی اور کام کررہی تھی، کام یہ تھا کہ کمیونسٹ تحریک کے ان منتشر دستوں کو منظم کیا جائے۔

۳۱۔ بریست امن۔ ۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو بریسٹ لتووسک کے مقام پر سوویت

روس اور جرمنی کے مابین ہونے والا معاہدۂ امن۔ اس کی شرائط سوویت روس کے لئے خاصی سخت تھیں۔ پھر بھی اس معاہدے سے سوویت روس کو امن میں سانس لینے کا موقع ملا۔ پرانی فوج کو برطرف کر کے نئی فوج، سرخ فوج بنائی جا سکی، سوشلزم کی تعمیر شروع ہو سکی اور اندرونی انقلاب دشمنی نیز بیرونی مداخلت کاروں سے مقابلہ کرنے کی طاقت پیدا ہو سکی۔

۳۲۔ مزدوروں اور کسانوں کا معائنہ جاتی گروہ (رابجرین) لینن کی تحریک پر فروری ۱۹۲۰ء میں قائم ہوا، ریاستی کنٹرول کے عوامی کمیساریت کی تنظیم نو اس کی بنیاد بنی جس کا قیام سوویت اقتدار کے اولین زمانے میں عمل میں آیا تھا۔ اس سے محنت کشوں کو ریاستی کام میں شریک کرنے میں مدد ملی۔

۳۳۔ یہاں لینن کی مراد پرولیت کولیت سے (پرولتاری کلچر کی تنظیم) ہے۔ یہ تہذیبی اور تعلیمی تنظیم ستمبر ۱۹۱۷ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس تنظیم کے نظریہ سازوں نے جن خیالات کا پرچار کیا وہ مارکسزم سے قطعی الگ تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ مزدور طبقے کو ماضی کی تہذیبی میراث کو نظرانداز کر کے خود اپنا پرولتاری کلچر وجود میں لانا چاہئے۔

۳۴۔ فالتو خوراک کی وصولی کا نظام ایک غیر معمولی اقدام تھا جو خانہ جنگی کے زمانے میں سوویت حکومت نے کیا۔ اس کے معنی یہ تھے کہ کسانوں سے مقررہ قیمتوں پر فالتو اناج اور دوسری چیزیں وصول کر لی جائیں۔

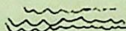
۳۵۔ اشیاء کی صورت میں ٹیکس، فالتو خوراک کی جبری وصولی کے نظام کی جگہ رائج کیا گیا۔ اس کے معنی یہ تھے کہ ٹیکس کی وصولی کے بعد جو پیداوار بچتی تھی وہ کسان اپنی مرضی سے بیچ سکتا تھا۔

۳۶۔ نئی معاشی پالیسی (نیپ)، سرمایہ داری سے سوشلزم میں عبور کے دور میں سوویت ریاست کی معاشی پالیسی۔ اس نے سرمایہ دارانہ لین دین اور آزاد تجارت کی اجازت دی، البتہ کلیدی معاشی پوزیشن ریاست کے کنٹرول میں رہی۔ اس کا

مقصد یہ تھا کہ منڈی، تجارت اور گردشِ زر کے استعمال کے ذریعے سوشلسٹ معیشت کی بنیاد کی تعمیر کے کام کو فروغ دیا جائے۔

۳۷۔ دسمبر ۱۹۲۲ء سے مارچ ۱۹۲۳ء تک لینن نے جو ان دنوں بے حد بیمار تھے اپنے آخری مضامین بول کر لکھوائے، یہ تھے، "ڈائری کے صفحات، کوآپریشن کے بارے میں، مزدوروں اور کسانوں کے معائنہ جاتی گروہ کی از سر نو تنظیم کیسے ہو، ہمارا انقلاب اور کم ہوں لیکن بہتر ہوں، نیز خطوط۔ کانگریس کے نام خط، ریاستی منصوبہ ساز کمیشن کو آئین سازی کے اختیارات کی تفویض اور قومیتوں کا سوال یا "خود مختاری"

ان مضامین اور خطوط میں لینن نے پارٹی اور ریاست کی مشینری میں مزید سدھار کا خاکہ پیش کیا۔ انھیں پارٹی اور عالمی کمیونسٹ تحریک کے لئے لینن کی "ہدایات" کے نام سے جانا جاتا ہے۔





68